...پرنٹنگ اینڈ پبلشنگ کمپنی لمیٹڈ
پنڈی بہاؤالدین پنجاب

ہمیت...

(۱) حضرت سجادہ نشین صاحب جلالپور شریف ۔ (۲) کپتان جمال الدین صاحب بہادر۔ آئی
ایم۔ ایس۔ آگرہ ۔ (۳) جمعدار عطا محمد صاحب ساکن بہورہ حال ۴/۱۲ فرائیٹر فورس علی پور ۔
(۴) ایم۔ ایم۔ اسلم خاں صاحب پیٹرس ہوس کالج کیمبرج ۔ (۵) ملک دیا رام صاحب
...نجاب پولیس گجرات ۔ (۶) چوہدری عالم الدین صاحب آف سہنہ انسپکٹر
...اک خانہ جات لورالائی بلوچستان ۔ (۷) شیخ محمد ممتاز صاحب فاروقی
بیرسٹرایٹ لاء گجرات ۔ (۸) ڈاکٹر شیخ محمد عالم صاحب بیرسٹرایٹ لا۔ لاہور
(۹) پروفیسر شیخ محمد جمیل صاحب اورسیر کنوڈ۔ جی۔ آئی۔ پی ریلوے ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تیغِ کمال

(۱)

تثلیث کے وہ خوفناک حملے جو پردۂ دُنیا پر کروسیڈ کی صورت میں ظاہر ہوئے ختم ہو چکے تھے مگر ان کی مستقل یادگاریں دُنیا میں موجود تھیں رچرڈ اور صلاح الدین دونوں کی ناپائدار ہستیاں فنا ہو چکی تھیں۔ لیکن ان نمایاں ہستیوں کے اعمال نہ صرف تاریخ اپنے آغوش میں لے چکی تھی بلکہ ان کے نقش قدم آنے والی نسلوں اور پیدا ہونے والی دنیا کے واسطے سچے ہادی اور حقیقی رہبر تھے۔ مسلمان اگر اپنے آباؤ اجداد کو سامنے رکھتے۔ اُن کے زرّیں اقوال اور قابل قدر اعمال کو حرزِ جان بنواتے تو اُن کا ہر لمحہ عہدِ صلاح الدین ہوتا۔ وہ اگر عمر بن عبد العزیز و صلاح الدین کو فراموش نہ کر بیٹھتے تو تثلیث کی دیوی اُن کی چوکھٹ کو سجدہ کرتی اور تیرہ سارھے تیرہ سو سال گذر جانے پر بھی توحید کا ڈنکہ پھیکا نہ پڑتا۔ مگر ان کا نفاق باہمی خودآرائی و نفس پروری ساعت بہ ساعت ترقی کر رہی تھی۔ اور ان کو معلوم نہ تھا اور اگر

معلوم تھا تو اس پر غور کرنے کی ضرورت نہ تھی کہ چمنستان اسلام میں تثلیث کا افعی منہ چھپائے بیٹھا ہے۔ اور یہ وہ ظالم ناگ ہے جس کا کاٹا پانی نہ مانگے یہ ڈسنے کی فکر میں ہے۔ اور اس کی پھنکار آن واحد میں اس باغ کا جنگل کر دیگی۔ رچرڈ مر چکا ہے۔ مگر اس کی موت زندگی سے زیادہ خطرناک ہے۔ وہ اپنے چیلے اسلام کے چپہ چپہ اور کونہ کونہ پر چھوڑ گیا ہے۔ اور یہ جانی دشمن خون کے پیاسے ہیں ایک دم کو اپنی کوششوں سے غافل نہیں۔

وقت گذر رہا تھا صبح شام اور شام صبح ہو رہی تھی۔ پرستاران توحید اپنی خانہ جنگیوں اور عیش و عشرت میں منہمک تھے۔ اور دلدادگان تثلیث کے سامنے اسلام کو فنا کرنے کے سوا کوئی دوسرا مقصد نہ تھا۔ یہ وہ ارمان تھا جو رچرڈ کے دل میں پیدا ہوا۔ اور کچھ عرصہ تک اسی دل میں پلتا اور بڑھتا رہا۔ لیکن اس کی موت کے بعد اس کے ساتھ قبر میں دفن نہ ہوا۔ بلکہ آواگون کے اس عقیدہ کی طرح کہ روح ایک جسم کو چھوڑ کر دوسرے میں حلول کرتی ہے۔ رچرڈ کے دل سے نکل کر ہر عیسائی دل میں جاگزیں ہوا۔ اور جس وقت مسلمان اس دشمن جان کو قطعاً فراموش کر چکے تھے۔ ہر عیسائی اُن کے فنا کرنے پر کمربستہ تھا۔

سترہویں صدی عیسوی کے اواخر کا ذکر ہے کہ روس کے مست اژدہے نے رچرڈ کا دم واپسین یاد کیا اور اُس نے تمام یورپ میں ایک خفیہ جال پھیلا کر کہدیا کہ یورپ اس وقت تک آرام و چین سے نہیں بیٹھ سکتا۔ جب تک ٹرکی کو فنا نہ کردے۔ یہ جال سو سال تک اس سرزمین پر پھیلا رہا۔ یہاں تک کہ خود یہی اژدہا پھنکاریں مارتا میدان میں نکلا۔ اُس کی آنکھوں سے تعصب کے شعلے بلند ہو رہے تھے اور دشمنی کے کف منہ سے جاری تھے۔ ٹرکی نے ہرچند اس خطرناک دیو سے پیچھا چھڑانا چاہا لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ اور اٹھارہویں صدی

کے آخر اور انیسویں صدی کے شروع میں مکدونیا تاتار اور صوبائے ڈنیوب تبیر کے تمام مقبوضات سے دست بردار ہونا پڑا۔ انیسویں صدی کی منحوس گھڑیاں قانون قدرت کے تحت میں اپنی منزلیں طے کر رہی تھیں۔ کہ ۱۸۲۹ء میں ارمینیا ولاشیں بلدیویہ سرویہ نے بھی ٹرکی کو خیر باد کہا اور روس کے پنجہ میں جا پہنچیں۔ تا اینکہ انیسویں صدی کے آخر میں تارص اردہان باطوم بھی ایک ایک کر کے ہاتھ سے نکل گئے اور جہاں شب و روز توحید کی صدائیں بلند ہوئی تھیں۔ وہاں تثلیث کے نقارے بجنے لگے۔

ٹرکی کے اس قیامت خیز منظر کا خاتمہ اور روسی اژدھے کی پھنکاریں بس نہیں ہوئی اور چند روز بعد رومانیہ بلغاریہ بوسنیہ ہرزگووینہ قبرص اور ٹیونس سب ترکی سے جدا ہوتے ہیں۔

یہ بھی عجیب منظر تھا وہ یورپ جو انصاف اور مساوات کا دم بھر رہا تھا اور بھرتا ہے چاروں طرف خون کی ندیاں بہتی ہوئی دیکھتا ہے۔ مگر اس لئے کہ ترک کمزور پڑ رہے ہیں خاموشی کے ساتھ تماشہ دیکھ رہا ہے۔ اور اس لئے کہ روس کی چالیں اور ریشہ دوانیاں کامیاب ہو رہی ہیں۔ اُف نہیں کرتا۔ یونان جو ہمیشہ ٹرکی کا جانی دشمن رہا اکثر معرکوں میں روس کے ساتھ شریک تھا۔ اور ایک یونان ہی پر کیا منحصر ہے۔ تمام یورپ کسی نہ کسی صورت میں ٹرکی کی مخالفت پر آمادہ تھا۔ اور فائدہ کی دُھن میں غرق تھا۔ بھلا یہ بھی کیا لطف نا نذوز واقعہ ہے کہ ۱۸۷۲ء میں ٹرکی یونانیوں کو تاراج کرتا ہے۔ اور اتحادی نوریئو پر اس کی بحری طاقت کو فنا کر دیتے ہیں۔ لڑائی ہوتی ہے روس و ٹرکی کی اور کانفرنس فیصلہ کرتی ہے کہ طبرس انگلستان کو دو اور ٹیونس فرانس کو تعجب یہ ہوتا ہے اور تعجب کیا حیرانی و پریشانی بلکہ یوں کہو کہ قیاس کام نہیں کرتا کہ وہ اقوام یورپ جو آسمان تہذیب پر

قم یہا ردیم ہونے کی مدعی ہیں ٹرکی کے معاملہ میں کس طرح انسانیت کے
تمام جوہر ہاتھ سے کھو بیٹھیں اور ان مردار خوار گدوں کی طرح جو بعض اوقات
زندہ اجسام کو نوچنے بیٹھ جاتے ہیں بہیمیت کے زیور سے آراستہ ہو گئیں ۔
۱۸۹۷ء میں ٹرکی یونان پر حملہ کرتا ہے۔ اور یونان تباہ و برباد ہو جاتا ہے شجاعان
ٹرکی کی تیغ آبدار یونانیوں کے تمام دعوے خاک میں ملا دیتی ہے ۔ مگر اس فتح کا
نتیجہ دربار یورپ سے کیا عطا ہوتا ہے ۔ کہ ٹرکی کا علاقہ تھسلی مفتوح کو ملتا
ہے۔ اور فاتح ٹرکی منہ دیکھنے کا دیکھتا رہ جاتا ہے ۔ کیا ان تمام حالات کو
دیکھ کر کوئی عقل سلیم کہہ سکتی ہے۔ کہ یہ لڑائیاں فتح اور شکست کے واسطے
تھیں۔ نہیں ہرگز نہیں ۔ تمام یورپ ایک طرف تھا اور صرف ٹرکی ایک طرف
اور یورپ کے سامنے سوا اس کے کہ ٹرکی کو فنا کردیں اور کچھ نہ تھا ۔ روس
فرانس ۔ انگلستان جب اس طرح مذہب کا جوش دیوانگی ظاہر کر رہے تھے ۔
تو اٹلی کیوں خاموش رہتا وہ بھی آخر عیسائیت کا ایک جزو اور برطانویت ہی کا
ایک حریف تھا طرابلس کی طرف بڑھا۔ کیا مزے کی سیر ہے اور یورپ کا کتنا اچھا
انصاف ہے کہ ٹرکی کی اپنی فوجیں اٹلی کے مقابلہ کو مصر سے جو اس کا اپنا ملک
تھا نہ گذر سکیں ۔ اور اس طرح اٹلی نے غربی طرابلس ھتیا لیا ابھی یہ تعجب
انگیز مناظر ختم نہ ہوئے تھے کہ البانیہ نے سر اٹھایا ۔ اور تھوڑے ہی روز
بعد بلقان میں قیامت کی آگ بھڑک اٹھی ۔ آخر ترک انسان تھے دیو نہ تھے جن
نہ تھے ۔ تمام یورپ کا مقابلہ کس طرح کرتے اور مقابلہ بھی مردوں کا نہیں سازشوں
کا مکر و فریب کا ان آخری لڑائیوں میں بھی ترکوں نے اپنی شجاعت دکھائی مگر
وہ بھی یونان کی طرح بے سود رہی ۔ اور عین اس وقت جب وہ فاتحانہ کام
کر رہے تھے بعض طاقتوں نے دخل دیکر ان کی فتح کا خاتمہ کر دیا ۔

یہ ایسے حالات ہیں کہ ان کو دیکھ کر کوئی معقول انسان تسلیم نہیں کر سکتا کہ ان لڑائیوں میں سے ایک لڑائی بھی واقعی سلطنتوں کی جنگ تھی۔ بلکہ یہ تمام لڑائیاں صلیبی لڑائیاں تھیں۔ اور جن کا مقصد صرف مذہب اسلام کی بیخ کنی تھی۔

اِن واقعات کو اچھی طرح دیکھ کر اور سمجھ کر یہ نتیجہ بآسانی نکلا کہ مقصد جو کچھ صلیبی جنگوں کا تھا وہی ان لڑائیوں کا تھا۔ صلیبی جنگوں کو صلیبی مشہور کرنا اور ان لڑائیوں کو صلیب سے علیحدہ کر کے سیاست متعین کرنا حقیقتاً یورپ کی ایک بڑی دانائی تھی اور ہے۔ اس وقت یورپ سے مسلمانوں کو اتنا واسطہ نہ تھا جس قدر آج ہے۔ یورپ کی سلطنتیں مسلمانوں پر جو حکومت آج کر رہی ہیں اس کا عشر عشیر بھی اُس وقت نہ تھا۔ اور اس واسطے یورپ نے ببانگ دہل ان لڑائیوں کو صلیبی جنگ کہدیا لیکن آج ان لڑائیوں کو اصلی نام سے تعبیر کرنا ایک ایسا خوفناک اور خطرناک فعل ہے جو یورپ کو چھوڑ کر تمام روئے زمین پر خون کی ندیاں بہا دیتا۔

جب یورپ کی ہٹ دھرمی روز روشن کی طرح آشکارا ہو گئی۔ تو اِس لئے نہیں کہ کوئی بُرا کہے گا بلکہ اس لئے اور صرف اس لئے کہ دوسرے ممالک کے مسلمان کوئی گل نہ کھلائیں دوسری تدبیروں سے کام لیا گیا۔ یہ وہ تدابیر تھیں جن میں توپ و تفنگ علیحدہ رہے اور صرف روباہ بازیاں کام کرتی رہیں۔ ٹرکی حکومت کے برخلاف اس کی اپنی رعیّت کو بھڑکایا گیا۔ رک رک کر باغی بنایا گیا یہاں تک کہ وہ اپنے اپنے دعوے لے کر اپنی ہی حکومت کے سامنے اُٹھ کھڑے ہوئے کسی نے آزادی کی درخواست کی کسی نے حفاظتِ حقوق کی خواہش ظاہر کی۔ اور جب حکومت نے انسداد کی طرف توجہ کی تو

یوروپین اخبارات اور یوروپین رسالوں نے اس انسداد کو مظالم کا لباس پہنا کر وہ قیامت خیز غلغلے بلند کئے کہ دُنیا دنگ رہ گئی۔ مگر یہ معمّہ آجتک معمہ ہے اور معمہ رہیگا کہ خود یورپ اپنی طاقت کے زعم میں جو کچھ کرے وہ کیوں جائز ہے اور کسی کی مجال نہیں کہ اس کے خلاف لب کشائی کرے۔ مگر ترک اپنے انتظام اور انسداد کے سلسلہ میں جائز بھی کریں تو وہ ناجائز اور نہیں۔

المختصر جب یورپ کی ہر چہار طرف سے یہ انتہائی کوشش ہو رہی تھی کہ ٹرکی کا خاتمہ کیا جائے - اور ایک خاص حد تک دشمن اس کوشش میں کامیاب بھی ہو چکا تھا۔ کون کہہ سکتا تھا کہ اس بجھی ہوئی راکھ سے ایک ایسی چنگاری نکلے گی جو خونخوار دشمن کے خرمن ہستی کو جلا کر خاک سیاہ کر دے گی یہ صرف خدائی مدد تھی اور ہے جس نے دکھا دیا کہ ہم طاقتور کے مقابلہ میں کمزور کو فتح دیکر اس طرح اپنی قدرت کے نمونے دکھا دیتے ہیں -

(۲)

موسیو برانڈ۔ یہ وہ وقت ہے کہ شاید اس سے زیادہ مبارک وقت ہماری آنکھیں اور ہمارے کان اب دنیا میں دیکھ اور سُن نہ سکیں۔ لڑائی کے پاسہ کا اس طرح پلٹ جانا ہماری انتہائی خوش نصیبی ہے ۔ ورنہ شکست کا یقین ہم سب کو اچھی طرح ہو چکا تھا اور اپنی تو میں کہتا ہوں کہ میرے وہم و گمان میں بھی یہ نہ تھا جو ہو گیا۔ ہماری بربادی میں کسر ہی کیا رہ گئی تھی - سچ یہ ہے فرانس کا خاتمہ ہفتہ دو ہفتہ نہیں دو چار روز کی بات تھی -

لارڈ کرزن۔ دشمن کی فتح یقینی تھی۔ ایک ہمارا کیا تمام دنیا کا یہی یقین تھا کیا کوئی ایسا بیوقوف بھی دنیا میں ہوگا۔ جو اتحادیوں کی فتح کا شبہ بھی کر سکتا ہو۔

لائڈ جارج۔ اتحادی اس فتح پر فخر نہیں کر سکتے۔ یہ اعتراف کرنا پڑیگا کہ جرمن کی طاقت ہماری متفقہ طاقت سے بڑھی ہوئی نکلی امید نہ تھی کہ وہ اس قدر زبردست اور ایسا تیار نکلے گا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب سے مقابلہ کیواسطے تیار تھا۔

موسیو برانڈ۔ بیشک وہ پوری طرح تیار تھا اور گو فتح ہم کو ہوئی مگر اصل یہ ہے کہ ہماری فتح محض امریکہ کی شرکت سے ہوئی اور اس فتح کا سہرا اُس کے سر ہے ورنہ میدان میں تو جرمن اتحادیوں کو شکست دے چکا تھا۔

کرزن۔ امریکہ کی شرکت نے اس وقت جادو کیا آخر ایک اکیلی طاقت روئے زمین کا مقابلہ کس طرح کر سکتی تھی۔

موسیو برانڈ۔ یہ نہ کہو اگر پندرہ روز کی مہلت اور مل جاتی اور امریکن فوج اس قدر جلد موقعہ پر نہ پہنچ جاتی تو یقیناً امریکن فوج کا بھی وہی حشر ہوتا جو ہم سب کا ہوا۔

کرزن۔ اچھا۔ خیر یہ تو جو ہوا سو ہوا اب آیندہ کی کہو۔

موسیو برانڈ۔ اب تو ہم جو چاہیں گے سو کریں گے۔

کرزن۔ ہاں تو اب جرمن اور ٹرکی کا کیا حشر ہو۔

موسیو برانڈ۔ ٹرکی کا تو خاتمہ کر دینا چاہئے۔

لائڈ جارج۔ ٹرکی کو ایسی سزا ملنی چاہئے۔ کہ وہ عمر بھر یاد کرے۔

موسیو برانڈ۔ نہایت نمکحرام قوم ہے۔

کرزن۔ اب اس کی کافی سزا ملیگی۔

لائڈ جارج۔ قسطنطنیہ پر اتحادیوں کا قبضہ موجود ہے۔ بس اب کیا باقی رہا

کرزن۔ ایشیائے کوچک میں تھوڑا سا حصّہ دیدینا چاہئے۔

لائڈجارج ۔وہ بھی برائے نام۔

موسیو برانڈ۔برائے نام توہوگا ہی یہ انتظام کرلینا چاہئے کہ فوج تعداد مقرر سے زیادہ نہ ہو۔

کرزن ۔یہہ سب کچھ ہوجائے گا۔مگر.............

موسیو برانڈ۔مگر کیا؟

کرزن ۔تدبیر ایسی ہونی چاہئے کہ سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے۔

لائڈجارج ۔غالباً تمہارا اشارہ دوسرے ممالک کے مسلمانوں کی طرف ہے

کرزن ۔ہاں۔

موسیو برانڈ۔ہاں مسلمانوں کی شورش کی خبریں ہر طرف سے آرہی ہیں۔

کرزن ۔ان کا دبانا آسان نہیں۔

لائڈجارج ۔حکمت عملی سے سب کچھ ہوجائیگا۔

موسیو برانڈ۔ہندوستان میں بہت شورش سنی جارہی ہے۔

کرزن ۔اور مصر بھی بہت متاثر ہے۔

لائڈجارج ۔فرانس بھی محفوظ نہیں رہ سکتا۔

موسیو برانڈ ۔اندیشہ صرف بالشویکوں کا ہے اور کچھ نہیں۔

کرزن ۔اچھا اب تجاویز پر غور کرو۔

(۳)

تاریخ اسلام میں بہت سے واقعات خونیں حروف سے درج ہیں جو آج تک اپنی یاد تازہ کرکے مسلمانوں کو خون کے آنسو رلاتے ہیں۔مگر قسطنطنیہ پر اتحادی قبضہ بھی مسلمان دلوں سے قیامت تک فراموش نہیں ہوسکتا۔

ہی رات کے وقت جب شاہی عورتیں اپنے محلوں سے بالجبر نکال کر جہازوں
سوار کی گئی تھیں۔ اُس وقت آسمان اور زمین خون کے آنسو رو رہے تھے
ہ نازک وقت تھا کہ شہر پر حکومت کرنے والے مسلمان عیسائیوں کے کرم پر
ندہ تھے۔ کل جن کا طوطی بول رہا تھا آج وہ پنجروں میں قید تھے اور اتنی
ل نہ تھی کہ کسی معاملہ میں ذرّہ بھر انحراف کر سکیں۔ تثلیث کے جھنڈے
دوں طرف اڑ رہے تھے۔ اور آزاد و فارغ البال مسلمان نظر بندی کی زنجیروں
جکڑے ہوئے مردوں کی طرح بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے۔ کہ
ر سلطنت عثمانیہ داماد فرید پاشا کے سامنے شرائط صلح پیش کی گئیں۔ یہ
رائط درحقیقت ترکی سلطنت کے اقتدار کا خاتمہ اور موت کا پیام تھا۔ مگر
ن حکومت اس بُری طرح اتحادیوں کی آفت میں پھنس چکا تھا کہ اب رہائی
لمن تھی۔ اور اس کے سوا چارہ نہ تھا۔ کہ شرائط منظور کی گئیں۔ اور دوسرے
۔ صبح سے پہلے سرزمین قسطنطنیہ کے چپہ چپہ پر کہرام مچ گیا۔ مرد اور عورتیں
کے اور لڑکیاں ہر طرف چیخیں مارتے تھے۔ اور اچھی طرح سمجھ رہے تھے۔
ج سے ہم دوسری اقوام کے غلام ہوئے۔ ہماری حکومت ختم ہماری آزادی
ب اور ہماری زندگی بے سود رہ گئی۔ اتحادی لشکروں میں شادیانے بج
ہے تھے۔ اور ہر چہار طرف مبارک باد کی صدائیں گونج رہی تھیں۔ حق یہ
ہ کہ اتحادیوں کی یہ مسرت ہر طرح حق بجانب تھی۔ صدیوں کی خونخوار لڑائیوں
بے شمار قربانیوں کے بعد آج عیسائیوں کو یہ مبارک گھڑی میسر آئی۔ کہ
مان جو ہر وقت اُن سے دوش بدوش اور کلّہ بہ کلّہ لڑے جنہوں نے ہر میدان
مقابلہ کیا اور فتح پائی آج اُن کے غلام ہو گئے۔ یہ مبارک گھڑی وہ گھڑی
جو صدیوں کے کشت و خون اور کوششوں کے بعد عیسائیوں کو میسر

آئی چاروں طرف تار دوڑے اور ہر عیسائی سلطنت میں دن عید اور رات شب برات ہو گئی۔

دا ماد فرید پاشا کے دستخط ہونے پر مسلمانوں کے حزن وملال کی جو کیفیت ہوئی وہ الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتی۔ دن کے دو بجے ہونگے کہ شہزادہ عبد المجید آفندی ایک کمرہ میں خاموش دونو ہاتھوں پر سر رکھے اس طرح بیٹھا تھا۔ کہ مردہ میں حس ہو اور اس میں نہ ہو کہ توفیق رضا پاشا اس کمرہ میں داخل ہؤا اور شیر کی طرح سامنے بیٹھ گیا۔ دیر تک یہ ہی کیفیت دونو پر طاری رہی بالآخر شہزادہ کے ان الفاظ نے جو ایک ٹھنڈے سانس کے ساتھ ہی زبان سے نکلے خاموشی کا سلسلہ توڑا "ہو گیا جو ہونا تھا"

توفیق۔ اب زندگی بیکار ہے۔

شہزادہ۔ ایک انسانی زندگی ملک نہ ہوئی تو کیا۔ توفیق! اسلامی حکومت مر گئی۔ آج اس کا سوگ ہے۔

توفیق۔ مگر سوگ سے کیا حاصل؟

شہزادہ۔ تو کیا خوشی کا وقت ہے؟

توفیق۔ سوچنا چاہئے کہ اب کیا ہو سکتا ہے۔

شہزادہ۔ کیا ہو سکتا ہے۔ کچھ نہیں ہو سکتا۔ ہم اس کے مستوجب تھے۔

توفیق۔ کیوں؟

شہزادہ۔ اس لئے کہ خدا کا وعدہ سچا ہے۔

توفیق۔ وہ کیا؟

شہزادہ۔ خدا کسی قوم کی حالت خود نہیں بدلتا۔

توفیق۔ درست بجا۔ مگر اب کیا ہو؟

شہزادہ۔ توفیق! کلیجہ میں ناسور ہے۔ فرید نے غضب ڈھا دیا۔

توفیق۔ بیشک۔ مگر وہ کر کیا سکتا تھا۔

شہزادہ۔ وہ مرجاتا اس سے پہلے کہ ایسے صلحنامے پر دستخط کرتا۔

توفیق۔ مگر اب تو جو ہونا تھا وہ ہوگیا۔

شہزادہ۔ ہونا کیا تھا ٹرکی حکومت کا خاتمہ۔

توفیق۔ اور کیا۔

شہزادہ۔ بہ ظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے۔

(۴)

کون کہہ سکتا اور کس کو خبر تھی کہ جس وقت اغیار ٹرکی سلطنت کی اینٹ سے اینٹ بجا دینگے۔ اور قسطنطنیہ جس پر مسلمان شب و روز آزادی کا کلمہ پڑھ رہے ہیں تثلیث کے قبضہ میں ہوگا۔ اس وقت اس خاک سے ایک ہستی پیدا ہوگی جو دشمن کے چھکے چھڑا دیگی اور تن تنہا مصطفٰے کمال تمام یوروپ پر غالب ہوگا۔ اسلامی دُنیا کی یہ بیمثل ہستی جو مصطفٰے کمال کے نام سے دنیا میں مشہور ہے۔ ۱۸۸۰ء میں ایک غریب ماباپ کے ہاں سلدینگ میں پیدا ہوا افسوس یہ ہے کہ باپ کی تقدیر میں اس ہونہار بچہ کی بہار دیکھنی نہ تھی۔ ابھی مصطفٰے کی عمر سات ہی سال کی تھی کہ اس کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ سلدینگ کے قومی مدارس اس بےمثل ہستی کے استقبال کو آگے بڑھے۔ اور اپنے آغوش میں لے کر تعلیم و تربیت شروع کی۔ مدرسہ کا بڑا اُستاد اس بچہ کو دیکھ کر سمجھ چکا تھا کہ اس کی پیشانی پر ستارۂ اقبال چمک رہا ہے۔ اور یہ کسی نہ کسی وقت غیر معمولی انسان ہوگا۔ اس لئے اُس نے اپنی شفقت بزرگانہ سے والدین کے

رکھے ہوئے نام مصطفےٰ میں کمال کا اضافہ کیا۔ اور اب اس کا نام بجائے مصطفےٰ کے مصطفےٰ کمال مشہور ہؤا۔ حکومت اس بچہ کی شجاعت اور علو ہمتی و سجگری سے غافل نہ تھی۔ بائیس سال کی عمر میں مصطفےٰ کمال کو لفٹنٹ کے عہدہ پر ممتاز کیا۔ مصطفےٰ اپنے فرائض منصبی کے علاوہ اس درد میں شب و روز تڑپتا تھا جو قدرت نے اس کے پہلو میں رکھا تھا۔ اور قوم کی درماندگی و بیچارگی پر ہر وقت آنسو رواں تھے۔ چنانچہ اُس نے ایک خفیہ مجلس اس غرض سے قائم کی کہ حکومت کے معاملات پر غور کیا جائے۔ اور کوئی ایسی صورت پیدا ہو کہ سلطنت ٹرکی جو دشمنوں کے پنجہ میں پھنسی ہوئی ہے۔ دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کرے مصطفےٰ کی اس خفیہ مجلس کی حکومت تاب نہ لاسکی فوراً گرفتار کیا۔ اور تین ماہ کی سزا دے کر رہائی کے بعد دمشق کی ایک فوج میں جلاوطن کر دیا گیا۔ یہاں بھی تیز و طرار طبیعت خاموش نہ رہ سکی۔ مگر یہ مقام ایسا تھا کہ ہر کوشش بے سود اور ہر خیال بیکار تھا۔ چنانچہ مصطفےٰ نے یہاں سے بھاگ کر پھر اپنے وطن کی راہ لی اور سکندریہ ہوتا ہؤا سلانیک پہنچا۔ غالباً چھ ماہ یہاں بھیس بدل کر مصطفےٰ نے اپنے کام پورے کئے۔ مگر اس کے بعد حکومت کو علم ہو گیا کہ مصطفےٰ فرار ہو کر سلانیک پہنچا ہے۔ چنانچہ گرفتاری کے سخت احکام جاری ہوئے۔ اور اب مجبوراً مصطفےٰ کو روپوش ہونا پڑا اور بالآخر ایک موقعہ پر اس کو پھر ملازمت کے حصول میں کامیابی ہوئی۔ اور اب وہ پھر سلانیک پہنچا۔ مگر وہ خفیہ مجلس جان کے ساتھ تھی لیکن اب اس کے نام میں کچھ تغیر ہؤا۔ اور وہ مجلس اتحاد و ترقی کے نام سے مشہور ہوئی۔ اس انجمن نے زبردست فرائض انجام دیئے یہاں تک کہ سلطان عبدالمجید خاں کا عزل اس کوشش کا نتیجہ تھا۔

مسلمانوں میں نااتفاقی نے ہمیشہ قیامت ڈھائی ہے۔ اس وقت اس

انجمن کے دو سرگرم ممبر انور اور کمال میں کسی بات پر اختلاف ہوا جو بڑھتے بڑھتے اس
حد تک پہنچا کہ کمال کو انجمن اتحاد و ترقی سے علیحدہ ہونا پڑا۔ اب کمال ٹرکی فوج
کا ایک افسر اعلیٰ تھا۔ مگر انور کا اقتدار بڑھا ہوا تھا۔ کمال کو طرابلس جانا پڑا انکو
عزت پاشا اور محمود شوکت پاشا نے انور کی اس رائے سے مخالفت کی اور
مکرر سہ کر واپس بلایا۔ مگر بالآخر انور کی کوشش کامیاب ہوئی۔ اور کمال کو اپنے
جوہر طرابلس میں دکھانے پڑے۔ اب البتہ انور کو بھی یقین ہو گیا کہ کمال معمولی
آدمی نہیں ہے۔ یہاں تک کہ وہ وقت آن پہنچا کہ اتحادیوں کی جنگ عظیم جرمن
سے شروع ہوئی اور انور پاشا نے سلطنت ٹرکی کو جرمن کے ساتھ شامل کر دیا
کمال کی رائے اس کے خلاف تھی۔ مگر انور کے اقتدار کے سامنے ایک
بھی پیش نہ گئی۔ اس وقت کمال نے فوجی خدمات سے سبکدوش ہونا چاہا
مگر انور نے منظور نہ کیا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ وہ انور کی غلطی تھی یا صحت
مگر وقت ایسا نازک تھا کہ اب مصطفےٰ کو اپنی رائے پر اصرار تھا۔

حکومت جنگ میں شریک ہو چکی تھی۔ اور اراکین حکومت کا فرض تھا کہ جس
طرح بھی ہو حکومت کی لاج رکھیں۔ مصطفےٰ اس وقت اکیسویں ڈویژن کے سپہ
سالار مقرر ہوئے۔ اور وہ شجاعت دکھائی کہ دشمن بھی حیران رہ گئے۔ جرمن
اور ٹرکی کی متحدہ فوج کا سپہ سالار اب درہ دانیال میں مصطفےٰ کمال تھا۔
اناقوطہ پر برطانیہ سے خونریز معرکہ ہوا اور حق یہ ہے برطانیہ نے اس معرکہ میں
اپنی پوری قوت صرف کر دی۔ مگر شیر اسلام کے مقابلہ میں برطانیہ کی خاک نہ چلی۔
اور وہ ہزیمت ہوئی کہ آج تک اس کی مدافعت دلوں پر موجود ہے۔

اس فتح کے بعد کمال نے فوجی تعلق قطع کر دیا۔ اور چند روز تک حلب
میں رہے۔ مملکت ٹرکی کے واسطے یہ نہایت نازک وقت تھا۔ انور پاشا نے

کمال پاشا کو ڈھونڈ نکالا اور گو کمال کے دل میں بال آگیا تھا مگر معاملہ انور کا تھا
نہ کمال کا۔ انور کی بات کمال نہ ٹال سکا اور محاذ پر روانہ ہوا مگر جنرل النبی نے
تمام پیش بندیاں کر رکھی تھیں۔ اور ایک کمال کیا لاکھ کمال ہوتے تو اتنی جلدی کچھ
نہ کر سکتے تھے۔ کمال تھوڑے روز بعد واپس آیا۔ اور آتے ہی سنا کہ نذف بے
پر اتحادیوں کا جادو چل گیا۔ اور وہ صلح کے واسطے روس جا رہے ہیں۔ اتنا
سنتے ہی کمال کے ہوش اڑ گئے۔ اور فوراً قسطنطنیہ پہنچا۔ یہاں کا رنگ پوری
طرح بگڑ چکا تھا۔ دیکھتے ہی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ ہر جگہ اتحادی دور دور
تھا۔ اور سلطنت ٹرکی برائے نام اور بادشاہ صرف شاہ شطرنج بنا ہوا تھا۔
ایک اکیلا چنا کیا پہاڑ پھوڑتا۔ اور ایک مصطفےٰ اتحادیوں کی پوری جمعیت
کے مقابلہ میں جو اچھی طرح تسلط جما چکے تھے کیا کر سکتا تھا۔ انجمن نیست و
نابود ہو چکی تھی۔ بہی خواہان ملک و قوم اغیار کے پنجہ میں پھنس چکے تھے۔
داماد فرید پاشا اتحادیوں کا کلمہ پڑھ رہا تھا۔ المختصر سلطنت ٹرکی ختم ہو کر اب
اس کی جگہ اتحادیوں کا دور دورہ تھا۔ ایک قسطنطنیہ ہی نہیں۔ ایشیائے
کوچک۔ باسفورس۔ بحیرۂ شمالی۔ ریلوے لائن غرض کوئی چیز ٹرکی کی نہ تھی اور
ہر شے ہاتھ سے نکل چکی تھی۔ افواج اتحادی شب و روز شہر و بازار میں گشت
لگاتی تھیں۔ ابھی کمال اس قیامت خیز منظر کو پوری طرح رونے بھی نہ پایا تھا
کہ یہ وحشت انگیز خبر کانوں میں پہنچی کہ عارضی صلح ہو گئی۔ اس خبر نے کمال کے
ہوش اڑا دیئے۔ ابھی ششو پنج میں تھا۔ کہ جو بچی کھچی فوج ٹرکی کی رہ گئی تھی
وہ بھی اتحادیوں کے قبضہ میں پھنس گئی۔ اور نظر بند ہو گئی۔ یہاں تک کہ رفتہ رفتہ
اس کے ہتھیار بھی لے لئے گئے۔

اس وقت کمال کی حالت دیکھنے کے قابل تھی۔ اس کے دل پر ہر لمحہ

بلیاں گر رہی تھیں۔ اور وہ سمجھ چکا تھا کہ سلطنت کا خاتمہ ہو
ے گیا۔ ادہر اتحادی بھی مصطفےٰ کی ذات سے کھٹکے ہوئے
ملیشہ تھا کہ اگر ذرا موقعہ ملا تو کوئی نہ کوئی الزام رکھکر اتحادی
لے۔ بصد حسرت و یاس مصطفےٰ نے قسطنطنیہ کو الوداع کہا
ری سے نکلتا ہوا ایشیائے کوچک کی طرف چلا کر اب

فے کمال نے دیکھا کہ شہر کی عجیب حالت ہے چاروں
ں کے انبار ہیں۔ کہیں خاک کے تودے ہیں۔ کسی جگہ
یں۔ بخار پھیلا ہوا ہے۔ بیماریاں زوروں پر ہیں۔ کمال
ے شہر کی حالت درست کی۔ جگہ جگہ لوگ مقرر کئے صفائی
لی۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں غلیظ شہر کو چندن بنا دیا۔
رست ہونے کے بعد مصطفےٰ کمال نے ایک جماعت مرتب
ن تجویز ہوئے۔ یہ سب کے سب قوم پرست اور ملک
طفےٰ کی صدا پر دل و جان سے لبیک کہی۔ اور اس جماعت
ہ ایسا مرتب کیا جس میں ٹرکی سلطنت کا اقتدار قائم رہے
ے پنجہ میں گرفتار ہو کر نیست نہ ہو جائے۔ یہ مسودہ فرید پاشا
ور یہ پیغام بھیجا گیا کہ اگر شرائط صلح اس کے بموجب ہوں
رہیں۔ ورنہ جو دوسری تجاویز طے ہونگی وہ ٹرکی سلطنت
شا کی ہونگی۔ بات معقول تھی۔ فریدی پارلیمنٹ اتفاق کے
اویز منظور ہوئیں۔ منظور ہونا تھا کہ اتحادی چراغ پا ہوں
ے کے ممبروں کو ایک ایک کر کے گرفتار کرنا شروع کیا یہ

بھی مصطفےٰ کی تدبیر تھی کہ اُس نے پارلیمنٹ میں ممبروں کی تعداد ایسی پہنچا دی تھی جو انجمن کے ممبر رہ چکے تھے۔ ان لوگوں نے ہر قسم کے جبر وظلم کو گوارہ کیا۔ مگر حکومت سے غداری پر رضا مند نہ ہوئے۔ اتحادیوں نے مظالم میں کسر نہ کی۔ اُن لوگوں کو مالٹا بھیجدیا۔ اور ان مذہب نے بہ خوشی گردن تسلیم خم کی۔

جس وقت قسطنطنیہ میں ظلم و تعدی کا یہ بازار گرم تھا اس وقت ممبران پارلیمنٹ کو جو باقی رہ گئے تھے اس کے سوا کوئی تدبیر نہ سوجھی۔ کہ رات کے وقت بھاگ نکلے اور اپنے سر ہتھیلی پر رکھ کر انگورہ پہنچے۔ مصطفےٰ کمال اور اُس کی جماعت نے اُن لوگوں کو سر آنکھوں پر جگہ دی۔ اور خدا کی قدرت سے ایک وہ وقت بھی آیا کہ انگورہ میں مجلس عالیہ ملیہ کا اجلاس منعقد ہوا جس کا مقصد صرف یہ تھا کس طرح اتحادیوں کے مظالم سے رہائی پائیں۔ اور قسطنطنیہ کو دشمنوں کے قبضہ سے بچائیں۔

انگورہ کی یہ کیفیت دیکھ کر اور سُنکر اتحادی آپے سے باہر ہو گئے اور صرف اس فکر میں رہے کہ کسی طرح اس عاشق وطن مصطفےٰ کمال کو فنا کر دیں چنانچہ ۲۴ مئی کو ایک کورٹ مارشل کے ذریعے مصطفےٰ کمال کے واسطے جرم بغاوت میں سزائے موت تجویز ہوئی۔

گھر میں بیٹھ کر جس کا جی چاہے جو فیصلہ کرے مصطفےٰ کمال اور اس کی جماعت نے اس فیصلہ کو سنکر خوب مضحکہ اڑایا۔ اور یہ خبر اتحادیوں کو بھی پہنچی۔ بس نہیں چلتا تھا کہ کمال کو کچا ہی کھا جائیں۔ کوشش میں کمی نہیں کی۔ کسی نے لٹیرا تجویز کیا کسی نے قزاق ٹھیرایا۔ مگر جس کو خدا رکھے اُسے کون چکھے۔ کمالی طاقت روز بروز ترقی کرتی گئی۔ اور اتحادی منہ تکتے رہے

فیصلہ موت رکھے کا رکھا رہ گیا۔ اور انگورہ نے وہ قوت پیدا کر لی کہ اتحادی بھی دم بخود رہ گئے۔

اس وقت اتحادیوں کے اشارہ سے یونانیوں نے پاؤں نکالے اور کمالی علاقوں میں لوٹ مار شروع کر دی۔ اتحادیوں کا خیال تھا کہ یونانی چشم زدن میں کچل دینگے۔ مگر اُن کو یہ خبر نہ تھی کہ کمالی یونانی تو درکنار اتحادیوں کو بھی ناک چنے چبوا دیں گے۔ یونانیوں نے جدہر قدم اُٹھائے اور جس طرف رُخ کیا۔ وہیں مُنہ کی کھائی۔ لطف یہ ہے کہ اتحادیوں نے اُدہر تو لندن میں ایک کانفرنس تجویز کی اور اعلان کیا کہ یہ کانفرنس صلح ہے۔ تاکہ مشرق قریبہ کے تمام معاملہ کا قلع قمع ہو جائے۔ اور مخلوق خدا امن و آرام کی زندگی بسر کرے اور ادہر یونانیوں کو کچھ ایسا چکمہ دیا۔ کہ انہوں نے تمام وعدے وعید طاق میں رکھ اناطولیہ میں لڑائی شروع کر دی۔ یہ عجیب نازک وقت تھا وہی مٹھی بھر لٹیرے اور ڈاکو جن کو یورپ حقارت و نفرت سے مکّار اور دغا باز بنا رہا تھا ایک طاقتور سلطنت کے اور اس سلطنت کے جس کے پشت پناہ اتحادی تھے مقابلہ کے واسطے تیار ہوئے۔ قیاس عقل۔ وہم۔ گمان سب حیران ہیں۔ کہ کس طرح یہ چند افراد ایسی زبردست سلطنتوں کا مقابلہ کر سکے ہونگے۔ اس وقت نہ معلوم کس مصلحت سے کمالیوں نے پیچھے ہٹنا شروع کیا۔ اور حضرت ریوٹر نے اس ہزیمت کی خبریں نہایت خوشی سے ہم تک پہنچائیں۔ مسلمانان عالم پر ان خبروں نے جو بجلی گرائی وہ الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتی۔ نیندیں اُڑ گئیں بھوکیں جاتی رہیں اور وہ وقت بالآخر آیا کہ مسلمان کانوں نے یہ خبر بھی سن لی کہ یونان فتح کرتے ہوئے انگورہ تک پہنچ گئے۔ مسلمانوں پر اس خبر سے کیا گذری۔ یہ صرف ان کے قلوب جان سکتے ہیں۔

یونانی درندوں نے اتحادیوں کی شہ پر جو مظالم توڑے اُن کے خیال سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ ایک دو نہیں سینکڑوں گاؤں جلا کر خاک سیاہ کر دیئے۔ ہزاروں بچوں کے سر سے باپ کا سایہ اٹھ گیا۔ لاکھوں گھر بے چراغ ہو گئے۔ اور سینکڑوں عورتوں کی عصمت دری ہوئی۔ مساجد تاخت و تاراج ہوئیں۔ اور اس سرزمین سے وہ جگر خراش صدائیں بلند ہوئیں۔ جن کو سُنکر کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ جب یہ سب کچھ ہو رہا تھا اور یہ وہ دُنیا پر نہیں۔ زمین کے اُس حصہ پر جو یورپ کے زیر سایہ تھا یونانی یہ ستم ڈھا رہے تھے۔ انسانیت کو بالائے طاق رکھ کر حیوانیت کو انجام دے رہے تھے۔ غریب مسلمانوں نے اپنی فریادیں یورپ کے حضور میں پہنچائیں۔ فرانس کو متوجہ کیا۔ برطانیہ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اٹلی سے التجا کی۔ مگر ترکی خون کی وقعت یورپ کی نگاہ میں پانی سے زیادہ وقعت نہ رکھتی تھی۔ ہر ظلم ہر ستم ہر زیادتی روا کی گئی اور کسی نے آنکھ اٹھا کر کبھی نہ دیکھا کہ کیا ہو رہا ہے۔

اب وہ ساعت تھی کہ گنتی کے چند مسلمان جو ہر ممکن کوشش اس امر کی کر رہے تھے کہ شاید یورپ کسی طرح ہماری حالت زار پر توجہ کرے۔ قطعاً مایوس ہو گئے اور ان کو یقین کامل ہو گیا۔ کہ یونانی مظالم اتحادیوں کے بل بوتے پر ہیں اور ہماری کسی التجا پر یورپ توجہ نہ کریگا۔

یونان فتح کے نقارے بجاتا ہوا انگورہ کے قریب پہنچ چکا تھا اور یہ مختصر سی جماعت جس کو ابھی دنیا میں جنم لئے چند روز ہوئے تھے اپنے بچاؤ کی تدبیروں میں مصروف ہوئی۔ مگر کجا ایک مختصر سی جماعت اور وہ بھی خانماں برباد جس کے ہوش درست نہ عقل ٹھکانے اور کجا یونان جیسی زبردست طاقت جس کے حمایت پہ اتحادیوں کی پوری قوت۔

ظالم اور خونخوار یونانیوں نے غضب یہ ڈھایا کہ جس قدر علاقے فتح کئے وہاں طرح طرح کے ستم توڑے۔ مسلمانوں کی آنکھوں کے سامنے مساجد کی بے حرمتی کی۔ ماؤں کے سامنے اُن کے کلیجہ کے ٹکڑوں کو ذبح کیا۔ اور بیویوں کے سامنے شوہروں کو تہ تیغ کرنے لگے۔

(۵)

ایک خاموش کمرہ میں جس کی رات نے دن کو مات کر رکھا ہے۔ قسطنطین شاہ یونان کی بھتیجی ملکہ کون کُسٹ (Con quest) شب خوابی کے ریشمی لباس میں بیٹھی ہوئی کسی معاملہ پر غور کر رہی ہے۔ اس کا روشن چہرہ جو بجائے خود ایک چاند ہے کبھی کبھی کسی خیال سے مدہم پڑ جاتا ہے۔ وہ چونک پڑتی ہے۔ اور پھر کسی خیال میں مستغرق ہو جاتی ہے۔ دفعتاً وہ اپنی جگہ سے اُٹھی اُس نے دوسرا لباس تبدیل کیا۔ اور دروازہ سے باہر آئی۔ تو گلہائے رنگین صحن چمن میں اُس کی تعظیم کو جھکے۔ وہ قریب گئی اور ادھر اُدھر ٹہلنے لگی۔ ایک ہی قسم کی تین چیزیں اُس وقت ایک ہی جگہ پر جمع تھیں۔ چاند گو آسمان پر تھا۔ پھول اور ملکہ زمین پر مگر سایہ ماہتاب ملکہ کے قدموں میں اور دیکھنے والی آنکھوں کے سامنے تھا۔ اُس نے کچھ سوچا اور حکم دیا کہ ہاں ذرا اُس شخص کو تو بلاؤ۔

اس حکم کی فوراً تعمیل ہوئی اور ایک چپ چاپ انسان گردن جھکائے سامنے آیا۔

ملکہ۔ ہاں تو آپ سیاح ہیں؟

سیّاح۔ جی ہاں۔

ملکہ۔ تو آپ کیا کہتے ہیں؟

سیاح۔ میں صرف یہ غرض کرتا ہوں کہ میرے پاس برطانیہ اور فرانس دونوں شہزادوں کا پیام ہے۔

ملکہ۔ میں اس وقت بھی سمجھ گئی تھی مگر آپ سیاح ہیں یا پیامبر۔

سیاح۔ اگر آپ پیامبر سمجھتی ہیں تو پیامبر سہی۔

ملکہ۔ پھر آپ نے سیاح کیوں کہا۔

سیاح۔ اس لئے کہ میں نے عمر بھر سیاحت کی ہے۔ اور اب یہ کام پہلے برطانیہ نے میرے سپرد کیا پھر فرانس نے۔

ملکہ۔ خوب۔ اور کل اٹلی کا بھی پیغام آچکا ہے۔

سیاح۔ تو آپ ان تینوں میں سے کسی ایک کو پسند کیجئے۔ میں چونکہ فرانسیس ہوں اس لئے فرانس کی سفارش کرونگا۔

ملکہ۔ اٹلی کا قاصد بھی یہ ہی کہتا تھا۔

(۶)

جنرل تھیوٹوکس وزیر جنگ ہشاش بشاش اپنے خیمہ میں ادھر اُدھر ٹہل رہا تھا کہ جنرل بابولاس اور جنرل پولی منکوس دونوں نے حاضر ہو کر کرچ سے سلام کیا اور کہنے لگے:

اب ہم کو نوج یا سامان حرب کی مطلق ضرورت نہیں۔ یہ برطانیہ کا احسان ہے کہ اس نے عین موقعہ پر اپنا سامان بھیج دیا ورنہ پچھلا سامان اچھی طرح کافی تھا اور ہم کو یقین کامل ہے کہ جس وقت ارادہ کریں گے اسی وقت انگورہ بلکہ تمام ترکش گورنمنٹ کی اینٹ سے اینٹ بجادیں۔ ہم تو اس کے واسطے تیار ہیں کہ اگر آج اتحادی اجازت دیدیں تو ترکی لاکھ مدافعت کی کوشش کرے

ہم زیادہ سے زیادہ دو گھنٹے میں قسطنطنیہ فتح کر سکتے ہیں۔
تھیوٹوکس۔ ان مکار مسلمانوں نے ہم کو بہت ہی پریشان کیا تھا۔ پچھلے معرکہ اب تک میری آنکھوں سے فراموش نہیں ہوئے۔ کیا کروں مجبور تھا اور دانت پیس پیس کر رہ جاتا تھا۔ بہت روز بعد ہماری تلوار نے ان ظالموں کے خون سے اپنی پیاس بجھائی ہے۔ اب یورپ کی پناہ چاہتے ہیں اور کہتے ہیں یونان ظلم کر رہا ہے۔
جنرل بابولاس۔ میں نے آپ کے حکم کی تعمیل اس طرح کی ہے۔ کہ ترک ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ میں نے دو دو سال کے بچوں کو بھوکا پیاسا قتل کیا ہے۔ اُن کی ناپاک مسجدوں میں گدھوں کے ہل پھروا دیئے۔
تھیوٹوکس۔ یہ سب کچھ ہوا مگر ابھی میرا کلیجہ ٹھنڈا نہیں ہوا۔
منکوس۔ اب جو حکم دیجئے وہ تعمیل ہو۔
تھیوٹوکس۔ میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا ایسی وحشی اور اجڈ قوم ہر ظلم کی سزاوار ہے۔ ان کو ایسا مزا چکھاؤ کہ جب تک دنیا موجود ہے پھر اُٹھنے کا نام نہ لیں۔
منکوس۔ اس سے بھی زیادہ۔
تھیوٹوکس۔ ہاں کھانا پانی سب بند کرو اور چُن چُن کر قتل کرو۔
بابولاس۔ ہمارے سینوں میں جو شعلے بھڑک رہے تھے وہ مدتوں بعد ٹھنڈے ہوئے ہیں۔
تھیوٹوکس۔ نہیں غلط۔
منکوس۔ کیوں؟
تھیوٹوکس۔ تم کو معلوم ہے۔ اس ناہنجار قوم نے ہمارے ساتھ کیا کیا؟

منکوس ۔ اچھی طرح ۔
تخبوٹوکس ۔ خاک بھی نہیں۔ عبدالمجید کا وقت یاد ہے؟
منکوس ۔ ہاں ۔
تخبوٹوکس ۔ بالکل نہیں ۔
منکوس ....
بابولاس ۔ اُنھوں نے وہ کیا ہے کہ ہم بھول نہیں سکتے ۔
تخبوٹوکس ۔ ہمارا فرض ہے کہ اس کا بدلہ لیں اور بچے ۔ بوڑھے ۔ مرد ۔ عورت سب کو قتل کریں ۔
بابولاس ۔ بیشک ۔ بیشک ۔
تخبوٹوکس ۔ تم انگورہ میں کیا کرو گے؟
بابولاس ۔ جو حکم ہو ۔
تخبوٹوکس ۔ قتل عام ۔
بابولاس ۔ ضرور!
تخبوٹوکس ۔ اس پر بھی غصّہ کی آگ فرو نہیں ہو سکتی ۔
بابولاس ۔ اور جو حکم ہو ۔
تخبوٹوکس ۔ ایک متنفس زندہ نہ رہے ۔ عورتوں کو لونڈیاں بناؤ ۔ لڑکوں کو غلام بناؤ ۔ مردوں کو قتل کرو اور یاد رکھو تمام انگورہ میں آگ لگا دو ۔
بابولاس ۔ بسر وچشم ۔
تخبوٹوکس ۔ ایک سب سے زیادہ ضروری کام ہے ۔
بابولاس ۔ حکم ۔
تخبوٹوکس ۔ ترک بہادر قوم نہیں ہے ۔

منکوس ۔ مکار ضرور ہے ۔
تھیوٹوکس ۔ ہاں ۔
منکوس ۔ پھر کیا کرنا چاہئے؟
تھیوٹوکس ۔ تم اگر انگورہ فتح کرلو تو کیا کمال کروگے ۔
منکوس............ ۔
بابولاس............ ۔
تھیوٹوکس ۔ انگورہ کی فتح میں کیا رکھا ہے؟
منکوس ۔ ترک تو مقابلہ ہی نہیں کر رہے ۔
تھیوٹوکس ۔ اُن کے پاس رکھا کیا ہے ۔
بابولاس ۔ فوج ہے نہ روپیہ ۔
تھیوٹوکس ۔ ہاں ۔ اب تم کو صرف ایک کام کرنا ہے ۔
منکوس ۔ وہ کیا؟
تھیوٹوکس ۔ بابولاس! سنتے ہو؟
بابولاس ۔ ارشاد؟
تھیوٹوکس ۔ انگورہ کا داخلہ خوشی کی خبر نہیں ۔
بابولاس ۔ پھر ۔
تھیوٹوکس ۔ میں کچھ اور چاہتا ہوں ۔
بابولاس ۔ وہ کیا ۔
تھیوٹوکس ۔ مصطفےٰ کمال نے جو کچھ اتحادیوں سے گستاخی کی تم کو معلوم ہے
بابولاس ۔ اچھی طرح ۔
تھیوٹوکس ۔ اس کی سزا ۔

بابولاس۔ جو تجویز ہو۔
تھیبوٹوکس۔ وہ زندہ گرفتار ہو۔
بابولاس۔ بہت خوب۔
تھیبوٹوکس۔ اگر ایسا نہ ہوا تو مجھ کو انگورہ کے داخلہ کی کوئی خوشی نہیں۔
منکوس۔ بسر و چشم تعمیل ہو گی۔
تھیبوٹوکس۔ وہ اور انور انتہائی مکار ہیں۔
منکوس۔ ہم کو معلوم ہے۔
تھیبوٹوکس۔ فوراً فرار ہو جائیگا۔
منکوس۔ مگر بچکر کہاں جائیگا۔
تھیبوٹوکس۔ جدہر اُس کا منہ اُٹھا۔
منکوس۔ مطمئن رہئے۔ ایسا نہ ہوگا۔
تھیبوٹوکس۔ ہاں۔ میری خوشی اگر چاہتے ہو تو وہ زندہ میرے سامنے حاضر ہو
منکوس۔ کل ہی لیجئے۔
تھیبوٹوکس۔ میں انخادیوں کے احسان کا معاوضہ یہ دونگا۔ کہ اس کو زندہ اُن کے سپرد کردں گا کہ وہ اس کو قتل کرکے اپنا دل ٹھنڈا کریں۔
منکوس۔ کل ہی تعمیل ہو گی۔

(۷)

ہیرنگٹن۔ آپ نے نہایت دور اندیشی سے کام لیا۔ کہ اپنی تمام قوم کو ہر قسم کی شکایت سے بچا لیا اگر آپ ذرا بھی توقف کرتے تو اس کا نتیجہ بہت ہی خراب ہوتا۔

داماد فرید۔ میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی اگرچہ قوم سے غداری کا خطاب قبول کیا

ہیرنگٹن۔ آپ اس کا مطلق خیال نہ کیجئے۔ اتحادی آپ کے اس کرم کو فراموش نہ کریں گے۔ موسیو پوئینکارے وزیر اعظم فرانس کا ایک پیام ابھی ابھی موصول ہوا ہے جس میں آپ کے احسان کا خصوصیت سے ذکر ہے۔

داماد فرید پاشا اتنی گفتگو سننے کے بعد روانہ ہوا اور قصر یلدیز میں پہنچا جہاں شہزادہ عبد المجید خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ داماد فرید کی صورت دیکھتے ہی شہزادہ اٹھ بیٹھا اور کہا کہئے تمام معاملات آپ کے حسب منشا ہو گئے۔

داماد فرید۔ میرا منشا کیا؟

شہزادہ۔ جو آپ کی خواہش تھی۔

فرید۔ میری خواہش اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ قوم کو فائدہ پہنچے۔

شہزادہ۔ اس سے قوم کو کچھ فائدہ پہنچا۔

فرید۔ اس کے سوا کوئی چارہ ہی نہ تھا۔

شہزادہ۔ قوم ختم ہو گئی۔ حکومت فنا ہو گئی۔ آزادی سلب ہوئی اور آپ خوش ہیں۔

فرید۔ تو کیا اس کا ذمہ دار میں ہوں۔

شہزادہ۔ ضرور۔

فرید۔ شہزادہ صاحب! آپ غضب کرتے ہیں۔

شہزادہ۔ میں کچھ نہیں کہتا۔ یہ قوم کا متفقہ فیصلہ ہے۔

فرید۔ قوم دیوانی ہے۔

شہزادہ۔ اور آپ؟

فرید۔ میں نے انتہائی دانشمندی سے کام لیا۔

شہزادہ۔ اس لئے کہ قوم کو چند چاندی کے سکوں پر فروخت کر دیا۔

فرید ۔ آپ کو ایسی بات زبان سے نہ نکالنی چاہیئے ۔
شہزادہ ۔ یہہ قوم کا متفقہ فیصلہ ہے ۔
فرید ۔ میں اس کے لئے تیار ہوں کہ وزارت سے علیحدہ ہو جاؤں ۔
شہزادہ ۔ اب علیحدگی سے کیا حاصل ؟
فرید ۔ اس لئے کہ میں غدار ہوں ۔
شہزادہ ۔ غداری کا جو نتیجہ ہو سکتا تھا وہ ہو گیا ۔
فرید ۔ یہہ خدا بہتر جانتا ہے ۔
شہزادہ ۔ آپ خدا کو شامل نہ کیجئے ۔ یہ تو انسان ہی سمجھ سکتا ہے ۔ آپ کے اپنے دوست آپ کے اس فعل پر لعنت بھیج رہے ہیں ۔
فرید ۔ غالباً آپ کا اشارہ توفیق کی طرف ہے ۔
شہزادہ ۔ ادہر ہی سہی تو کیا غلط ہے ؟
فرید ۔ توفیق بھی تو انسان ہے ۔
شہزادہ ۔ اور آپ ؟
فرید ۔ میں بھی ۔
شہزادہ ۔ اس انسان کے ساتھ قوم ہے ۔ آپ کے ساتھ دشمنان قوم ۔
فرید ۔ آپ کی گفتگو بہت سخت ہے ۔
شہزادہ ۔ ختم کر دیجئے ۔

(۵)

قسطنطین ۔ ملکہ کون کونسٹ کے معاملہ میں میری عقل حیران ہے ۔ فرانس مجھ کو بدعقیدہ کہے ۔ برطانیہ وہی سمجھے اور اٹلی دقیانوسی خیال کرے ۔ مگر میں شروع

سے دیکھ رہا ہوں کہ اس کی طبیعت لڑائیوں میں جس طرف مائل ہوئی فتح کا سہرا
اُدھر ہی بندھا۔ پچھلے خونریز معرکہ میں اتحادیوں کو فتح کا وہم و گمان بھی نہ تھا۔ مگر
اس کی زبان سے جب نکلی۔ جرمن کی مذمت اور اتحادیوں کی تعریف میں تو اس
کی زبان کو فرمانِ مسیح سمجھتا ہوں اسی واسطے میری دلی خواہش تھی کہ یہ برطانیہ
کی دلہن بنتی مگر افسوس اور خوشی نہیں صدمہ ہے۔ کہ اس نے برطانیہ۔ فرانس
اور اٹلی سب کو ٹھکرا دیا آخر یہ راز کیا ہے۔

نیز بلاس۔ میں پہلے خیال کی بابت تو کچھ عرض نہیں کر سکتا ممکن ہے آپ کا
تجربہ صحیح ہو۔ لیکن اس معاملہ میں میری عقل حیران بلکہ آپ سے زیادہ حیران
ہے۔ کہ ایسے عالی مرتبت شہزادوں کے پیام اس نے مسترد کر دیئے ۱۹ء
کے دورہ میں جب ملکہ کا پیام قصر شاہی میں ایک مہینہ کے بجائے تین مہینہ
رہا ہے۔ تو میرا خیال تھا کہ ملکہ برطانیہ کی طرف جھکی۔ مگر تعجب ہے کہ اس کی
طبیعت کسی طرف بھی مائل نہیں ہوئی۔

سطنطین۔ تم نے اس کے خیال معلوم تو کیئے ہوتے میں نے اس کے متعلق
بہت کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ اور اگر کچھ پتہ چلا تو صرف اس قدر کہ وہ
شہزادوں سیاحوں کو حقارت سے دیکھ رہی ہے۔ تو کیا اب آسمان سے
کوئی پیام اس کے واسطے آ سکتا ہے۔

نیز بلاس۔ میں نے اور نہ صرف میں نے بلکہ لیگیوس اور گورس ہم تینوں نے
اس سلسلہ میں اس سے گفتگو کی اور ایک دفعہ نہیں دو تین مرتبہ اور اس طرف
سے نہیں برطانیہ۔ فرانس اور اٹلی کے تقاضوں مگر اُس نے اپنے خیالات کا
پتہ نہ لگنے دیا اور اگر کچھ پتہ چل سکا تو صرف اس قدر کہ وہ تینوں سے نفرت
کر رہی ہے۔

قسطنطین ۔ میں تو اپنے پرانے عقیدہ پر قائم ہوں ۔ اور مجھ کو اندیشہ ہے کہ اس کمبخت کی اتحادیوں سے یہ نفرت کہیں ہماری شکست کا سبب نہ ہو جاوے ۔

ونیز یلاس شکست کیسی اور کس سے ؟ ترکوں سے ؛ یونانیوں کو ؟ واہ واہ وہاں آج داخلہ ہو بھی گیا ہو گا ۔ اور اس وقت انگورہ میں قتل عام ہو رہا ہو گا تعجب نہیں اور تعجب کیا ؛ کہ مصطفٰے کمال زندہ گرفتار کر کے حاضر کر دیا گیا ہو گا ۔

قسطنطین ۔ میں جس کام میں مدد اور مشورہ لینا چاہتا ہوں وہ صرف ملکہ کے متعلق ہے ۔ اور اس کا فکر مجھ کو بہت زیادہ ہے ۔ اور صرف اس لئے کہ برطانیہ سے کہیں اس سلسلہ میں دشمنی نہ ہو جائے ۔

ونیز یلاس ۔ ہم پھر کوشش کرتے ہیں اور ملکہ کو ترغیب دیتے ہیں ۔

(۹)

سفاک یونانیوں نے عسکی شہر میں قتل عام کیا ۔ صبح صادق کا سہانا وقت تھا کہ خولہ حمیدہ ایک مسلمان عورت مسجد کے دروازے کے آگے بیٹھی زار زار رو رہی تھی ۔ اس کی گود میں ایک شیر خوار بچہ تھا مسجد سے ایک نمازی باہر نکلا اور کہا اے بدنصیب عورت تم پر کیا گذری ۔

عورت ۔ ہائے کس طرح کہوں میرا گاؤں ظالم دشمنوں نے جلا دیا ۔ مردوں کو قتل کیا اور بچوں کو پکڑ لیا ۔ میں اس شیر خوار بچہ کو لے کر بھاگی ہوں کہ خدا کے گھر میں پناہ لوں ۔ ہائے میرا شوہر بے گناہ قتل کر دیا گیا ۔ اور اس کی لاش بے گور و کفن پڑی ہے ۔" عورت کی گفتگو ابھی ختم نہ ہوئی تھی کہ چار یونانی نشۂ شراب میں مست آتے ہوئے دکھائی دیئے ۔ اور معاً بندوق کے ایک فیر کی

آواز آئی نمازی زخمی ہو کر گرا اور عورت کی طرف دیکھتا ہوا کلمہ توحید پڑھ کر دنیا سے
رخصت ہوا۔ ابھی عورت سناٹے میں تھی کہ ایک خونخوار یونانی نے اُس
کے بچہ کے پیٹ میں کرچ چبھو کر بچہ کو کرچ کی نوک پر اٹھا لیا۔ اور جو بچہ ابھی
اُس کی گود میں ہمک رہا تھا خون میں نہا گیا۔ عورت ممتا کی آگ میں بچہ کے ساتھ
زمین سے اوپر اچھلی مگر دوسرے یونانی نے دھکا دیدیا۔ گری اور پھر اٹھی۔ تو
دیکھا کہ سفاک بچہ کو کرچ میں لئے چاروں طرف ناچتا پھرتا ہے۔ تھوڑی دیر تک
جفا کار یہ تماشہ کرتا رہا۔ اور اس کے بعد بچہ کو زمین پر پھینکدیا۔ عورت دوڑ کر
اس سے لپٹی مگر بچہ دم توڑ رہا تھا۔ گود میں لیا تو کبھی کا ختم تھا پھول سے رخسار
کو بوسہ دیا۔ اور تھوڑی سی زمین کھود کر آگے بڑھی تو گولیوں کی آواز کان میں
آئی کھٹکی۔ تو دیکھا کہ سامنے سے آگ کے شعلے بلند ہو رہے ہیں اور سینکڑوں
مخلوق خدا سراسیمہ و پریشان بھاگ رہی ہے۔ یونانی ان کی تاک میں بیٹھے ہوئے
ہیں۔ اور بھاگتے ہوئے بدنصیبوں کو نشانہ بندوق بنا رہے ہیں۔ یہاں تک
کہ ایک سپاہی نے قریب آکر بندوق کا کندا دور سے مارا اور عورت ہیں
گر کر شہید ہو گئی۔

(۱۰)

ملکہ! جو اصل واقعہ تھا وہ میں نے حرف بہ حرف بیان کر دیا۔ یوں تو ان
تینوں شہزادوں کی حالت آپ کی محبت میں ردی ہو رہی ہے۔ مگر ڈلی کو اس
لئے کہ وہ اس کا اہل نہیں اگر ہم نظر انداز بھی کر دیں تو برطانیہ و فرانس کے
شہزادے ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہے ہیں۔ میں صرف دو روز فرانس
میں رہا میں نے دیکھا کہ شہزادے کے اضطراب کا اثر تمام رعیت پر پڑ رہا ہے۔

چہل پہل ہو رونق گھروں میں یا بازاروں میں کسی جگہ نظر نہیں آتی۔ جہاں جائیے جدہر دیکھو ہر شخص کی زبان پر یہی چرچا ہے۔ اور میں نے جو کچھ اپنی آنکھ سے دیکھا وہ یہہ ہے۔ کہ شہزادہ کی حالت روز بروز ردّی ہو رہی ہے۔ کھانا پینا سب چھوٹ گیا۔ ہر وقت آپ کی تصویر آنکھ کے سامنے ہے۔ اور سوا رونے کے کوئی اور کام نہیں ہے۔ بڑے بڑے طبیب اور ڈاکٹر جلو میں حاضر ہیں۔ اور اچھے اچھے ماہر اور دانشمند مشورہ کو موجود ہیں۔ مگر دل کی لگی کسی طرح نہیں بجھتی۔ فرانس سے میں لندن آیا۔ یہاں کا حال بھی دگرگوں ہے۔ اور چونکہ قصر شاہی میں کسی کو داخلہ کی اجازت نہیں اس لئے مفصل حال معلوم نہ ہو سکا۔ مگر یہ خبر تمام شہر میں مشہور ہے۔ کہ شہزادہ کی زبان پر صرف آپ کا کلمہ ہے۔

ملکہ۔ ہاں یہ تو میں سب کچھ سن چکی جو کچھ ہو رہا ہے اس سے باخبر ہوں۔ اور جو کچھ ہو گا وہ بھی جانتی ہوں۔ تم یونانی فتوحات اور غریب ترکوں کی حالت کا ذکر سناؤ۔

گورنس۔ ہائیں۔ ملکہ! یہ آپ کی زبان سے کیا الفاظ نکل رہے ہیں "غریب ترک"! کیا آپ کو ان ناہنجاروں سے کچھ ہمدردی ہے؟ یہ ظالم لوگ آپ کو علم نہیں کون ہیں۔ اور انہوں نے یونان کو کیسے ناک چنے چبوائے ہیں۔ وہ تو عیسائیوں کے نام کے دشمن ہیں۔ اور ایسے ایسے ستم ڈھاتے ہیں۔ کہ ان کے خیال سے اذیت ہوتی ہے۔ مدت کے بعد یہ موقعہ ہم کو میسر آیا ہے۔ کہ ان سے بدلہ لیں۔ اور جو ظلم و ستم انہوں نے برسوں ہم پر کئے ہیں اس کا جواب دیں۔

ملکہ۔ مجھے رتی رتی سب معلوم ہے۔ اور جس قدر تم کو یا ارکین سلطنت میں کسی کو معلوم ہے۔ اس سے زیادہ مجھ کو علم ہے۔ لیکن یہاں سوال مذہب یا قوم کا نہیں ہے۔ صرف حقیقت کا سوال ہے۔ کہ یونانی کیا کر رہے ہیں،

اور تر[illegible] نے کیا کیا؟

گونرس - ترک [illegible] کیا سکتے ہیں۔ وہ جس سزا کے مستوجب تھے وہ
قدرت نے ان کو دی۔

ملکہ - وہی معلوم کرنا چاہتی ہوں۔

گونرس - ہمارے فاتح لشکر نے اُن سے اپنے صدیوں کے بدلے لئے
مگر اب بھی ہمارا دل ٹھنڈا نہیں ہوا۔ لیکن آپ کی گفتگو سے ترکوں کے ساتھ
ہمدردی کی بو آرہی ہے۔ اگر ایسا ہے تو ستم ہے اور غضب ہے۔

ملکہ - مجھے ترکوں کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں ہر لاچار اور بیکس ہستی یا ہستیاں ہر
انسان اور سمجھدار کی مستحق ہمدردی ہیں۔ ہاں تو ذرا تعجیل کیجئے۔ اب ترک
کہاں ہیں۔ اور یونانی کہاں؟

گونرس - آپ اس گفتگو کو اسی جگہ ختم کر دیجئے۔ یہاں تو جو کچھ ہو رہا ہے اچھا
ہو رہا ہے۔ ایک انگورہ کی فتح البتہ باقی تھی۔ وہ کل ہو گئی ہوگی۔ اور نا اہلی اور
جفا شعار قوم کا خاتمہ ہو گیا ہوگا۔ مگر اندیشہ یہہ ہے کہ آپ کی وجہ سے کہیں
رقابت کی آگ اتحادیوں میں نہ پیدا ہو جائے۔ کیونکہ اٹلی کا پیام آچکا ہے
کہ اگر ملکہ کون کونسٹنٹ نے اٹلی کے شہزادہ کو ٹھکرا دیا اور فرانس یا برطانیہ کو ترجیح
دی تو یونان کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ اس تعلق کی تہ میں سلطنت کی بربادی
پوشیدہ ہے۔ اٹلی فرانس سے خائف ہے نہ برطانیہ ہے۔

ملکہ - مجھے اس گفتگو سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میں صرف انگورہ کا حال
سننا چاہتی ہوں۔

گونرس - میں آپ کے پاس بادشاہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں۔ اور وزیر جنگ کا
فیصلہ ہے کہ آپ برطانیہ کا پیغام منظور کریں۔ انگورہ کی کیفیت سنا چکا کہ

وہ ختم ہوگیا اور ظفر مند یونانی فوج داخل ہوگئی تو

ملکہ۔ اور ترکوں کا کیا حشر ہوا۔

گونرس۔ آپ کے یہ سوال میرے بدن میں آگ لگا رہے ہیں۔ جو کہ ہر مفتوح قوم کا حشر ہوتا ہے۔ بالخصوص بے ایمان اور بدمعاش کا وہی ترکوں کا حشر ہوا لیکن ہم اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ ابھی اُن کو اُن کے اعمال کی پوری سزا نہیں ملی۔

(۱۱)

انگورہ سے چند میل کے فاصلہ پر یونانی فوجیں فتح کے نشہ میں سرشار و بدمست پھر رہی ہیں۔ صبح کا وقت ہے اور ہر سپاہی آج کا دن عید کے دن سے زیادہ مبارک سمجھ رہا ہے۔ اور منتظر ہے کہ کس وقت کوچ کا حکم ہو اور ہم انگورہ میں داخل ہو کر قتل و غارت کا بازار گرم کریں۔ یونانی فوج کے دو نو مشہور جنرل منکوس اور بابولاس فتح اور شراب دو نو نشوں میں بدمست ہو کر داخلۂ انگورہ پر غور کر رہے ہیں۔ کچھ دیر کے تامل کے بعد منکوس نے کہا۔

دشمن اب ہمارے گھیرے میں ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ کوئی شخص بھاگ سکے

بابولاس۔ ابھی شمالی سمت پر پورا قبضہ نہیں ہوا۔

منکوس۔ تو کیا ابھی ان میں مقابلہ کی طاقت باقی ہے۔

بابولاس بظاہر تو نہیں ہے۔

منکوس۔ آپ بھی کمال کرتے ہیں۔ اُن کو اس وقت جان بچانی مشکل ہے۔

بابولاس۔ ہاں مجھ کو صرف ایک اندیشہ ہے۔

منکوس۔ کمال فرار ہو گیا ہوگا۔

بابولاس۔ وہ کدھر سے؟

منکوس ۔ شمالی سمت قبضہ میں نہیں۔

بابولاس ۔ پھر بھی پورا ایک دستہ موجود ہے ۔

منکوس ۔ یہ کافی نہیں۔

بابولاس ۔ تو کیا لڑائی کا احتمال ہے ؟

منکوس ۔ نہیں نہیں ۔

بابولاس ۔ پھر کیا ؟

منکوس ۔ مقابلے کے قابل تو وہ نہیں رہے مگر بھاگنے کے قابل تو ہیں ۔

بابولاس ۔ میں اُدہر کا انتظام کر دیتا ہوں ۔

منکوس ۔ اور اگر کمال بھاگ گیا ہو۔

بابولاس ۔ ناممکن۔

منکوس ۔ ہاں پر احتیاط ضروری ہے ۔

بابولاس ۔ رات کو جاسوس انگورہ گئے تھے ۔

منکوس ۔ کیا خبر لائے۔

بابولاس ۔ عجیب حالت ہے بس ترکوں کی بہادری دیکھ لی۔

منکوس ۔ بھیڑوں بکریوں کی طرح منہ چھپا رہے ہیں۔

بابولاس ۔ وہ تو بہت دم خم رکھتے تھے ۔

منکوس ۔ اُن کو بالشویکوں سے بہت امیدیں تھیں ۔

بابولاس ۔ ہاں انہیں کے بھروسہ پر یہ شوں شاں تھی ۔

منکوس ۔ اور اب بھی بالشویک اُن کی مدد کو تیار ہیں ۔

بابولاس ۔ اب کیا ہو سکتا ہے

منکوس ۔ اگر ہم سلسلہ آمد ورفت بند نہ کرتے اور ہماری ظفرمند فوج کا یہ

دل گردہ نہ ہوتا کہ جان لڑا دیتے تو یقیناً بالشویک مدد پہنچا دیتے۔ مگر وہ تو اس طرح لڑے ہیں کہ خود مجھ کو تعجب ہے۔

بابولاس۔ اس وقت یونان نے اتحادیوں کی لاج رکھ لی۔

منکوس۔ اتحادی بہت خوش ہیں۔ رات کو بھی مبارکباد کا پیام آیا ہے۔

بابولاس۔ مصطفےٰ کمال اگر اتحادیوں کے قبضہ میں نہ آتا؟

منکوس۔ موت کا فتویٰ رکھے کا رکھا رہ جاتا۔

بابولاس۔ اتحادی یونان کا ہمیشہ احسان مانیں گے۔

منکوس۔ ان کو ماننا چاہیئے۔

بابولاس۔ کمال کی حوالگی گویا ٹرکش گورنمنٹ کی حوالگی ہے۔

منکوس۔ اتحادی اگر غور کریں تو یہ سب کچھ ان کو ہم نے دیا۔

بابولاس۔ فرانس اور برطانیہ کو اس کا اقرار ہے۔

منکوس۔ ہم ان کے بدلے لڑ رہے ہیں۔

بابولاس۔ جس قدر فوج ہمارے کام آئی یہ صرف ان ہی کے واسطے۔

باتیں ہو رہی تھیں اور دس بج چکے تھے کہ بابولاس نے کہا بس اب کھڑے ہوں۔ انگورہ میں داخل ہونا چاہیئے۔ فوج بہت ہی بیچینی سے منتظر ہے اور وہ مستحق ہے۔ کہ اس کو قتل عام کا حکم دیدیا جائے۔

منکوس۔ کچھ مضائقہ نہیں وہ جو چاہیں کریں۔ ان کو تین روز جشن منانا چاہیئے۔

بابولاس۔ ان فقیروں کے پاس روپیہ پیسہ تو ہے نہیں۔

منکوس۔ فوج کو تو کچھ نہ کچھ مل ہی جائیگا۔

منکوس کا فقرہ ختم نہ ہوا تھا کہ توپوں کی آواز نے میدان سر پر اٹھا لیا۔ اور بابولاس نے گھبرا کر کہا یہ کیا ہو رہا ہے۔

منکوس ۔یہہ تو ترکوں کا حملہ ہے ؛

بابولاس ۔ بیوقوف ۔ دیوانے ۔ پاگل

ایک کرنل گھبرایا ہوا اندر داخل ہے۔ اور کہا ترکوں نے نہایت زبردست حملہ کیا گو ہم نے مدافعانہ کوششوں میں کمی نہیں کی مگر ہم ہر چہار طرف سے گھر گئے ترکی فوج کی کمان خود مصطفےٰ کمال کے ہاتھ میں ہے۔

بابولاس ۔ ہم گھر گئے ؟

کرنل ۔ اے لیجئے ۔ وہ دایاں بازو بالکل ٹوٹ گیا ۔

بابولاس ۔منکوس ! یہ کیا ہو رہا ہے ؟

منکوس ۔ اُف! غضب ہو گیا ۔لڑائی دست بدست شروع ہو گئی

بابولاس ۔ اوہ اوہ فوج پیچھے ہٹ رہی ہے ۔

منکوس ۔ستم ۔ستم ۔ستم ۔

بابولاس ۔ جاؤ ۔ جاؤ ۔ فوراً موقعہ پہ پہنچو ۔

منکوس ۔ ہمیں ہٹنا چاہیئے ۔

بابولاس ۔ اور ابھی کیا کہہ رہے تھے کہ انگورہ میں داخل ہو ۔

منکوس ۔ ترکوں نے کوئی چال کی ۔

بابولاس ۔ باتوں کا وقت نہیں ۔ دیکھو گیونس کیسی غلطی کر رہا ہے ۔ محاذ چھوڑ دیا ۔

منکوس ۔ اس کے سوا چارہ ہی کیا ہے ۔

بابولاس ۔ ترک بڑھ گئے ۔

منکوس ۔ ہم کو بھاگنا چاہیئے ۔

بابولاس ۔ اوہ اوہ قتل عام ہو رہا ہے ۔ فوج کا بڑا حصہ کٹ رہا ہے ۔

منکوس ۔ یہ دیکھو تمام سامان حرب ترکوں کے قبضہ میں گیا ۔

بابولاس۔ اس وقت جان کے لالے ہیں سامان حرب کیسا۔
منکوس۔ اوہ اوہ اور غضب گہوسن پھنس گیا۔
بابولاس۔ کیسے بزدل لوگ ہیں اس کو تنہا چھوڑدیا۔
منکوس۔ بزدل نہیں مجبور ہیں۔
بابولاس۔ کیسی لغو باتیں کر رہے ہو۔
منکوس۔ اس کے سوا کوئی علاج نہیں ہے۔
بابولاس۔ آہ! آہ!!
منکوس۔ گرفتاری! گرفتاری!!
بابولاس۔ ترکوں نے غضب ڈہا دیا۔ محاذ ٹوٹ گیا۔
منکوس۔ بھاگو۔ فوراً بھاگو۔

(۱۲)

پیاری کون کونسٹ! قاصد بے کار رہا۔ خط بے سود نکلے۔ التجائیں فضول اور خوشامدیں لغویات ہوئیں۔ آخر اس نخوت اور غفلت کا انجام کیا ہوگا یہ ہی نہ کہ ایک انسان جوان انسان جس کا دل ارمان اور خواہشوں سے لبریز ہے۔ دنیا کو خیرباد کہہ کر اپنی عمر تم پر قربان کرے۔ اس کے واسطے میں اب بھی بسر و چشم حاضر ہوں۔ مجھے اقرار ہے کہ آج پیاری کون کونسٹ کی بے مثل صورت یورپ کیا تمام روئے زمین پر اپنا جواب نہیں رکھتی لیکن کیا یہ ضروری نہیں۔ کہ قدرت کی اس نعمت اور حسن کی اس دیوی کا کوئی پرستار بھی ہو۔ میں اس سے پہلے بھی اور اب بھی یقین دلا چکا ہوں اور دلاتا ہوں کہ اس درخواست کے یہ معنی نہیں نہ ہو سکتے۔ نہ کبھی ہونگے۔ کہ میری خواہش کی تکمیل مجھ

بدنصیب کو اس چاند سے چہرے کا مالک بنا دے۔ میں اس تکمیل میں اپنی غلامی کا وعدہ کرتا ہوں۔ ہمیشہ ہوں اور سدا رہوں گا۔ میری پیاری کون کونٹ میں آج سے پانچ سال پہلے کی وہ شام یاد دلاتا ہوں جب میں بحر اسود میں اس وقت جب تمہارا جہاز لا انتہا پانی میں اٹھکیلیاں کرتا چلا جاتا تھا۔ اور گستاخ ہوا تمہارے مبارک چہرے اور سیاہ بالوں سے پریشان کر رہی تھی۔ تم نے کس کرم۔ کس اطمینان اور کس رحم کا میرے ساتھ سلوک کیا آہ پیاری کون کونٹ جس وقت وہ سماں یاد آتا ہے۔ اور جس وقت کیا کوئی وقت ایسا نہیں گذرتا کہ فراموش ہو وہ کیسی مبارک ساعت تھی جب میرے یہ ہی ہاتھ جو اُس وقت کو یاد کرکے تڑپ رہے ہیں۔ تمہارے بالوں کو درست کر رہے تھے۔ اور تم مجھ کو اس کی بہ خوشی اجازت دے رہی تھیں۔ آفتاب غروب ہو رہا تھا۔ اور گو پانی کی روانی اچھا شور مچا رہی تھی۔ مگر کانوں کے علاوہ آنکھ کچھ دیکھ رہی تھی۔ اور وہ فضائے آسمانی کا سناٹا تھا جہاں کا ہر ذرہ نغمہ طیور سے محروم تھا۔ آسمان ہمارے سامنے تھا اور اُس کا غریب مہمان آفتاب دم توڑ توڑ کر رخصت ہو رہا تھا کہ ہمارے جہاز میں روشنی دکھائی دی۔ ٹھیک اسی وقت جب ہم باہر کے تختہ پر آئے تم نے دیکھا کہ چودہویں رات کا چاند آہستہ آہستہ سطح آسمان پر نمودار ہو رہا ہے۔ کیا وہ منظر میں بھول سکتا ہوں۔ جب چاند اپنے پورے حسن سے پانی پر چمکا اور میں نے کہا کہ ایک یہ نہیں ایسے ایسے ہزار چاند پیاری کون کونٹ کے چہرے پر قربان میرے اس دعوے پر وہ نازک ہونٹ جن پر مسکراہٹ کھلی ہمیشہ میری آنکھ کے سامنے ہیں۔

آہ میری پیاری کون کونٹ اب وہ وقت آیا ہے کہ میں اس دنیا سے رخصت ہوتا ہوں لیکن یہ آخری التجا اور کرتا ہوں رحم اے ملکہ رحم۔ ویس ڈی ہوسٹو (فرانس)

(۱۳)

موسیو برانڈ۔ یہ ایسا واقعہ ہے۔ کہ آج کے خفیہ اجلاس میں اگر ہم تینوں ڈاڑھیں مار مار کر روئیں تو تعجب نہیں۔ تمام خوشی رنج سے بدل گئی۔ خیال کیسا یقین تھا کہ ...... ترکوں کا خاتمہ ہو گیا۔ وہ یورپ کیا ایشیا میں بھی برائے نام زندہ رہیں گے۔ لیکن نہ معلوم کیا غضب ہوا کہ ایکا ایکی کچھ کا کچھ ہو گیا۔

کرزن۔ نقشہ جنگ کو اس نتیجہ سے کوئی واسطہ نہیں۔ یونانیوں کا فرار شکست نہیں ہے۔

لائڈ جارج۔ پھر کیا ہے؟

کرزن۔ اُنہوں نے جو کچھ کیا وہ انتہائی شجاعت تھی۔ کوئی مبصر یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ اس فتح کا یہ نتیجہ نکل سکتا ہے۔ بروصہ اور سمرنا نہیں انگورہ کی حدود تک کوئی ترک اس قابل بھی نظر نہ آیا جس کے ہاتھ میں تلوار ہوتی سب گردنیں خم کئے تقدیر کو رو رہے تھے۔ ایک رات میں آخر کونسی ایسی طاقت تھی جس نے ترکوں کو اس قابل بنا دیا۔

لائڈ جارج۔ تو کیا تمہارا مطلب یہ ہے کہ خدا نے ان کو مدد دی۔ اور آسمان سے کوئی فوج اُتار دی؟

کرزن۔ نہیں یہ کوئی نہیں کہہ سکتا۔ لیکن میری عقل حیران ہے۔ کہ آخر یہ انقلاب ہوا کیوں؟

لائڈ جارج۔ ترک ہمیشہ یہ ہی کیا کرتے ہیں۔ وہ پیچھے ہٹتے ہیں کہ دشمن اچھی طرح آگے بڑھ جائے۔ اور جہاں دشمن اُن کے قبضہ میں پہنچا اور انہوں نے صفایا کیا

کرزن۔ مگر اتنا پیچھے ہٹنا سمجھ میں نہیں آیا۔
لائڈجارج۔ اس لئے نہیں آتا کہ انتہائی مکار اور فریبی ہیں۔
کرزن۔ ایک ڈویژن یونانیوں کا صاف کر دیا۔ اب اُن کے پاس رہا کیا ہوگا۔
اور آخر ترک تعداد میں ہونگے کتنے؟
لائڈجارج۔ ایک ڈویژن پورا؟
کرزن۔ ہاں اور سامان حرب تمام۔
لائڈجارج۔ یہ غضب ہوگیا۔
کرزن۔ اور کمانڈرانچیف بھی۔
لائڈجارج۔ ہائیں۔
کرزن۔ ہائیں کیا۔
موسیوبرانڈ۔ افسوس افسوس
کرزن۔ یہ بدمعاش قوم تو غضب کی فریبی نکلی
لائڈجارج۔ ہماری پوری مدد وہاں موجود ہے۔
کرزن۔ پھر بھی کچھ نہ ہوسکا۔
موسیوبرانڈ۔ اور قسطنطنیہ کا کیا حال ہے؟
کرزن۔ زیادہ تشویش تو یہی ہے۔
لائڈجارج۔ وہاں کیا ہوا؟
کرزن۔ ترکوں کی فتح چھُپ نہ سکی۔
کرزن۔ قسطنطنیہ میں خبر پہنچ گئی؟
لائڈجارج۔ چھپ سکتی ہی نہ تھی۔
کرزن۔ وہاں کیا اثر ہوا؟

لائڈ جارج - ابتری شروع ہو گئی -
کرزن - ہم کو پوری طاقت سے دبانا چاہئے -
لائڈ جارج - کوشش تو یہی ہے کہ ہیرنگٹن کو تاکید بھی کر دی ہے - مگر...
کرزن - مگر کیا؟
لائڈ جارج - مگر یہ کہ آثار اچھے نہیں -
کرزن - آیا ہوا شکار ہاتھ سے نکل گیا -

(۱۴)

میں نے آپ کو اس وقت صرف مشورہ کے واسطے بلایا ہے میں حیران ہوں کہ اگر سختی سے کام لیتا ہوں تو آپ لوگ سمجھیں گے کہ ہم زیادتی کر رہے ہیں - حالانکہ ہم بہت تحمل سے کام لے رہے ہیں - میں متعجب ہوں کہ مصطفےٰ کمال کی فتح میں ایسا کیا جادو بھرا ہوا تھا - کہ جس وقت سے یہ خبر مشہور ہوئی ہے - ترک جامہ سے باہر ہو گئے اور ہر جگہ زیادتی کر رہے ہیں - مجھے شام کو اطلاع ملی کہ اُنہوں نے ملٹ رسالہ کے تین جوانوں کو قتل کر دیا اور تمام بازاریں اودھم مچا رکھا ہے -
داماد فرید - جو کچھ کر رہے ہیں اُس کا روکنا محال ہے - وہ آج جامع مسجد میں جلسہ عام کر رہے ہیں - اُن کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں - اس وقت ان سے بات کرنا خواہ مخواہ بھڑوں کے چھتے کو چھیڑنا ہے -
ہیرنگٹن - کیا وجہ ہے کہ ہم مارشل لا نہ جاری کریں - دو روز میں سب ٹھیک ہو جائیں گے -
داماد فرید - کوئی مضائقہ نہیں - مگر ایک خبر یہ بھی مشہور ہو رہی ہے - کہ

مصطفیٰ عنقریب قسطنطنیہ پر حملہ کرنے والا ہے - اگر یہ صحیح ہوا تو اندرونی بغاوت کمال کو بہت زیادہ مدد دے گی -

ہیمرنگٹن - یہی میں بھی سوچ رہا ہوں - لیکن آپ ان لوگوں کو سمجھائیے اور اگر سیدھی طرح نہ مانیں تو اُن کو طاقت سے دبائیے -

داماد فرید - طاقت اس وقت کام نہیں کر سکتی - یہ لوگ آپے سے باہر ہیں اس وقت اگر کچھ کام نکل سکتا ہے تو صرف نرمی سے -

ہیمرنگٹن - نرمی یا سختی کسی سے کام لیجئے - مگر اس شورش کو کس طرح دبائیے - اُنہوں نے آج کے جلسہ کی کوئی اجازت طلب کی ؟

داماد فرید - مطلق نہیں - میں نے معلوم کرنا چاہا اور آخر معلوم ہو ہی گیا کہ وہ اتحادیوں کی فوج سے مقابلہ کے لئے ہر طرح تیار ہیں - اور کہتے ہیں کہ ہم سے ہتھیار لے لئے گئے - مگر قسطنطنیہ میں جو ہمارا گھر ہے - بغیر ہتھیاروں کے ان سے لڑنے کے واسطے تیار ہیں -

ہیمرنگٹن - پھر اس وقت کیا کرنا چاہئے ؟

داماد فرید پاشا - ترک ایسی قوم نہیں کہ وہ کسی دھوکہ میں آجائے - وہ کسی طرح قبضہ میں آتے نہیں دکھائی دیتے -

ہیمرنگٹن - آج کے جلسہ میں کیا ہوگا ؟

داماد فرید - اظہار مسرت مصطفیٰ کمال کو مبارکباد قسطنطنیہ کی آزادی کا فکر

ہیمرنگٹن - یہ تو واقعی نہایت خطرناک ہے -

داماد - بیشک -

ہیمرنگٹن - آپ اس وقت اتحادیوں کی کیا مدد کر سکتے ہیں ؟

داماد - میرے امکان میں جو کچھ تھا وہ آپ نے دیکھ لیا - اور جو فرمایئے

تعمیل کے واسطے تیار ہوں۔

ہیرنگٹن۔ آپ خود ہی کوئی تجویز کیجئے۔ اور ان کو یقین دلائیے کہ قسطنطنیہ جلد خالی ہو جائیگا بشرطیکہ شورش نہ ہو۔

داماد۔ وہ اس کا یقین نہ کریں گے اور میری بات ہرگز نہ مانیں گے۔

ہیرنگٹن۔ مصطفےٰ کمال کا یہاں سے نکل جانا بڑی سخت غلطی تھی۔

داماد۔ اب تو جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔

ہیرنگٹن۔ اندیشہ ہے کہ یونان اور ٹرکی کی جنگ بڑے پیمانہ پر ہو۔

داماد۔ مگر کمال کے پاس سامان حرب کہاں سے آیا۔

ہیرنگٹن۔ اوہ آپ کو نہیں معلوم۔

داماد۔ نہیں۔

ہیرنگٹن۔ اس کے ساتھ بالشویک مدد ہے۔

داماد۔ بیشک بیشک۔

ہیرنگٹن۔ اسی لئے مجھے خوف ہے کہ لڑائی اور ہو گی۔

داماد۔ اگر کمال نے فتح اب حاصل کی تو قسطنطنیہ کی حالت اس سے زیادہ ردی ہو گی۔

ہیرنگٹن۔ یہ ٹھیک ہے۔ خیر میں اس کا انتظام کرتا ہوں۔

جنرل پولی منکوس سپہ سالار یونان اپنے دانت چباتا ہوا ایک درخت کے نیچے ادہر سے ادہر ٹہل رہا تھا۔ کہ منکوس اس کے پاس پہنچا اور کہا۔

تم سے زیادہ کمزور انسان دنیا میں نہیں دیکھا۔ تم نے فتح کو شکست سے بدلا اور اب تک زندہ ہو۔

منکوس۔ کیا آپ نے سمجھ لیا تھا کہ ترک منہ کا نوالہ ہیں۔ یہ وہ جری قوم ہے جس نے تن تنہا تمام یورپ کو انگلی پر نچا دیا۔ جو لوگ یورپ کے تمدنیں تہ

آئے اُن پر ہیں کس طرح قابو پا سکتا ہوں۔ اگر لڑائی کی تدابیر میں کوئی کسر رہ گئی تو بیشک میں ذمہ دار ہوں۔ یہ شبہ ہی نہ تھا کہ ترک حملہ کریں گے۔ ہم انگورہ کے داخلہ کے واسطے تیار تھے۔ اور کوشش یہ کر رہے تھے۔ کہ کسی طرح کمال فرار نہ ہو جائے۔ اپنی طرف سے اُن کو پوری طرح گھیر لیا تھا۔ مگر یہ خبر نہ تھی کہ انجام یہ ہوگا۔

منگلوس۔ کیسی گفتگو کرتے ہو جب تم نے اُن کو پوری طرح سے گھیر لیا تھا تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ وہ تمہارے اوپر حملہ کر سکیں۔ میں ایسی لغو باتوں کو سننا بھی نہیں چاہتا۔

منگوس۔ وہ تو ایک جادو تھا جس کے اوپر جتنا غور کرو اتنی ہی عقل حیران ہوتی ہے۔ اُنہوں نے غضب ڈھا دیا کہ زمین سے نکل پڑے۔ اور اس بیجگری سے حملہ کر دیا۔ کہ ہم کو پیچھے ہٹنے کے سوا کوئی صورت نہ رہی۔ اُنہوں نے لڑائی تلوار کی شروع کر دی اور کوئی دس منٹ میں سر پر آپڑے۔

منگلوس۔ تمہارے پاس تلواریں نہ تھیں۔

منگوس۔ بیشک تھیں۔ مگر دل نہ تھے۔ اور اگر ٹھہرتے تو جو بچے ہیں وہ بھی نہ بچتے

منگلوس۔ اب دوبارہ انگورہ پر حملہ کرو۔

منگوس۔ اب تو وہ حملہ کر رہے ہیں۔

منگلوس۔ ترک؟

منگوس۔ جی ہاں۔ ترک!

منگلوس۔ دیکھئے کیا ہوتا ہے؟

(۱۵)
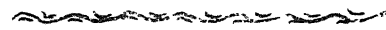
انگورہ کی ملت عالیہ کے اجلاس میں جب مسلمانوں کی تمام جماعت اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئی۔ تو صدر جمعیت اسلامیہ مصطفےٰ کمال نے کھڑے ہو کر کہا:۔
برادران ملت! یہہ جو کچھ بھی ہوا حاشا و کلا ہماری طاقت یا ہمت کا نتیجہ نہیں ہے۔ بلکہ جو کچھ ہے صرف خدائے برتر کی عنایت اور کرم ہے۔ ہم مٹھی بھر مسلمان اتحادیوں کی زبردست طاقت پر فتح پانے کے ہرگز قابل نہیں ہو سکتے معبود حقیقی نے اپنی قدرت کا کرشمہ دکھا دیا۔ اور دُنیا کو بتا دیا کہ اس کا وعدہ سچّا ہے اور وہ اس طرح قلت کو کثرت پر فتح دیتا ہے۔ لیکن یہہ جو کچھ ہوا ابھی کچھ نہیں ہوا جس ہمت اور جراُت سے تم نے دشمنان اسلام کا مقابلہ کیا اور اپنے وطن کو اُن کے خطرناک پنجہ سے بچایا۔ یہ معمولی بات نہیں ہے۔ تم نے اسلام کی شرم رکھ لی۔ اور روئے زمین کے مسلمانوں کی جن کے دل تمہارے ساتھ ہیں۔ اور جن کے کان تمہاری آواز پر لگے ہوئے ہیں۔ عزت بچائی۔ مگر ابھی تم کو اپنے وطن کو دشمن کے ناپاک قدم سے پاک کرنا ہے اور اُن کو دکھانا ہے کہ مسلمان اس گئی گذری حالت میں بھی اخوۃ کی دولت سے مالا مال ہیں۔ برادران ملت! دشمن نے بروصہ پر اپنے پاؤں جمائے ہیں۔ اور اب جو کچھ تم نے انگورہ میں کیا اس سے زیادہ بروصہ میں کرنا ہے وہاں دشمن کی پوری تعداد موجود ہے۔ اور سامان حرب کا کافی انتظام ہے مگر یاد رکھو تمہارے سامنے صرف فتح ہی نہیں شہادت بھی ہے۔ ایسی زندگی سے جس میں دشمن کے غلام ہو کر رہو۔ وہ شہادت جس میں ابدی عزت میسر ہو بدرجہا بہتر ہے۔ تمہارا کام ہے کہ تم اسلام پر۔ اپنے وطن پر۔ اپنی خودداری پر

قربان ہو۔ میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر خلوص تم سے جدا نہ ہوا اگر نفسانیت تمہارے
پاس آکر نہ پھٹکی تو خدا کا وعدہ پورا ہوگا۔ اور تم اسی قلت سے جس کا تم کو تجربہ
ہو چکا کثرت پر فتح پاؤ گے۔ ہاں برادران ملت! اب خاموشی کا وقت نہیں
فتح و نصرت تمہارے قدم چوم رہی ہے بسم اللہ کرو۔ بڑھو اور چلو اور اس وقت تک
دم نہ لو جب تک تمہارے قدم بروصہ میں نہ پہنچ جائیں۔ اس وقت تک نہ ٹھیرو
نہ رکو اور پلٹ کر نہ دیکھو۔ جب تک تمہارے ظفر مند ہاتھ بروصہ میں اسلام کا
جھنڈا نہ گاڑ دیں۔ کچھ شک نہیں یونان کے ساتھ اس وقت بہت لوگ ہیں۔
مگر تمہارے ساتھ کیا ہے۔ تم کو معلوم ہے۔ تمہارے ساتھ وہی ہے۔ جس کی
خبر کلام الٰہی نے ان الفاظ میں دی ہے۔ "ان اللہ معنا"۔ تمہارے ساتھ خدا
ہے اور جب تک خدا پر بھروسہ ہے۔ خدا تمہاری مدد کرے گا۔ یہ خوف و
ہراس کا وقت نہیں ہے۔ ہمت و جرات کا وقت ہے۔ تم کو معلوم ہے تم
کون ہو۔ تم اُن فرزندان اسلام کی زندہ یادگار ہو جنہوں نے کفر و ضلالت کو
چشم زدن میں غارت کر دیا۔ تم اُن مسلمانوں کے نام لیوا ہو جنہوں نے اپنی جانیں
کلمۂ توحید پر قربان کر دیں۔ آج قسطنطنیہ میں تم کو اُن مبارک ہستیوں کے
سینکڑوں مزار نظر آئیں گے۔ جو خدمت رسول پر قربان ہوئے۔ اور صرف اس
لئے کہ اسلام کا بول بالا ہو۔ وہ خدا اور اُس کے رسول پر نثار ہو گئے۔ میں
جانتا ہوں تم کو اپنی زندگیاں اپنے وطن اور اپنے مذہب سے زیادہ عزیز نہیں
لیکن میں تم کو بتا رہا ہوں کہ تاریخ تمہارے کارناموں پر فخر کر رہی ہے۔ تم
تاریخ میں اُس جگہ پر ممتاز ہو جہاں کوئی دوسری قوم نہیں پہنچ سکی۔ قادسیہ
کے خونریز معرکے صلیبی جنگیں اپنے سامنے رکھو اور یقین کر لو کہ آج تم کو وہ تماشے
دنیا کو دوبارہ دکھانے ہیں جن کی نظیر تاریخ میں نہیں ہے۔ مسلمانوں کے

وہ کارنامے جن کا دیکھنے والا آفتاب تمہارے سروں پر چمک رہا ہے پردۂ دنیا سے فراموش ہو گئے۔ اور دنیا بھول چکی کہ مسلمانوں نے اپنی ہمت سے ناممکن کو ممکن کر دکھایا ہے۔ آج وقت ہے کہ تم اس دنیا کو پھر دکھا دو۔ کہ مسلمان نے کیا کیا اور کیونکر کیا۔ میں تم کو اس وقت صرف مسلمانوں کے مشہور کمانڈر خالد بن ولید کے وہ الفاظ یاد دلاتا ہوں جو اس مقدس انسان کی زبان سے میدانِ جنگ میں نکلے۔ اور جو یہ تھے "کہ گو تمہاری فوج دشمن سے کم ہے۔ مگر ہمارا مقصود فتح میں شہادت بھی ہے۔ اور ہم اس وقت تک میدان سے واپس نہ ہونگے۔ جب تک فتح یا شہادت دونوں چیزوں میں سے ایک حاصل نہ ہو جائے"! برادرانِ ملت! آج بھی وہی وقت ہے۔ اور دشمن کی پوری جماعت بروصہ میں موجود ہے۔ اس کے حمایتی ہم سے بہت زبردست ہیں لیکن ہمارے ساتھ بھی ایک حمایتی ہے۔ اس پر بھروسہ کرو اور آج وہ کرو جو تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہے۔

تم کو اچھی طرح معلوم ہے کہ آج تمام دنیا کے مسلمانوں کی جانیں تمہارے ساتھ لڑی ہوئی ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی نیندیں اڑ چکی ہیں۔ جن کی بھوکیں ختم ہو گئی ہیں۔ اور وہ صرف تمہاری فتح کے انتظار میں دنیا کے ہر عیش کو بھول چکے ہیں۔ یہ معمولی ساعت نہیں ہے۔ یہ وہ وقت ہے کہ تم کو اسلام کی لاج رکھنی ہے۔ اور دنیا کو اپنے مذہب مقدس کی وہ شان دکھانی چاہیئے۔ جو اس کو دنگ کر دے۔ میرا منہ نہیں کہ میں تمہاری شجاعت کی تعریف کروں۔ تم نے انگورہ کی مدافعت میں داد مردانگی دی اور جو قربانیاں کی ہیں اس کا پورا معاوضہ تو خدا کے ہاں ہے۔ لیکن تم نے وہ کیا جو کسی سے نہ ہو سکا۔ تم نے یونان کے نہیں اتحادیوں کے دانت کھٹے کئے اور گو

تباہی و بربادی تمہارے سروں پر چھا چکی تھی۔ دشمن تم کو چاروں طرف سے گھیر چکا تھا مگر تم نے خدا پر بھروسہ کیا اور دشمن کو اس طرح بھگا دیا کہ وہ مدت العمر یاد رکھے گا۔ میرا فرض ہے کہ میں تم کو امیر المومنین حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد کا وہ وقت یاد دلاؤں جب مسلمانوں نے دریا کی روانی کو پانی سمجھا اپنے گھوڑے دریا میں ڈال دیئے اور ایران کو دکھا دیا کہ مسلمان دنیا کی کسی چیز سے ڈرنے والے نہیں۔ یہ اس سے زیادہ نازک وقت ہے۔ تم یقین کر لو کہ زمین انسان نہیں عالم بالا کی مقدس روحیں تمہارے کارناموں کو دیکھ رہی ہیں۔ اور جس وقت تم فاتحانہ حیثیت سے بروصہ میں داخل ہو گئے تو تمہاری کامیابی پر جہاں اس دنیا کی مبارکباد ہوگی۔ وہاں اس دنیا کی مبارک باد بھی ہوگی اور ضرور ہوگی۔ جس کے بسنے والے تمہاری شجاعت کو دیکھ رہے ہیں۔ اور تمہاری کامیابی کے منتظر ہیں۔

میں جہاں تمام مسلمانوں کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں وہاں عصمت پاشا فتحی بے ۔۔۔۔ بے اور ان تمام ارکین مجلس عالیہ کا شکرگذار ہوں جنہوں نے اپنی جانیں لڑا کر اسلام کو کامیاب کیا اور دشمن کو ایسا زیر کیا کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ یاد رکھے گا۔ بروصہ تمہاری پیشوائی کو تیار ہے۔ اس کے در و دیوار تمہارے قدموں کو سر آنکھوں پر رکھنے کے منتظر ہیں۔ اور صرف تمہارے داخلہ کی دیر ہے۔

میں آخر میں تم سے ایک بات کہوں گا۔ اور وہ یہ کہ قرن اول کے مسلمان جو کچھ کر گئے وہ سامنے رکھو۔ اور جس وقت آگے بڑھ گئے پھر پیچھے ہٹنے کا نام نہ لینا۔ سنا برادران ملت! بسم اللہ بسم اللہ بسم اللہ۔

مصطفٰے کمال کی تقریر ختم ہوتے ہی حاضرین جلسہ نے آواز بلند

کلمۂ توحید پڑھا۔ اور اس زور سے کہ اس غلغلہ نے زمین و آسمان سر پر اٹھا لئے ہر طرف سے زندہ باش مصطفےٰ کے نعرے بلند کئے اور افواج جاں نثار نے عہد کیا کہ انشاء اللہ یہ قدم پیچھے نہ ہٹیں گے۔ اور یہ تلواریں اس وقت تک میان میں نہ آئیں گی جب تک دشمنوں کے قدم سے بر وحصہ کی سرزمین پاک نہ ہو جائے۔

(۱۶)

ملکہ کونٹ گوٹسٹ کے حضور میں جب اٹلی کے شہزادہ کا قاصد باریاب ہوا تو ملکہ اس کی صورت دیکھتے ہی مسکرائی اور کہا فرمائیے۔

قاصد۔ ملکہ! آپ کو خود معلوم ہے جس غرض سے حاضر ہوا ہوں۔

ملکہ۔ ہاں مگر آپ بھی تو فرمائیے۔

قاصد۔ کیا میری ہی زبان سے کہنا زیادہ مفید ہوگا۔

ملکہ۔ آپ اس قدر دور سے آئے ہیں۔ کہئے جو کہنا ہے۔

قاصد۔ میں صرف شہزادہ والا تبار کی حالت بیان کرنے آیا ہوں۔

ملکہ۔ ہاں! کیا کیفیت ہے؟

قاصد۔ مرض الموت۔

ملکہ۔ افسوس۔

قاصد۔ علاج کیجئے۔

ملکہ۔ کیا روم میں طبیب نہیں ہیں؟

قاصد۔ زندگی طبیبوں کے اختیار میں نہیں ہے۔

ملکہ۔ پھر کیا خدا کے ہاتھ میں ہے۔

قاصد۔ جی نہیں۔
ملکہ ۔ پھر؟
قاصد۔ آپ کے ہاتھ میں۔
ملکہ۔ وہ کیونکر؟
قاصد۔ درخواست منظور فرمائیے۔
ملکہ۔ خوب۔ کئی درخواستیں ہیں۔
قاصد۔ مجھے معلوم ہے۔
ملکہ۔ تو آپ کی کیا رائے ہے؟
قاصد۔ اٹلی کا حق فائق ہے۔
ملکہ۔ کیوں؟
قاصد۔ اس لئے کہ ہمارے شہزادہ کی حالت ردی ہے۔
ملکہ ۔ سب کی حالت یہ ہی ہے۔
قاصد۔ یہ بھی مجھے معلوم ہے۔
ملکہ۔ پھر اٹلی کیوں فایق ہو؟
قاصد۔ اس لئے کہ وہ سب سے زیادہ پرستش کرے گا۔
ملکہ ۔ کیوں؟
قاصد۔ اس لئے کہ مقابلتاً کمزور ہے۔
ملکہ۔ یہ تو معقول وجہ نہیں ۔
قاصد۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ جو قدر ملکہ کی اٹلی میں ہوگی دوسری جگہ نہ ہوگی۔
ملکہ۔ اس یقین کا ثبوت۔
قاصد۔ اٹلی کا وعدہ۔

ملکہ۔ اگر اس سے زیادہ وعدے دوسروں کے ہوں؟
قاصد۔ اس لئے کہ اٹلی کی حالت ردّی ہے۔
ملکہ۔ اگر دوسروں کی حالت بھی ایسی ہی ہو؟
قاصد۔ اس لئے کہ اٹلی کی زندگی کا انحصار اس پر ہے۔
ملکہ۔ اگر دوسروں کی بھی کیفیت یہ ہی ہو؟
قاصد۔ ....

(۱۷)

جس وقت یونانی فوج جمع ہو گئی تو یروصہ میں جنرل منگاوس نے ایک دربار عام کیا اور کہا :-

"اے بد نصیب قوم تم پر جو قیامت ٹوٹی اس کا صدمہ کسی حالت میں ہمارے دل سے دور نہیں ہو سکتا - میں یہ نہیں کہتا کہ ترکوں نے کوئی بہادری دکھائی - وہ مکار قوم ہے۔ اس کے پاس سوا مکر و فریب کے اور کچھ نہیں - وہ تمہاری شجاعت اور ہمت کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور نہ تم اُن کی مکاری کا مقابلہ کر سکتے ہو۔ انگورہ میں ان کی فتح کی وجہ صرف اُن کی مکاری ہوئی اور تمہاری سادہ لوحی تم نشہ فتح میں مست ہو گئے - اور یہ نہ سمجھے کہ یہ گیدڑ کی جان رکھنے والی قوم ہے جو سب سے کم دنیا کی تاریخ میں زندہ ہوئی - آج تک جس قدر ترکوں کے خلاف ہوئے ان میں انہوں نے بہادری نہ دکھائی - اگر کبھی کامیاب ہوئے تو بھی تو میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ صرف اپنی مکاری سے تم نے جس ہمت و استقلال سے اس وقت تک فتوحات حاصل کیں انہوں نے تمہارا نام روشن کر دیا۔ آج عیسائی دنیا تم کو شاید معلوم نہیں تمہاری

شجاعت کی پرستش کر رہی ہے۔ اس عزت کو جو خدا کے ہاں سے تم کو عطا ہوئی بلند کرو۔ اور یہ غضب نہ کرو جو تم نے انگورہ میں کیا۔ تم کو معلوم ہے عیسائی دنیا تم پر لعنت برسا رہی ہے۔ تم نے عیسائیوں کی فتوحات کا خاتمہ کر دیا۔ تم نے فقط یونان کی نہیں اتحادیوں کی ناک کاٹ دی۔ تمہارے پاس سامان حرب اتنا موجود تھا کہ ترک سو سال تک بھی اتنا فراہم نہیں کر سکتے۔ میرے دوستو تم کو اتحادیوں کو منہ دکھانا ہے۔ بتاؤ کیا منہ دکھاؤ گے۔ تمہارا انگورہ سے فرار ہونا دنیا میں مشہور ہو رہا ہے۔ فرانس تمہارا مضحکہ اڑا رہا ہے برطانیہ تمہارے نام پر نفرت کا اظہار کر رہا ہے۔ اور اٹلی نے تو تم کو بزدلوں میں درج کر دیا۔ کیا تم اس الزام کو جو تمہاری پیشانی پر کلنک کا ٹیکہ ہے۔ اس طرح قائم رکھو گے اور دور نہ کرو گے۔

ترک شیر نہ تھے کہ تم کو کھا جاتے ان کا حملہ گیدڑ بھبکی تھی۔ اُن کے پاس سامان حرب تم سے زیادہ نہ تھا۔ اُن کی فوج تم سے بڑی نہ تھی۔ انہوں نے تم کو اپنی طاقت سے نہیں دبایا۔ صرف اپنے رعب سے۔ افسوس تمہاری بزدلی اور کم ہمتی پر تم کو علم نہ ہو مگر مجھے معلوم ہے کہ اتحادی انگشت بدنداں ہیں کہ ترک جیسی ڈرپوک اور بزدل قوم تم پر کامیاب ہو جائے۔ اگر تمہارے پاؤں انگورہ سے نہ ڈگمگاتے اگر تم راہِ فرار اختیار نہ کرتے تو ترک ایک دم کا بھی مقابلہ نہ کر سکتے۔ اُن کے پاس رکھا بھی کیا خاک تھا۔ وہ تو سمجھ چکے تھے کہ مرنا ہے۔ انہوں نے دم توڑا لیکن تم پر حملہ کیا اور تم بزدل اُن کے داؤں میں آ گئے۔

تم کو خبر ہے آج ایتھنز میں کیا ہو رہا ہے۔ خاک اڑ رہی ہے۔ لوگ رو رہے ہیں۔ اور شہر بے چراغ ہوا جاتا ہے۔ تم نے میدان جنگ سے بھاگ کر ایسا غضب کیا ہے۔ کہ دنیا کو منہ دکھانے کی جگہ ہمارے واسطے نہیں

اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ انگورہ میں جو عزت کھو چکے ہو بروصہ میں اس کو قائم کرو اور اتحادیوں سے وہ بھروسہ حاصل کرو جو آج تمہارے پاس نہیں ہے۔ ان ظالموں مکاروں جفاکاروں کا اصلی وطن ان کا دارالخلافہ اُن کا یہ مایۂ ناز شہر جس پر اتحادی قبضہ کر چکے تھے۔ جس میں یونان کا حصّہ یقینی تھا۔ اس فتح کی خبر سے دوبارا روشن ہو گیا۔ جہاں اندھیرا گھپ تھا۔ وہاں روشنی ہی روشنی دکھائی دے رہی ہے۔

تم نے اتحادیوں کو مصیبت میں ڈال دیا اُن کے انتظام درہم برہم ہو گئے اُن کی توقعات کا خاتمہ ہو گیا۔ اور اُن کی امیدوں کو تم نے اور صرف تم نے خاک میں ملا دیا۔ اگر حمیت قومی باقی ہے۔ اگر انسانیت تم سے ختم نہیں ہوئی تو اب بھی کچھ نہیں گیا۔ بروصہ میں دشمن کو اس طرح تہ تیغ کرو۔ کہ ایک متنفس زندہ نہ رہے۔ اور ترک اگر کچھ باقی رہیں تو روئے زمین پر اُنکی قسمت فقیروں سے زیادہ نہ ہو تم کو خوب معلوم ہے کہ یہ ہی وہ قوم ہے۔ جو ہمیشہ تثلیث کی دشمن رہی جس نے ہمیشہ ہم کو تباہ و برباد کرنا چاہا۔ کیا تم جائز سمجھتے ہو کہ تم تمہاری رعیت۔ تمہاری آبادی۔ تمہارے مرد۔ تمہاری عورتیں۔ تمہارے بچے۔ ان روسیاہ مکاروں کی حکومت میں زندگی بسر کریں۔ اگر تمہاری قسمت میں فتح نہیں ہے۔ اور تم کو دنیا میں ذلیل و خوار ہو کر زندہ رہنا ہے۔ تو ایسی زندگی سے موت بہتر ہے۔ گو مجھے اُمید نہیں کہ ترک اب اتنی ہمت کریں کہ وہ ہم سے مقابلہ پر آمادہ ہوں۔ لیکن اُن کے سر پر موت چونکہ سوار ہے تعجب نہیں کہ انگورہ پر جو اُن کو فتح ہوئی اس کے نشہ میں بے ہوش ہو کر وہ پھر بروصہ کا رخ کریں۔ یہ میں خوب جانتا ہوں کہ اُن کی موت اُن کو بروصہ میں لائیگی۔ اور تم اگر یونانی خون تمہاری رگوں میں موجود ہے۔ تو مصطفیٰ کمال کے

خون سے بروصہ کی زمین کو رنگو گے - اور اگر میرا خیال درست نکلا اور اُن کو
اب مقابلہ کی ہمت نہ ہوئی - تو تم انگورہ پر حملہ کرو - اور وہ کشت و خون اور قتل
عام کرو کہ تمہارے ہوا خواہ مطمئن ہو جائیں - اور اس شکست سے جو تکلیف
اُن کو پہنچی ہے وہ رفع ہو جائے -

ایک نہایت ضروری بات میں تم سے اور کہہ دیتا ہوں تم میں سے بعض کا
خیال ہے - کہ بالشویک اُن کو مدد دے رہے ہیں - اول تو خیال ہی غلط ہے
وسائل آمد و رفت پر پوری نگرانی ہے - اور اگر ایسا ہے بھی تو کیا تم کو معلوم
نہیں کہ اتحادیوں کی پوری کمک تمہارے ساتھ ہے - کمک کیسی اُن کی جانیں
ہمارے ساتھ لڑی ہوئی ہیں - تم میدان جنگ میں تنہا نہیں ہو - تمہارے
ساتھ روئے زمین کی عیسائی قومیں ہیں - اور یہ اسباب حرب ہی سے نہیں
فوج سے بھی تمہارے ساتھ ہیں - پھر کیا وجہ ہے کہ تم ان مکار اور ظالم
ترکوں سے فرار کرو اور ان کے مقابلہ سے ہٹو کیا تم مصطفیٰ کمال سے ڈرتے
ہو تم کو شاید معلوم نہیں کہ یہ چند لٹیرے ڈاکو ہیں - جو قسطنطنیہ پر ہمارا یعنی
اتحادیوں کا قبضہ ہوتے ہی رات کے وقت بھاگ کر انگورہ میں پناہ گزیں
ہوئے - اور وہاں برائے نام اپنی سلطنت قائم کی - وہ کیا ان کی فوج کیا ان
کی طاقت کیا - آٹھ دس ہزار سے زیادہ فوج اُن کے پاس نہ تھی - مگر اس کا
رعب تھا جس میں تم آ گئے - اور انگورہ کو ہاتھ سے نکال دیا - آج شام تک یا زیادہ
سے زیادہ کل شام تک تم اُن کی راہ دیکھو - اس وقت تک کی تحقیقات تو یہ
ہی ہے - کہ اُن کو آگے بڑھنے کی ہمت نہیں - اگر وہ آگے نہ بڑھیں تو میرے
بعد پرسوں تم انگورہ پر حملہ کرو - اور چند گھنٹوں میں میرے کان یہ سُن لیں - کہ
لشکر یونان کا قبضہ نہ صرف بروصہ پر ہو گیا - بلکہ ترک دُنیا کے پردہ سے نیست

و نابود ہو گئے۔

بہادر یونانیوں تم کو اختیار ہے کہ جس وقت تک جی چاہے انگورہ میں قتل عام کرو تم مختار ہو کہ تم کو اگر کسی جگہ بھی ترک عورت۔ بچہ یا مرد کی صورت نظر آئے اس کو تہ تیغ کر دو۔ تم جس قدر چاہو ترک عورتوں کو اپنی لونڈیاں بنا سکتے ہو یہ گویا تمہاری ہی خدمت کے واسطے بنائی گئی ہیں۔ بس اب کوئی امید نہیں کہ ترک بروصہ کی طرف پیش قدمی کریں۔ اب میں تم لوگوں کو عام اجازت دیتا ہوں کہ جس رُخ سے چاہو انگورہ میں داخل ہو اور جو چاہو کرو۔"

منگلوس کی تقریر کا سلسلہ ختم ہوتی یا ابھی کچھ اور بڑھتی کہ توپوں کی متواتر گولہ باری نے اس کو حیران کر دیا وہ فوراً خیمہ سے باہر آیا۔ دوربین سے دیکھا کہ جرار ترک بروصہ پر حملہ کر رہے ہیں۔ ابھی وہ دیکھ ہی رہا تھا کہ اس کا اپنا کرنل برسوڈ سامنے سے آیا۔ اور کہا آپ اِدھر کیا دیکھ رہے ہیں۔ ترک غضب کر گئے کہ چاروں طرف سے ہم کو گھیر لیا اور ہمارے پناہ کی کوئی جگہ نہیں۔

منگلوس۔ کیا میں بھی گھرا ہوا ہوں؟

برسوڈ۔ جی ہاں۔

منگلوس۔ ہائیں؟

برسوڈ۔ یہ دیکھئے چاروں طرف ترک ہیں۔

منگلوس۔ ترک اس قدر تعداد میں ہرگز نہیں ہیں۔

برسوڈ۔ مگر نقشہ جنگ انہوں نے ایسا ڈال دیا۔

منگلوس۔ بُزدل۔ ڈرپوک۔

برسوڈ۔ کیوں۔

منگلوس۔ وہ نقشہ کیا جانیں؟

برسوڈ۔ پھر کیا ہوا۔
منگلوس۔ نقشہ توڑ دو۔
برسوڈ۔ کلہاڑی سے۔
منگلوس۔ گستاخ۔
برسوڈ۔ آخر کیا کروں؟
منگلوس۔ فوج تیار کرو۔
برسوڈ۔ فوج مقابلہ کر رہی ہے۔
منگلوس۔ پھر۔
برسوڈ۔ پیچھے ہٹ رہی ہے۔
منگلوس۔ پیچھے ہٹ رہی ہے؟
برسوڈ۔ وہ دیکھئے کس بُری طرح بھاگ رہے ہیں۔
منگلوس۔ اوہ ستم غضب۔
برسوڈ۔ مگر وہ بے قصور ہیں۔
منگلوس۔ کیوں؟
برسوڈ۔ حملہ قیامت خیز ہے۔
منگلوس۔ بیوقوف۔
برسوڈ۔ آپ کچھ عقلمندی کیجئے۔
منگلوس۔ اچھا پیچھے ہٹو۔
برسوڈ۔ ہٹو کہاں سے۔
منگلوس۔ کیوں؟
برسوڈ۔ چاروں طرف ترک ہیں۔

منگلوس۔ کیا میں بھی نرغہ میں ہوں؟

برسوڈ۔ حضور والا!

منگلوس نے اب پھر اُس فوج کیطرف جو یہاں موجود تھی رُخ کیا۔ اور کہا "تم نے دیکھا کیا غضب ہوگیا تمہاری قوم نے غضب ڈھا دیا۔ بہتر ہوگا کہ یہ سب دریا میں ڈوب مریں . . . . یہ صرف یونان کی نہیں تثلیث کی ناک کاٹ رہے ہیں۔ اُن کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر یہ بھاگ کر زندہ رہے تو یونان ان کو وہ سنگین سزائیں دیگا کہ دُنیا تھرا جائیگی۔ میرے بہادرو! اگر تم میں کوئی قومی حمیت موجود ہے۔ کوئی وطن کی محبت دل میں ہے۔ تو جاؤ اُن کو روکو اور ان جفاکار سنگدل ترکوں کو مزا دکھاؤ۔"

منگلوس کے الفاظ سنتے ہی یہ فوج میدان میں پہنچی۔ ترک گولہ باری میں مصروف تھے۔ ہرچند یونانیوں نے اپنی آتش فشاں توپوں کے دہانے کھولے اور دفعتاً تمام میدان دھواں دھار ہوگیا۔ مگر ترکوں کے قدم پیچھے نہ ہٹے اور وہ پہلے سے زیادہ جرات سے گولہ باری میں مصروف ہوئے اس طرف یہ معرکہ ہو رہا تھا مسلمان فوج کا سپہ سالار دایاں بازو کاٹ کر پیچھے سے حملہ آور ہوا اور اس زور سے تلوار چلائی کہ یونانی ہرگز تاب مقاومت نہ لا سکے ہرچند یونانی سپہ سالار چیختا چلاتا رہا مگر وہ نہ ٹھیرے۔

فوج کے پیچھے ہٹتے ہی یونانی جنرل آگ بگولہ ہوگئے۔ اور پانچ میل پیچھے ہٹ کر پھر قیام کیا۔ مگر یونانیوں کے چہرے فق ہو رہے تھے یہاں پہونچکر یونانی جنرل نے اپنی ہزیمت خوردہ فوج کو ٹھیک کیا اور اُن کو شرم دلا کر مقابلہ کے واسطے تیار کیا۔

ترک بلائے بے درمان کی طرح گرے یونانی جنرل بہت سخت مقابلہ

کرتا رہا اور بہتیری کوشش کی اگر زیادہ نہیں تو کم از کم یونانی فوج بھاگنے سے محفوظ رہے۔ مگر ترکوں کی آتش باری قیامت خیز تھی۔ یونانی گاجر مولی کی طرح کٹ گئے لڑائی کا یہ رنگ دیکھ کر یونانیوں کے قدم اُکھڑے بھاگتے ہوئے یونانیوں پر ترکوں کا پھر حملہ ہوا۔ اور تیغِ کمال نے سینکڑوں گردنیں تن سے جدا کردیں۔

اب یونانی اور پیچھے ہٹے مگر جس طرف جاتے تھے اور جدھر نظر اُٹھاتے تھے ترک اُن کے سر پر تھے۔ منگلوس کو جان بچانی مشکل تھی۔ ہر چند بھاگنے کی کوشش کی مگر کسی طرف فرار کا راستہ نہ ملا۔ اُس وقت آفتاب غروب ہو رہا تھا۔ رات کا سایہ پڑتے ہی دو یونانی جنرل فوج کی کمان چھوڑ چھاڑ ایک طرف ہو لئے۔

(۱۸)

عصمت پاشا جس شجاعت اور ہمت کے جوہر ترکوں نے ان لڑائیوں میں دکھائے حقیقت یہ ہے اس کو دیکھ کر اتحادی کیا دنیا دنگ رہ گئی۔ یونانیوں کے پاس فوج ہم سے کم نہ تھی۔ سامانِ حرب ہم سے بہت زیادہ تھا۔ اس لئے فتح صرف اس جانثار فوج کی ہمت و جرأت کی تھی۔ یہ قابل قدر ہستیاں حق رکھتی ہیں کہ ان کے جوشِ قومی اور حُبِ وطن پر ایک انگورہ اور بروصہ کیا تمام یورپ قربان کر دیا جائے۔

مصطفےٰ کمال ۔ ہم میں اگر کچھ کمی تھی تو صرف یہ ہی کیونکہ تاریخ اس امر کی گواہ ہے کہ کبھی کوئی قوم شجاعت و ہمت میں ہم سے سبقت نہیں لے گئی۔ ہم نے جو کچھ کھویا اور جہاں جہاں ہم کو جب جب شکست ہوئی۔ جو جو علاقے ہمارے قبضہ سے گئے وہ صرف یورپ کی چالبازی اور مکاری سے ہمارے نفاق باہمی

نے ہم کو یہ دن دکھایا کہ آج ہم جو یورپ کے ایک ایسے حصّے پر قابض تھے۔ اپنے گھر سے بھی نکال دئے گئے۔ اور قسطنطنیہ پر اغیار کا قبضہ ہو گیا۔ الحمدللہ علی احسانہ ہم نے اپنی کمزوری معلوم کر لی اور اپنے مرض کا علاج کیا۔ اور آج جو فتوحات ہم کو حاصل ہوئیں وہ صرف اس لئے کہ اخوت جو ہمارا اصلی جوہر تھا ہم کو دوبارہ مل گیا۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ شجاعت ہمارے گھر کی لونڈی ہے اور ہمیشہ رہیگی۔

احمد کاظم بے۔ ہمارا منہ نہیں کہ ہم قادر مطلق کا شکریہ ادا کر سکیں جس نے ہم کو ہماری کھوئی ہوئی ہمت دوبارہ عطا کی اور ہم آج اس قابل ہو گئے کہ وہ دنیا جو کل تک ہمارا مضحکہ اڑا رہی تھی۔ جو ہم کو حلوائے بے دود سمجھ رہے تھے آج ہماری آتش باری سے میلوں پرے بھاگ رہے ہیں اور سکتہ میں ہیں کہ ہم نے ان میدانوں میں کیا جادو کیا۔ میں سن رہا ہوں کہ یونان خودکشی پر آمادہ ہے اس نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ فوج کا وہ حصہ جو باقی رہا ہے۔ اس کو سخت سزائیں دی جائیں۔

رفیق علی بے۔ مبارک ہے وہ قوم جس کے کارنامے مردہ ہو کر دنیا میں دوبارہ زندہ ہوں۔ اب وہ وقت بھی دور نہیں ہے۔ کہ ہم دشمن کے ناپاک قدموں سے قسطنطنیہ کو پاک کریں۔ اور ان ظالموں کو اپنے گھر سے نکال کر اطمینان سے زندگی بسر کریں۔ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ قسطنطنیہ کا ہر بچہ ایک مصیبت میں ہے۔ اور وہ منتظر ہیں کہ ہم ان کی مدد کو ہاتھ بڑھائیں۔ وہ ہر طرح ہماری اعانت کو تیار رہیں۔

کرنل گریفن کا حشر بتا رہا ہے کہ قسطنطنیہ پر کیا گذر رہی ہے۔ وہ اپنی زندگی سے بیزار ہیں۔ اور ان کو جان دوبھر ہو رہی ہے۔ صرف اتنی سی بات پر کہ جس وقت عشا کی نماز کے بعد انہوں نے غازی اعظم کی درازی عمر کا نعرہ

لگا یا اتحادی کرنل جو اپنے زعم حکومت میں مدہوش اُدھر سے گذر رہا تھا تاب نہ لا سکا۔ اور انتشار کا حکم دیا ترک اس کی تعمیل تو درکنار ذرہ خاک کے برابر بھی نہ سمجھے اور اُنہوں نے علی الاعلان کہہ دیا کہ اتحادیوں کا جو لمحہ قسطنطنیہ میں اطمینان سے گذر جائے اُسے غنیمت سمجھیں۔ وہ اتنا کہکر بگڑ گئے اور اگر کرنل گریفن وہاں سے اس وقت روپوش نہ ہو جاتا تو اس کی خیر نہ تھی۔ ایک قسطنطنیہ ہی پر کیا منحصر ہے۔ اس وقت دنیائے اسلام پر جو حالت گذر رہی ہے۔ وہ ہم سب کی آنکھ کے روبرو ہے۔ شاید ہی کوئی بدنصیب مسلمان ایسا ہو جس کو اس وقت اپنی جان کی پرواہ ہو۔ ہر مسلمان خواہ وہ زمین کے کسی حصہ کا رہنے والا ہو اس وقت جان اور مال سے قربان ہونے کو تیار ہے۔ ہر طرف سے ہماری امداد کے واسطے پرستاران کلمۂ توحید موجود ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ہم دُنیا کی کسی طاقت سے پیچھے ہٹ سکیں۔

مصطفٰے کمال۔ میرے عزیز بھائیو! میرے بہادر دوستو سب سے پہلے تم کو اس خدائے برتر کے حضور میں شکر گذار ہونا چاہیئے جس نے تم کو یہ مبارک ساعت دی اور اس قلت کو جو آفتاب کے سامنے ذرہ تھی۔ کثرت پر فتح دے کر اپنے وعدے کو پورا کیا۔ اس کے بعد ہم تمام مسلمانوں کے شکر گذار ہیں۔ جنہوں نے اخوت اسلامی کا درس روئے زمین کو دیدیا۔ اور دکھا دیا کہ خدا کی مقدس کتاب پر عمل کرنے والے۔ اور اسلام کی رسی کو مضبوط پکڑنے والے مسلمان اس گئے گذرے زمانے میں بھی روئے زمین پر موجود ہیں۔ میرے محترم دوستو! مساوات کا جو زریں اصول اسلام نے ہم میں قائم کیا جب تک ہمارے ہاتھ میں ہے۔ اور اس پر عمل پیرا ہیں۔ ہم ہر جگہ اور ہر میدان میں کامیاب ہونگے۔ ہم میں کوئی بہتر اور برتر نہیں۔ ہم سب برابر ہیں اور اس

وقت اپنے مذہب اور اپنی جانوں کو بچانے میدان میں نکلے ہیں۔ خدا ہماری مدد کریگا بشرطیکہ ہم اُس کے احکام تعمیل کریں۔ آپ سب حضرات کو اچھی طرح معلوم ہے کہ جس وقت سے دنیا میں یونان کا وجود ہوا یہ مصیبت اس پر کبھی نہیں آئی۔ اور یہہ مصیبت صرف یونان ہی پر نہیں اس کے حمائتیوں پر بھی ہے کہ ترکی تلوار اس بیجگری اور بے خوفی سے اس کے سر پر چمکی ہو۔ یہ صرف خدا کی مدد تھی اور وہی ہمارا مددگار ہے۔

فتحی محمد بے۔ خدا ہمارے غازی اعظم مصطفیٰ کمال کی عمر میں برکت دے جس کی کوششوں نے ہم کو یہ دن دکھایا۔

متفقہ آواز۔ آمین۔ آمین۔ آمین۔ آمین۔

(۱۹)

محترم ملکہ! آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ شہزادہ برٹن کی حالت آپ کے فراق میں روز بروز اور لمحہ بہ لمحہ ردی ہو رہی ہے ہم نے منت خوشامد کا کوئی دقیقہ ایسا نہیں جو فروگذاشت کیا ہو۔ آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ ایک انسانی جان محض آپ کے تغافل سے ضائع ہو رہی ہے لیکن تعجب اور سخت تعجب ہے کہ آپ اس کی طرف بالکل پرواہ نہیں کرتیں۔ ہم کو اچھی طرح معلوم ہے کہ اس وقت اور بھی بہت سے شہزادے آپ سے شادی کے خواہشمند ہیں۔ اور انتہائی کوشش کر رہے ہیں۔ مگر آپ خدا را ذرا تو........ ان حالات پر نظر ڈالئے جو آپ کے اور آپ کی سلطنت کے گرد وپیش پیدا ہو رہے ہیں۔ ہم نے اس وقت تک جو کچھ کیا وہ محض آپ کی وجہ سے۔ ہم کو یونان سے کوئی خاص ہمدردی نہیں ہے۔ اگر وہ تباہ ہوتا ہے

تو ہو۔ برباد ہوتا ہے تو ہو جائے لیکن ہم نے اس وقت جب کہ ترک آپ سے
نبرد آزما ہیں خفیہ اور علانیہ ہر قسم کی مدد سے آپ کو دشمن کے نرغہ سے بچا
اس کا نتیجہ ہم کو یہ ملا۔ کہ آپ نے ہماری درخواست پر ایک لمحہ کے واسطے
کان نہ دھرا۔ کیا دنیا میں اس سے زیادہ کوئی عزت آپ کو میسر آسکتی ہے
کہ آپ برطانیہ کے تخت کی مالک ہوں۔ اور وہ سلطنت جس کا جواب آج
دنیا میں نہیں۔ جو روئے زمین پر سب سے زیادہ طاقتور ہو آپکی ملکیت
ہو۔ ہم نے آپ کے پاس دو مرتبہ اپنے ایلچی روانہ کئے۔ خود آپ سے با
عرض کیا۔ کہ شہزادہ برٹن کی زندگی آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اور اگر آپ توجہ
کریں تو ہر دقّت بآسانی طے ہو سکتی ہے۔ مگر ہماری عقل کام نہیں کرتی کہ آپ خو
اور اپنے ساتھ اپنی تمام قوم کو کس واسطے پریشان کرتی ہیں۔ ترکوں کی لڑائی کا
حشر ہوا اس نے آپ کی آنکھیں کھول دیں۔ اور آپ کو اچھی طرح معلوم ہو گ
کہ یہ ناہنجار عنقریب آپ کی سلطنت کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔ اب
اس وقت اس کے سوا اور کیا صورت ہو سکتی ہے۔ کہ ہم اپنی پوری قوت سے
جفا شعار ترکوں کا سر کچلیں۔ اور آپ کو دشمن کے قبضہ سے بچائیں مگر یہ
اس وقت تک نہیں ہو سکتا۔ جب تک آپ شہزادہ برٹن سے اپنی شادی نہ
کرلیں۔ جو آپ کی فرقت میں تڑپ تڑپ کر اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ
ہم اُس کی زندگی سے مایوس ہیں۔

(۲۰)

رات عجیب کشمکش و پیچ میں گذری۔ جسقدر یونانی معہ جنرلوں کے بھاگ
سکتے تھے بھاگے اور ابھی آفتاب پوری طرح طلوع نہ ہوا تھا کہ نمازوں

سے مسلمانوں نے فراغت پاتے ہی بروصہ پر حملہ کیا۔ چند یونانی جو راستہ نہ پا سکے اور جن کو راہ فرار نہ ملی موجود تھے۔ مگر مقابلہ کی ہمت یا طاقت مطلق نہ تھی۔ ہتھیار ڈال دیئے اور اطاعت قبول کی چند لمحہ بعد مسلمانوں کا داخلہ بروصہ میں ہوا۔ اور جیسا کہ مصطفیٰ کمال نے اپنی تقریر میں بیان کیا تھا بروصہ کے در و دیوار ہی نے نہیں۔ ذرّہ ذرّہ نے مسلمانوں کا شاندار استقبال کیا۔ ہر سمت سے غازی کمال پاشا کی درازی عمر کی دعاؤں کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔ داخلہ کے بعد پہلا کام مسلمانوں نے یہ کیا۔ کہ ان مظالم کو دیکھا جو چلتے وقت یونانی درندوں نے توڑے تھے۔ ایک دو نہیں سینکڑوں گاؤں میں آگ لگا دی۔ اور دو چار نہیں سینکڑوں مسلمان لاشیں بےگناہ سڑکوں پر ڈال دی تھیں۔ عورتیں اپنے وارثوں کو اور بچے اپنے باپوں کو رو رہے تھے مائیں اپنے بچوں کے واسطے چیخیں مار رہی تھیں۔ اور یہ سب مظالم صرف اس واسطے کئے گئے تھے کہ وہ مسلمان تھے۔ اور وہ مصطفیٰ کمال کی درازی عمر کے نعرے لگا رہے تھے۔ یہاں کے مسلمانوں کی ناگفتہ بہ حالت دیکھ کر فاتح ترکوں کا کلیجہ منہ کو آگیا۔ پھر بھی ان کی انتہائی شرافت و انسانیت تھی۔ کہ اُنہوں نے یونانیوں کو اطلاع دیدی گو تم نے غریب رعیت پر.........
.... چلتے وقت وہ ستم توڑے ہیں جو تاریخ میں اپنی مثال نہیں رکھتے مگر تمہاری اس قدر عظیم الشان فوج جو ہماری قید میں ہے معہ اپنے افسروں کے ہماری مہمان ہے تم خاطر جمع رکھو کہ اُن کا بال بھی بیکا نہ ہوگا اور ہم ان کی خاطر مدارات اپنے بھائیوں کی طرح کرینگے۔

اب ترکی افسروں نے قیدیوں کی طرف دیکھا۔ اور کہا گو تم نے تمہارے بھائیوں نے تمہارے افسروں نے بروصہ کو خالی کرنے سے قبل حیوانیت

کا کوئی دقیقہ نہ چھوڑا اور اس وقت خدا نے ہم کو اتنی طاقت دی ہے۔ کہ اس کا بدلہ بآسانی لے سکتے ہیں۔ لیکن خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ ہم ایسی باتوں سے بہت دور ہیں۔ ہمارا مذہب مقدس ہم کو بیکس ولاچار پر ہاتھ اٹھانے سے منع کیا ہے۔ گو تم ہماری قید میں ہو مگر ہمارے بھائی ہو۔ اور ہم تمہارے آرام وآسایش کی خاطر خود تکلیف اٹھانے کے واسطے تیار ہیں۔ تم مطمئن رہو۔ اور کسی قسم کا اندیشہ دل میں نہ لاؤ۔

(۲۱)

آدھی رات کا سنسان وقت تھا۔ غازی مصطفیٰ کمال اپنے خیمہ میں آرام کر رہا تھا۔ اور محافظ دستوں کے سوا تمام فوج بے خبر پڑی سوتی تھی کہ آسمان نے رنگ بدلا اور آناً فاناً تیرہ وتار ہوگیا۔ سیاہ گھٹا چاروں طرف چھا گئی۔ اور اس قیامت کا اندھیرا ہوا کہ محافظ بھی حیران ہوگئے۔ ابر سیاہ بالآخر رنگ لایا اور مہیب بارش شروع ہوئی لیکن اس بارش کے ساتھ بجلی کی چمک اور بادل کی کڑک اس غضب کی تھی کہ ہر مرتبہ معلوم ہوتا تھا کہ بجلی گری۔ اچھے اچھے شجاع دہل رہے تھے اور عقل کام نہیں کرتی تھی۔ کہ یہ کس قسم کی گھٹا اور ابر ہے۔ پانی تھوڑی دیر میں دھواں دھار ہوگیا۔ اور ایک دو گھنٹہ تک اس زور کا پانی برسا کہ سڑکوں پر دو فٹ سے اونچا پانی موجود تھا۔ نیچے میدانوں میں دلدل کے انبار ہوگئے۔ مگر پانی کی اس شدت کے ساتھ بجلی کی چمک اور بادل کی کڑک بھی بدستور تھی۔ یہ سماں دو گھنٹہ تک طاری رہا۔ تین بج چکے تھے کہ فلک سیاہ نے کروٹ لی۔ بارش ختم ہوئی ترشح فنا ہوا۔ بجلی تھمی اور بادل خاموش ہوا موسم چونکہ گرم تھا اس لئے ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں نے پھر سب کو نیند

کے چکر میں ڈال دیا۔ غازی مصطفیٰ کمال اپنے خیمہ میں تن تنہا آرام میں مصروف تھا کہ دفعتاً اس کی آنکھ کسی دھماکے سے کھلی۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کے سر پر بجلی چمک رہی ہے۔ اور وہ بجلی جس کی چمک لمحہ دو لمحہ میں زائل نہیں ہوتی۔ بلکہ ایک مستقل بجلی ہے جو خیمہ میں روشن ہے۔ اور اُس کے آگے برقی روشنی کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ غازی اس نظارہ میں منہمک تھا کہ کس نے دیکھا خیمہ کی بلندی سے ایک تخت رواں یا ہوائی جہاز اُترتا دکھائی دیا۔ یہ نہ کسی کے کندھے پر تھا نہ اس میں چلانے والے موجود تھے یہاں تک کہ وہ تخت یا ہوائی جہاز سطح زمین پر آکر ٹھیرا اور ایک مہ جبین جو ریشمی سادہ لباس پہنے ہوئے تھی اور جس کے جسم پر ہیرے اور موتی جگمگا رہے تھے اس میں سے باہر نکلی اس کا حسن قیامت تھا۔ اس کی چال آفت تھی۔ وہ بجلی گراتی غازی کمال کے قریب آئی۔ اور اپنی بیش بہا انگشتری انگلی سے اتار کر غازی کمال کو پہنائی۔ اس کے بعد کچھ دیر ٹھٹکی۔ اُس نے غور سے غازی ممدوح کے چہرے کو دیکھا۔ اور ایک رومال جیب میں نکال کر غازی کمال کے چہرے پر ڈال دیا۔ اس رومال پر لکھا تھا۔

"ملکہ کوئن کوگنٹ کا پیام محبت"

(۲۴)

فخر ملت غازی اعظم کی خدمت میں میں تمام ہندوستان کے مسلمانوں کی طرف سے ان فتوحات پر جو ترکوں کو یونانیوں کے خلاف انگورہ کی مدافعت اور بروصہ کے حملہ میں حاصل ہوئیں۔ نہایت خلوص اور سچے دل سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ غازی اعظم! یہ لڑائیاں جو اس وقت ترکی لشکر کو یونان سے لڑنی پڑی ہیں صرف ترکی کی نہیں بلکہ اسلام اور ملت کی ہیں جس میں صرف ترکی نہیں بلکہ دُنیا کے تمام مسلمان متفق ہیں۔ ہماری جانیں آپ کے ساتھ

لڑ رہی ہیں گو ہم مجبور ہیں کہ ہزاروں لاکھوں کوس دور پڑے ہیں۔ اور ہمارے دل کے
ارمان دلوں ہی میں موجود ہیں۔ لیکن اے غازی اعظم ہمارے دل آپ کے ساتھ ہیں
ہماری آنکھیں آپ کے تاروں کی اور ہمارے کان آپ کی خبروں کے ہر لحظہ جس
بے چینی اور اضطراب سے منتظر ہیں۔ ہم اُن کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتے ہمارے
سامنے اس وقت دنیا کی کوئی خبر نہیں ہے۔ اور ہم کو اس وقت تک چین نہیں آ سکتا جب
تک لشکر ٹرکی کے جرار سپاہی مکار یونان کو اُس کے اعمال کی پوری سزا نہ دیدیں۔

ہم نے ایک لاکھ پونڈ کی جو قسط روانہ کی تھی اُس کی رسید جنرل نورالدین پاشا
دستخطی آگئی ہے اس تار کے ہمراہ پانچ لاکھ پونڈ کی دوسری قسط ارسال ہے۔ غاز
اعظم اس قسط کے ساتھ سات کروڑ مسلمانوں کی دعائیں اور التجائیں شامل ہیں۔ اس قسط
جہاں ہندوستان کے متمول افراد کی نذریں ہیں وہاں ان غریب اور بدنصیب مسلمان مردوں ا
عورتوں کے چندے بھی ہیں جن کو دو وقت پیٹ بھر کر روٹی میسر نہیں ہوتی۔۔

ہم یقین دلاتے ہیں کہ جس وقت تک سلطنت ٹرکی ان دغا باز یونانیوں سے برسر
پیکار ہے۔ خواہ اس کی حمایت پر برطانیہ ہو یا فرانس ہم ہر قسم کی اعانت اور خدمت کیواسطے
تیار ہیں۔ کہ اسلام کا سر بلند ہو اور دغا باز یونانی ہزیمت اٹھائیں۔

میں تمام مسلمانان ہند کی طرف سے بصد ادب یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ ان بہادران
اسلام کی خدمت میں جو اس خونریز معرکہ میں سامنے آئے اور فتح حاصل کی دلی مبارکباد پیش
کر دیجئے۔ اور یقین دلا دیجئے ہندوستان کے مسلمان ہر اس خدمت کے واسطے جو ان
کے امکان میں ہے بسر و چشم حاضر ہیں۔

کل کے جلسہ میں جو بمقام بمبئی تمام ہندوستان کے مسلمانوں کی طرف سے منعقد ہوا
اور جس میں اطراف و جوانب کے نمائندے موجود تھے جس جوش و خروش سے مسلمانوں نے
اس صدائے فتح پر لبیک کی ہیں اس کو بیان نہیں کر سکتا۔ اور دعا کرتا ہوں کہ خدا ذوالکرم

رعایت برحال میں آپ کے اور آپ کے فاتح لشکر کے ساتھ ہو۔ اور آپ دشمن کا سر کچلنے میں ہر طرح کامیاب ہوں ۔ پریزیڈینٹ خلاف ہندوستان

(۲۱)

آخر اس کی کوئی وجہ تو ضرور ہوگی ؟

کرزن ۔ اس کے سوا کوئی وجہ نہیں کہ بالشویک نے مدد دی ۔

لائڈ جارج ۔ یہ ہی سہی مگر یونانیوں کے پاس کیا نہ تھا ؟

موسیو ۔ ہمت ۔

لائڈ جارج ۔ پھر جنگ کی کیا ضرورت تھی ۔

کرزن ۔ حماقت ۔

موسیو ۔ نے ناک کاٹ دی ۔

کرزن ۔ دنیا میں رسوا کیا ۔

لائڈ جارج ۔ ہماری مدد کا حال سب کو معلوم ہوگیا ۔

کرزن ۔ اس لئے شکست ہم کو ہوئی ۔

موسیو ۔ لیکن شکست اتحادیوں کی ہے ۔

کرزن ۔ یہ شبہ ہی نہ تھا ۔

لائڈ جارج ۔ منکلوس کا تار ہے کہ ہم کل انگورہ میں داخل ہونگے ۔

کرزن ۔ ترک پیچھے ہٹ رہے تھے ۔

لائڈ جارج ۔ لاکھ پیچھے ہٹ رہے ہوں ۔

کرزن ۔ اب کیا ہو سکتا ہے ؟

لائڈ جارج ۔ کچھ نہیں !

موسیو ۔ ایک دفعہ پوری طاقت سے کام لینا چاہئے ۔

کرزن۔ اب کیا طاقت کم تھی۔
لائڈ جارج۔ کوشش تو کرنی چاہئے۔
کرزن۔ نتیجہ ظاہر ہے۔
لائڈ جارج۔ کیا؟
کرزن۔ یونان کی شکست۔
موسیو ۔ اب جو کچھ ہُوا وہ اس سے زیادہ نہ تھا خواب تھا۔
کرزن۔ درست ہے۔
لائڈ جارج۔ پھر کیا کرتے؟
کرزن۔ کچھ نہیں۔
لائڈ جارج۔ ترک اب قیامت بپا کردیں گے۔
کرزن۔ وہ جو کچھ کریں تھوڑا ہے۔
لائڈ جارج۔ اُس کا دم خم توڑنا چاہئے۔
کرزن۔ وہ کس طرح؟
موسیو ۔ پھر کوشش ہو۔
کرزن۔ مگر کون کرے۔
لائڈ جارج۔ اتحادی۔
کرزن۔ اب بھی تو اُن کی کوشش تھی۔
لائڈ جارج۔ سامان جو گیا وہ پورا ہو۔ فوج ترکوں سے دُگنی ہو۔
کرزن۔ صرف یہ ہی ہو سکتا ہے۔
موسیو براںڈ۔ یونان سے پھر کچھ نہ ہوگا۔
کرزن۔ یہ غلط ہے۔

لائڈ جارج - ہاں غلط ہے۔
کرزن - بس تو اچھی بات ہے۔

(۲۴)

نسیم بے - اس کے سوا کوئی صورت نہیں کہ قسطنطنیہ میں مارشل لا جاری کیجئے
ہیرنگٹن - حالات کے اعتبار سے مناسب نہیں ہے۔
نسیم بے - ابتری اور زیادہ ہوگی۔
ہیرنگٹن - اس وقت مارشل لا مناسب نہیں۔
نسیم بے - یہ کمبخت ترک کسی طرح قبضہ میں نہ آئیں گے۔
ہیرنگٹن - اس طرح تو اور فساد ہوگا۔
نسیم بے - تو آپ نے کیا تدبیر سوچی؟
ہیرنگٹن - انگورہ سے نامہ و پیام ہو رہا ہے۔
نسیم بے - انگورہ سے؟
ہیرنگٹن - ہاں۔
نسیم بے - مصطفیٰ کی سرداری کو آپ نے تسلیم کرلیا۔
ہیرنگٹن - مصلحت ہی ہے۔
نسیم بے - بس - تو ہمارا خاتمہ سمجھئے۔
ہیرنگٹن - کیوں؟
نسیم بے - وہ پوری جماعت ہماری دشمن ہے۔
ہیرنگٹن - ہو۔
نسیم بے - پھر ہم کہاں رہیں گے؟
ہیرنگٹن - آپ قسطنطنیہ میں رہنا نہیں چاہئے۔

نسیم بے۔ اگر اتحادیوں کا قبضہ نہ ہوا تو ہرگز نہیں۔
ہیرنگٹن۔ قسطنطنیہ ہم کو چھوڑنا پڑے گا۔
نسیم بے۔ پہلے تو آپ کا یہ حال نہ تھا۔
ہیرنگٹن۔ اب واقعات نے ایسی ہی صورت اختیار کی۔
نسیم بے۔ میرا خیال ہے کہ آپ کمال سے ڈر گئے۔
ہیرنگٹن۔ اگر ایسا ہو تو آپ کو خوش ہونا چاہئے۔
نسیم بے۔ یہ کیوں؟
ہیرنگٹن۔ اس لئے کہ آپ بھی ترک ہیں۔
نسیم بے۔ مگر میں تو غدار تسلیم کیا گیا ہوں۔
ہیرنگٹن۔ تو اب آپ کی کیا خواہش ہے۔ کہ قسطنطنیہ کا کیا ہو؟
نسیم بے۔ قسطنطنیہ اتحادیوں کے قبضہ میں رہے۔
ہیرنگٹن۔ آپ کی یہ خواہش کس قدر افسوس ناک ہے۔
نسیم بے۔ کیونکہ میں اتحادیوں کے ساتھ ہوں۔
ہیرنگٹن۔ جب آپ وطن سے قوم سے مذہب سے مخلص نہیں تو............
نسیم بے۔ تو کیا؟
ہیرنگٹن۔ اتحادی آپ پر بھروسہ..................
نسیم بے۔ آپ صاف کہئے۔
ہیرنگٹن۔ کہہ رہا ہوں۔
نسیم بے۔ بھروسہ کیا؟
ہیرنگٹن۔ بھروسہ نہیں کر سکتے۔
نسیم بے۔ یہ آپ اب کہہ رہے ہیں جب میں اور داماد فرید تباہ ہو گئے۔

ہیرنگٹن ۔ آپ کب تباہ ہو گئے ۔

بے ۔ قوم ہماری جان کی دشمن ہے ۔

ہیرنگٹن ۔ آپ نے کیا کیا ؟

بے ۔ اتحادیوں کا ساتھ دیا ۔

ہیرنگٹن ۔ کس طرح ؟

بے ۔ صلحنامہ پر دستخط کر دیئے ۔

ہیرنگٹن ۔ اُس وقت اور کیا ہو سکتا تھا ؟

بے ۔ جو اس وقت ہو سکتا ہے ۔

ہیرنگٹن ۔ اِس وقت آپ اپنی قوم سے مصالحت کر سکتے ہیں ۔

بے ۔ قوم تو ہم کو کچا کھا جائے گی ۔

ہیرنگٹن ۔ اور یہہ غلط ہوگا ۔

بے ۔ افسوس ہم کو اتحادیوں نے کسی طرف کا نہ رکھا ۔

ہیرنگٹن ۔ اتحادی آپ کا ساتھ دینے کو موجود ہیں ۔

بے ۔ یہ ہی ہم چاہتے ہیں ۔

ہیرنگٹن ۔ کس طرح ؟

بے ۔ ہم کو یہاں سے نکالدیجئے ۔

ہیرنگٹن ۔ بہت خوشی سے ۔

بے ۔ اور ہمارے گذارے کا بندوبست کر دیجئے ۔

ہیرنگٹن ۔ یہ بھی سہی ۔

بے ۔ تو کیا قسطنطنیہ کو آپ نے چھوڑ دیا ۔

ہیرنگٹن ۔ ہاں ۔ حالات ایسے ہیں ۔

نسیم بے ۔ مصطفیٰ کی فتوحات نے آپ کے خیالات میں تغیر کیا ۔
ہیرنگٹن ۔ قسطنطنیہ پر ہمارا مستقل قبضہ کا ارادہ کبھی نہ تھا ۔
نسیم بے ۔ افسوس! ہم کو اس کا علم نہ ہوا ۔
ہیرنگٹن ۔ آپ کو کیا علم ہوا ۔
نسیم بے ۔ یہ کہ قسطنطنیہ اتحادیوں کے پاس رہیگا ورنہ ......
ہیرنگٹن ۔ ورنہ کیا ۔
نسیم بے ۔ ہم نے جو کیا وہ نہ کرتے ۔
ہیرنگٹن ۔ آپ نے کیا کیا؟
نسیم بے ۔ غدار بنے ۔
ہیرنگٹن ۔ تو کیا اتحادی آپ کی وجہ سے قسطنطنیہ پر قابض ہیں ۔
نسیم بے ۔ نہیں ۔
ہیرنگٹن ۔ پھر کیا؟
نسیم بے ۔ ہم تباہ ہو گئے ۔
ہیرنگٹن ۔ اس میں اتحادیوں کا کیا قصور ہے ۔
نسیم بے ۔ ہم کو دھوکا ہوا ۔
ہیرنگٹن ۔ وہ آپ کی عقل ہے ۔ آپ اس کے ذمہ دار ہیں ۔
نسیم بے ۔ اب آپ ہمارا انتظام کر دیجئے ۔ اور فوراً ہماری جماعت کو کسی امن کی جگہ پر پہنچا دیجئے ۔
ہیرنگٹن ۔ بہت اچھا ۔

(۲۵)

ہماری بابت عام طور پر مشہور ہے ۔ کہ ہم نے شرائط صلح میں ترکوں کو بہت نقصان

پہنچایا لیکن لوگ اب کہہ رہے ہیں۔ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ ہم نے جرمنی کے ساتھ کیا رعایت کی اگر ہم اس جنگ میں ناکام ہوجاتے تو کیا جرمنی اور ترک کسی قسم کی رعایت کے واسطے تیار تھے۔ اور ہم اُن سے توقع کرسکتے تھے کہ وہ ہماری آسایش و عزت کو ملحوظ رکھتے ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر ہم نے ترکوں کے ساتھ کیا زیادتی کی۔ ہم نے جو کچھ کیا جائز کیا اور چونکہ ہمارا فرض ہر کمزور کی مدد کرنا ہے۔ اس لئے ہم نے جو کچھ کیا ہم علی الاعلان کہتے ہیں۔ کہ جائز کیا۔ درست کیا۔ بجا کیا

موسیو برانڈ۔ میں اس خیال سے بالکل متفق ہوں تم نے جو کچھ کیا درست کیا اور یقیناً ہم نے ترکوں کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی۔ یہ ترکوں کی زیادتی ہے۔ کہ وہ ہمارے جائز فیصلہ کو ناجائز سمجھ رہے ہیں ترک اگر یہ چاہیں کہ وہ کمزور لوگوں پر جبر تعدی کی حکومت کریں اور اُس پر ہر قسم کے ظلم توڑیں۔ تو یورپ اس کو جائز نہیں سمجھ سکتا۔ اور جب تک یورپ کے دم میں دم ہے۔ یورپ ترکوں کی کوئی زیادتی روا نہ رکھیگا۔

کرزن۔ ہم نے اب تک جو کچھ کیا سیلف ڈیٹرمنیشن یعنی حق انتخاب حکومت کے تحت میں کیا ہے۔ اور یہ ہونا چاہیئے تھا۔ اس کی ترتی ہرگز ہرگز کوئی عداوت یا ظلم نہیں ہے مگر یہ تعجب ہے کہ تمام دنیا کے مسلمان معاہدہ شورے کو ظلم سے تعبیر کر رہے ہیں۔ اور وہ ایک دم کے واسطے بھی اس پر غور نہیں کرتے کہ آخر ہم نے جرمنی اور آسٹریلیا کے ساتھ کیا کیا؟ ہم نے جو علاقے ان سے لے کر دوسروں کو دیئے وہ ہرگز ظلم نہیں ہے۔ ترک ان پر حکومت قائم نہیں رکھ سکتے تھے۔ اور جب تک انکی حکومت قائم رہی ظلم و ستم کا بازار گرم رہا۔ کیونکہ کثرت غیر اقوام کی تھی۔ اور جب تک کوئی قوم مذہب کے اس درجہ کو نہ پہنچ جائے کہ وہ غیر اقوام کی ہر ضرورت کا خواہ وہ مذہبی ہو یا سیاسی پوری طرح احساس کرسکے یقیناً وہ حکومت کی اہل نہیں۔

کیا ہم نے عرب کی اور ترکوں کی باہمی خانہ جنگیوں اور اس تعلق کو جس نے ایکدوسرے

کو جان کا دشمن بنا دیا تھا بلحوظ رکھکر علیحدہ علیحدہ حکومت قائم کردی تو یہ ظلم ہے ترکوں کو کیا
تھا کہ وہ بدوؤں اور عربوں کو ہمیشہ کے واسطے اپنا غلام بنائے رکھتے۔ اقوام ارض عرب
اس فیصلہ پر ہمارے ممنون ہیں۔ اور عرصہ سے اس آزادی کے متمنی جو آج یورپ کی
سے اُن کو عطا ہوئی۔ مسلمانوں کے ناجائز مطالبہ کو عقل سلیم ہرگز تسلیم نہیں کرسکتی۔ ہم۔
عرب کو بالکل آزاد کردیا اور وہ ترکوں کے پنجہ سے رہائی پاگیا اُن کو آج سے نہیں ہمیشہ
سے ترکوں کے مظالم کی شکایت تھی۔ اور دُنیا جانتی ہے۔ کہ ترکوں نے عربوں کو بہت
پریشان کر رکھا تھا۔ عرب ہم سے ایک دفعہ نہیں بارہا فریادی ہوا اور خواہش کی ہم اُس
آزادی دلوائیں۔ اب رہا عراق عرب کا سوال اس پر قبضہ سے ہمارا مقصد اس
سوا کچھ نہیں کہ اُن کو حکومت کے اُصول سکھائیں۔ اور طریقہ بتائیں جس وقت وہ
حاصل کرلیں گے عراق عرب بالکل آزاد ہے۔ ہمارا اُن سے کوئی واسطہ نہیں وہ
مختاری حکومت کریں گے۔ اگر شام کے متعلق کوئی اعتراض ہے تو اس کا جواب ظا
ہے کہ صرف اس لئے شام فرانس کو دیا گیا کہ اس میں تہذیب کی اہلیت ملک کے ح
سے زیادہ ہے۔ اور وہ حق رکھتا ہے کہ اس کو تہذیب و تمدن کے اُصول سکھائے جا
ہم کو پورا یقین ہے۔ کہ جب وہ اس دولت سے مالا مال ہوا وہ بالکل آزاد ہوگا۔
ہمیشہ فرانس کا ممنون رہیگا۔ اس چند ہی روز میں وہاں بہت سی نئی باتیں یورپ کی
داخل ہوگئی ہیں۔ اور تیلی جہالت کے تنزلی رفتار اگر ایسی ہی ہے تو بہت جلد د
دیکھ لیگی کہ شام کیا سے کیا ہوگیا۔

موسیو برانڈ۔ بہت ٹھیک! بہت ٹھیک!! بہت ٹھیک!!!

کرزن فلسطین کی بابت مسلمانوں کو اعتراض ہے مگر یہ کس قدر ظلم کی بات ہے
بدنصیب یہودیوں پر ترک حکومت کریں۔ جو رحم و اخلاص سے قطعاً نا آشنا ہیں فلسطین
علیحدہ کرنے میں ہم کو کیا فائدہ پہنچا۔ اگر یہودی آزاد نہ ہوئے تو ہم کو کیا ہمارا مقصد انسا

ہمدردی ہے اور ہم اس کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتے۔ آج فلسطین میں جا کر دیکھو یہودی باغ باغ نظر آئیگا فقط اس واسطے کہ اُس نے ظلم سے رہائی پائی۔ یہ ہی کیفیت ارمینیا کی ہے کہ دن رات کے جھگڑے سنتے سنتے کان پک گئے کبھی یہ سنتے ہیں کہ ترکوں نے جہاز بھر کر ارمینوں اڑا دئیے کبھی یہ سنتے ہیں۔ ارمینوں نے ترکوں کا قتل عام کر دیا۔ اب وہ تو بالکل الگ ہیں نہ اُن سے اُن کو واسطہ اِن سے اُن کو۔

موسیو برانڈ۔ میرے معزز دوست لارڈ کرزن نے اپنی تقریر میں جو کچھ کہا وہ حرف بحرف درست ہے۔ اور اس قدر نقصان کے بعد جو ترکوں کو ہوا اور جس کو وہ نقصان سمجھ رہے ہیں۔ حالانکہ بالآخر ضرور اُن کے واسطے مفید ہوگا۔ کہ وہ اپنی تھوڑی سی حکومت پر اطمینان سے زندگی بسر کر سکیں گے) اِن کا بددل ہونا اور افسردہ خاطر ہو جانا یقینی ہے۔ نہ صرف ترک بلکہ تمام دُنیا کے مُسلمان اِن فیصلوں کو جائز نہیں سمجھتے اور اُن کا یہ خیال اس وجہ سے ایک خاص حد تک درست ہے۔ کہ وہ موقعہ موجود نہیں۔ یہاں کے حالات سے بے خبر ہیں نیز وہ محصور ہیں۔ لیکن ایک خاص بات جو میں کہنی چاہتا ہوں وہ یہ ہے کمال کی فتح جو اس وقت ہوئی ترکوں کی شجاعت کا ثبوت ضرور ہے۔ مگر کیا کوئی معقول آدمی یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ بغیر سامان حرب کے ترک یونان پر جہاں سامان حرب کی مطلق کمی نہیں کسی طرح بھی فتح پا سکتے تھے۔ ظاہر ہے کہ ترکوں کے ساتھ بالشویکوں کی مدد کس وجہ سے ہے یہ بھی ظاہر ہے کہ بالشویکوں کو ترکوں سے کوئی خاص ہمدردی نہیں ہے وہ کسی نہ کسی بہانہ سے یہ چاہتے ہیں کہ اتحادیوں میں سے کسی ایک سے برسر پیکار رہوں۔ اور مجھ کو اچھی طرح سے معلوم ہے۔ کہ یہ فیصلہ انکا اٹل ہے۔ اور جنگ کی پوری تیاریاں کر رہے ہیں۔ ترکوں کو اس سے بہتر موقعہ کیا مل سکتا ہے۔ اُن کے پاس جس چیز کی کمی ہوگی وہ بالشویک پوری کریں گے۔ اور اُن کو مقابلہ کے واسطے آمادہ کرینگے۔ ترک جو اپنی تازہ فتوحات کے نشہ میں مست ہیں۔ وہ اتحادیوں کی پرواہ نہ کریں گے۔ اُن کے رویّہ سے

معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہر قسم کی جنگ کے واسطے تیار ہیں۔ اور اُن کو اپنی فتح کا یقین ہے۔
اس حالت میں ترکوں سے بگاڑنا یہ معنی رکھتا ہے۔ کہ اتحادی از سرِ نو جنگ میں شریک ہوں
اور سرزمین یورپ پر ایک اور قیامت خیز آگ کا شعلہ بھڑکے۔

کرزن۔ میں اپنے محترم دوست کی اس مدبرانہ تقریر سے متفق ہوں۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ
میرے معزز دوست موسیو برانڈ نے واقعات کو بہت اچھی طرح سمجھ لیا۔ اور وہ جو رائے رکھتے
ہیں سونے میں تولنے کے قابل ہے۔

موسیو برانڈ۔ اس آگ کو فرو کرنے کے واسطے اور یورپ کی سرزمین کو اس جنگ
سے محفوظ کرنے کا بہترین موقعہ یہ ہے کہ ترکوں کو ٹھنڈا کیا جائے۔ اور معاملہ کے طے کرنے
میں کافی وقت صرف کر دینا چاہئے۔ اس عرصہ میں کچھ تو ترکوں کا جوش ٹھنڈا ہوگا۔ اور
کچھ ممکن ہے وہ نوہیں اختلافِ رائے کی وجہ سے کوئی نقص پیدا ہو جائے۔

کرزن۔ اصل یہ ہے کہ اب ہم کو یونان کے ساتھ کوئی خاص ہمدردی نہیں فلسطین
کی واپسی نے جو درحقیقت جرمن کا دوست ہے۔ یونان کی ہمدردی کھو دی۔ تاہم ترکوں
کے مقابلہ میں وہ اعانت کا مستحق ضرور ہے۔ اور سب کا میرے معزز دوست نے بیان کیا
اس وقت ترک نہایت جوش سے میدان میں نہ آئیں گے۔ اور یہ لڑائی اس واسطے کہ
بالشویک اُن کے ساتھ ہیں ایک خونریز جنگ ہوگی جس سے بچنے کی ہم کو ضرور کوشش
کرنی چاہئے۔ اور اس وقت جو ترکوں کا مقابلہ ہے۔ کہ معاہدہ شورے پر نظر ثانی کی جائے
وہ منظور کر لینا چاہئے۔ اور ایک کانفرنس کے ذریعہ سے اس کو طے کرنا مناسب ہوگا۔

موسیو برانڈ۔ اس میں کیا ہوگا یہ تو ہم جانتے ہیں۔ مگر ممکن ہے اس عرصہ میں کوئی
صورت پیدا ہو جائے۔ اور ترک کمزور ہو جائیں۔ کیونکہ انکی موجودہ حالت پائدار نہیں۔ بہت
ممکن ہے کہ وہ سمرنا پر حملہ کریں۔ اور اس حملہ میں اُن کو شکست ہو۔ ان تمام باتوں کو مدِ نظر
رکھکر یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ معاہدہ شورے پر نظر ثانی کا مطالبہ منظور کیا جائے ہیں

اس سلسلہ میں یہ ہی کہونگا۔ کہ جہاں تک مجھ کو فرانس کی عام رائے کا علم ہوا اور جہاں تک میں نے فرانس کے اخبارات کا مطالعہ کیا فرانس اس معاہدہ کو درست تسلیم نہیں کرتا۔ اور ہم اسطرح ایک بہت بڑی بات حاصل کر سکتے ہیں۔

کرزن ۔ میں متفق ہوں اور مجھ کو زیادہ تر اس معاملہ میں یہ خیال بھی ہے۔ کہ یونان کے ساتھ ہم نے جو کچھ کیا وہ اُس کا مستحق نہ ٹھیرا اُس نے ہم کو دھوکا دیا اور اینرلاس کے ساتھ بدعہدی کی قسطنطین کا واپس بلا لینا یقیناً یونان کی زبردست غلطی ہے۔ اس کانفرنس سے نہ صرف یونان کی قلعی کھل جائے گی۔ بلکہ بالشویکوں کی طاقت کو بھی نقصان پہنچیگا

موسیو برانڈ ممکن ہے یہ خیالات درست ہوں۔ جن سے میں اس وقت اتفاق نہیں کرسکتا لیکن میرے سامنے صرف فرانس کی وہ تمام آبادی ہے۔ جو اس معاہدہ کو منصفانہ فیصلہ نہیں سمجھتی۔

کرزن ۔ بحث نتیجہ سے ہے۔

موسیو برانڈ ۔ یہ ہی نہ کہ معاہدہ شورلی کی نظرثانی۔

کرزن ۔ ہاں۔

موسیو برانڈ ۔ وہ طے ہوچکا۔

کرزن ۔ کانفرنس کہاں منعقد ہو۔

موسیو برانڈ ۔ یہ بعد میں طے ہوگا۔

کرزن ۔ اچھی بات ہے۔

(۲۶)

بروصہ سکاریہ دوانہ پر جو شجاعت ہم نے دکھائی اور جس طرح دشمن کو پسپا کیا وہ دُنیا کو ہمیشہ یاد رہیگا۔ ہم نے انتخابیوں پر نہیں دُنیا پر ثابت کردیا کہ ترک حلوائے بے دود نہیں اُن میں ابھی بزرگوں کی شان اور اسلام کی آن باقی ہے۔

رفعت پاشا۔ غازی اعظم! وہ وقت نہایت نازک تھا جب شعار یہ ہماری آنکھوں کے سامنے تھا۔ دریا کی موجیں آسمان سے باتیں کر رہی تھیں۔ اور خوفناک طلاطم چاروں طرف بپا تھا۔ وہ دریا نہ تھا ایک خطرناک پنجۂ موت ہاتھ پھیلائے اپنے .... کر بہادران اسلام کلمۂ توحید پڑھ کر دریا کو عبور کرنے اُٹھے۔ وہ کیسی گھڑی تھی اور ...... اس وقت اُن بہادروں کے دلوں پر کیا گذر رہی تھی۔ خدا بہتر جانتا ہے اُنھوں نے دُنیا کی مہر محبت کو فراموش کیا اور اپنی پیاری جانیں اپنے مقدس مذہب اور قوم و ملت پر قربان کیں۔ اُن کے بڑھے ہوئے دل۔ اُن کی بلند ہمتیں دریا کی خوفناک صورت سے ہار نہ سکی یہاں تک کہ دشمن کی بوٹیاں چبالیں۔

غازی اعظم۔ اُن کی شجاعت میری آنکھ کے سامنے ہے۔ اُن کی قربانیاں میرے دل پر نقش کالحجر ہیں۔ اُنھوں نے وہی کیا جو اُن سے اُمید تھی۔ اُنھوں نے اپنے آباؤ اجداد کا نام زندہ کر دیا۔ اور یہ اُن ہی کا دم تھا کہ اتحادیوں میں کھلبلی مچ گئی۔

فتحی بے۔ دشمن کے پاس سامان حرب اور فوج کی تعداد کم نہ تھی۔ اور بہ ظاہر ہمارے پاس کوئی چیز اس سے زیادہ نہ تھی لیکن جو خون ہماری رگوں میں دوڑ رہا تھا۔ وہ اپنا رنگ دکھا گیا۔ اور اب دشمن کو اور صرف یونان ہی نہیں اتحادیوں کو ہماری طاقت کا اچھی طرح علم ہو گیا۔ آج میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ تھریس اور سمرنا کیا اگر ہماری راہ میں کوئی حائل نہ ہو تو ہم قسطنطنیہ میں جا کر دم لیں گے۔

صیغہ فوج۔ لاریب۔ لاریب۔ لاریب!

غازی اعظم۔ بہادران اسلام تمہاری شجاعت و ہمت سے مجھے یہی امید ہے ابھی دشمن کا دماغ درست نہیں ہوا ہے۔ اور اس شکست کو وہ شکست اتفاقی سمجھ رہا ہے اور اب وہ اپنی پوری طاقت تھریس اور سمرنا پر صرف کرے گا۔ مگر مجھے اے شجاعان اسلام تمہاری ہمت سے پوری اُمید ہے کہ تم اُس وقت تک دم نہ لو گے۔ جب تک اسلا

جھنڈا تھویں اور سمرنا میں نہ گاڑ لو۔
متفقہ فوج۔ یقیناً انشاءاللہ۔ یقیناً انشاءاللہ۔
رفعت پاشا۔ انشاءاللہ۔ انشاءاللہ۔ انشاءاللہ۔

(۲۷)

میرے خیال میں مشرقی سمت ذرا کمزور ہے۔ اگر دو دستے ادھر روانہ کئے جائیں تو زیادہ مناسب ہوگا۔
منگلوس۔ وزارت جنگ نے جنرل سیبوفس کو خواہ مخواہ بھیجنے کی تکلیف گوارا کی۔ اس میں شک نہیں اس کا تجربہ بہت وسیع ہے۔ اور اُس کی عمر جنگ ہی میں گذری اور بڑے بڑے معرکے سر کئے ہیں لیکن ایک نہیں ہزار سیبوفس آجائیں۔ اس سے بہتر نقشہ اور نہیں ہو سکتا۔ لو وہ آ گیا۔
سیبوفس۔ منگلوس دوسرا خط جنگ درست نہیں۔ انتظام ایسا کرو کہ تم گولہ کی زد میں نہ رہو۔ اور تمہارا گولہ بالکل وسط میں جا کر پڑے۔ اس لئے دوسرے ڈویژن کا وسطی حصہ بنا کر جنوب مشرق کی طرف لے جاؤ۔ پہلے دستہ کی کمان ہوملیٹ کے پاس ہے۔ وہی آگے بڑھیگا۔ ہاں انتظام سب خیال رکھو کہ ایکسٹرا فوج جس طرف مدد کو روانہ ہو اُس کی جگہ خالی حصہ پُر کرے۔
منگلوس۔ بہت درست لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ ترک خندقوں میں زیادہ نہیں ٹھیرتے بروصہ میں بھی اُنھوں نے خندقوں میں بہت کم قیام کیا۔ اور اس لئے اگر مناسب ہو تو پہلے ہوائی جہازوں سے کام لیا جائے۔ تو بہتر ہے۔
سیبوفس۔ کیا اُن کی تمام فوج آ گئی؟
منگلوس۔ ہاں۔ میرا خیال ہے۔
سیبوفس۔ ہوائی جہاز اُن کے پاس بھی ہیں؟

منگلوس - بروصہ پر اُن کے چار ہوائی جہاز اُڑ رہے تھے - مگر انہوں نے جہازوں سے مطلق کام نہیں لیا - صرف دیکھ بھال کے واسطے رکھے - حالانکہ ہم میدان میں تھے - اور جہاز ہمارے سروں پر - لیکن ایک بھی بم نہیں گرا - البتہ انگورہ میں دو بم ضرور ایک ہوائی جہاز نے گرائے -

سیبوفس - ممکن ہے اُن کے پاس نہ ہوں -

منگلوس - یہ قیاس میں نہیں آسکتا جب ہوائی جہاز اُن کے پاس موجود ہیں تو بم کس طرح نہ ہونگے - اُن کے پاس سامانِ حرب کسی طرح ہم سے کم نہیں - یہ خیال مغالطہ میں ڈالنے والا ہے - اور ایسے یقین نقصان پہنچا دیا کرتے ہیں - مجھے پہلے ہی معلوم تھا کہ ترکوں کے پاس چار ہوائی جہاز ہیں - اب تم کہتے ہو بم نہیں - ممکن ہے اُنہوں نے قصداً بم نہ پھینکے ہوں - اور صرف دیکھ بھال کے لئے پرواز کی ہو -

سیبوفس - ترک ایسے شریف نہیں ہو سکتے - یہ خیال محض غلط ہے - وہ اور بم ہوتے اور نہ پھینکتے - خیر اس فضول بحث سے کچھ حاصل نہیں - اب تم نقشۂ جنگ پر غور کرو - دیکھو کیا غلطی کر رہے ہو - ادہر کا قبضہ پھر کمزور کیا - اور یہ بھی فرنٹ ہے - اوہ اوہ بالکل شکست ہے اور کھلی ہوئی -

منگلوس - آپ نے خط انفاغ کے نیچے غور نہیں کیا - یہ نصف ڈویژن گھات میں موجود ہے - کہ اگر ترک ادہر حملہ کریں تو ایک قدم نہ بڑھنے دے -

سیبوفس - اچھا - ہاں یہ بھی ٹھیک ہے - مگر ایک کام کرو - یہ کمزوری ایک جگہ رکھواؤ وہاں بھی اسی طرح کچھ فوج کمین میں رکھو - میرے خیال میں یہ دایاں بازو کمزور کردو -

منگلوس - مگر دو جگہ ایسی کمزوری دکھانے سے اندیشہ ہے کہ ترک جو بہت سیانے ہیں چوکنے ہو جائیں گے - اور ایسا نہ ہو کہ ادہر کا حال بھی بیکار ہو جائے اور یہ "تدبیر" بے سود ہو جائے -

سیوفس۔ ہاں یہ خیال بھی صحیح ہے۔
منگلوس۔ (دوربین سے) دیکھئے وہ برابر حملہ کی تیاں کر رہے ہیں۔ اور عنقریب حملہ کرنا چاہتے ہیں۔
سیوفس۔ چلو۔ تو موقعہ پر چلو۔
منگلوس۔ ہاں۔ یہ بھی مناسب ہے۔
سیوفس۔ کرنل وہوفی پہنچ گیا۔
منگلوس۔ وہ تیار ہے۔
سیوفس۔ بہت اچھا۔

(۲۸)

عصمت پاشا! وہ راز اب تک میری سمجھ میں نہیں آیا خواب تھا یا عالم بیداری؟
عصمت پاشا۔ غازی اعظم! جب آپ فرماتے ہیں کہ میں نے انگوٹھی ہشیار ہو کر اپنے ہاتھ میں دیکھی۔ اور شام کو نہ تھی۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ گر گئی یا کیا ہؤا تو ضرور وہ عالم بیداری تھا۔ بہرحال وہ آپ کی انگلی میں ڈھیلی تھی گر گئی۔
مصطفےٰ کمال۔ میں اس روز اس قدر مصروف رہا کہ یہہ واقعہ مجھے شام کو یاد آیا اور اس وقت میں نے دیکھا تو وہ انگوٹھی نہ تھی۔ افسوس تو یہ ہے کہ اسی وقت بروصہ کا داخلہ ہؤا۔ اور میں وہ سوال بھی بھول گیا۔ کہ کیا ہؤا۔ لیکن میں نے عالم بیداری میں اس کے الفاظ پڑھے ہیں۔ اور یقیناً عالم خواب نہ تھا۔
عصمت پاشا۔ تو اب سوال یہ ہے کہ ملکہ کون کونسٹ کا داخلہ ہؤا کس طرح اور عورت نے اتنی بڑی ہمت تن تنہا بغیر کسی ہمراہی کے کیونکر کی۔
مصطفےٰ کمال۔ یہی معاملہ میری سمجھ میں نہیں آتا۔
عصمت پاشا۔ مگر ایک بات اور ہے اسی رات کی رپورٹ ہے کہ ایک ہوائی جہ

کی آواز ہمارے لشکر میں سنائی دی جس میں بالکل اندھیرا تھا۔

مصطفےٰ کمال۔ یہ تو مجھے معلوم ہے اور اُس کے ساتھ یہ بھی کہ سرچ لائٹ سے اُس جہاز نے کچھ دیکھا بھی تھا۔

عصمت پاشا۔ لیکن اس طرح تو دشمن کا اُترآنا بھی ممکن تھا۔ ہماری فوج قابل الزام لیجئے رؤف پاشا آگئے یہ اس مسئلہ کو حل کریں گے۔ کیوں رؤف پاشا! یہ ملکہ کمان کونسٹ کا کیا معاملہ ہے۔

رؤف پاشا۔ راز کا

عصمت پاشا۔ فرمائیے۔ فرمائیے۔

مصطفیٰ کمال۔ ہاں بتائیے نہ۔

رؤف پاشا۔ غازی اعظم! واقعہ یہ ہے کہ رات کے اس حصہ میں جب بارش کم ہو چکی تھی۔ آسمان پر ایک ہوائی جہاز کی آواز سنائی دی۔ فوج اسی وقت تیار ہو گئی اور ایک جہاز فوراً پرواز کے واسطے تیار ہوا لیکن اس سے پہلے کہ ہمارا جہاز اوپر جاتا اُس جہاز نے جس میں اندھیرا گھُپ تھا روشنی کی اور امن کا جھنڈا دکھایا۔ ہم کو اس پر اعتبار نہ ہوا۔ اور ہم نے اپنا جہاز اوپر بھیج کر تلاشی لی۔ تو اُس میں ایک عورت کے جو خود جہاز کا تمام کام کر رہی تھی کچھ نہ تھا۔ یہ جہاز خیمہ عالی کے قریب اُترا اور وہ عورت اندر داخل ہوئی ہیں نہایت وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ وہ ملکہ کمان کونسٹ تھی۔ اگرچہ اوابِ شاہی کے خلاف تھا مگر میں نے خود تلاشی لی۔ تو سوا ایک رومال کے جو جیب میں تھا اور کرچ کے جو جسم پر تھے کچھ نہ تھا۔ میں نے اندر داخل ہونے کی اجازت دی تاہم میں دیکھتا رہا کہ وہ کیا کرتی ہے . . . .

غازی اعظم۔ ہاں۔ تو تم نے کیا دیکھا؟

رؤف پاشا . . . . . .

غازی اعظم۔ ہاں بیان کرو۔
رئوف پاشا۔ میں نے دیکھا کہ وہ عشق کی آگ میں بھبک رہی تھی۔ اُس نے جوتوں کو بوسہ دیا۔ تلوؤں سے آنکھیں ملیں اور انگلی میں انگوٹھی پہنا کر رومال منہ پر ڈالدیا۔
غازی اعظم۔ اس کے بعد۔
رئوف پاشا۔ اس کی واپسی کی حالت بھی ایسی ہی تھی۔
غازی اعظم۔ کیسی۔
رئوف پاشا۔ اُس نے چلتے وقت بھی وہی کیا جو آتے وقت کیا تھا۔
غازی اعظم۔ عصمت پاشا! اب کہو۔
رئوف پاشا۔ اب کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔
غازی اعظم۔ اچھا اور لیجئے۔
عصمت پاشا۔ وہ کیا؟
غازی اعظم۔ یہہ خط پڑھیے۔
رئوف پاشا۔ اوہو۔
عصمت پاشا۔ خط پڑھیے۔
غازی اعظم۔ اچھا۔
"تیغ کمالی کی فتوحات پر جو یونان کے برخلاف حاصل ہوئیں دلی مبارک باد قبول کیجئے"
"اگون کونسٹ"
رئوف پاشا۔ وہ مارا۔
عصمت پاشا۔ ماشاء اللہ۔ ماشاء اللہ۔
غازی اعظم۔ تم کو یہہ بھی معلوم ہے اس وقت تمام یورپ اُس کا دلدادہ ہے۔
رئوف پاشا۔ معلوم ہے۔

عصمت پاشا۔ تفصیل سے فرمائیے۔

رؤف پاشا۔ برطانیہ۔ فرانس۔ اٹلی تینوں شہزادے اُس کے فراق میں مر رہے ہیں۔

غازی اعظم۔ اور وہ انکار کر چکی ہے۔

عصمت پاشا۔ اچھا ہے۔

غازی اعظم۔ خدا کی دین۔

عصمت پاشا۔ بے شک۔

رؤف پاشا۔ لاریب۔

غازی اعظم۔ خدا کی قدرت ہے۔

(۲۹)

انگورہ کا وہ عالیشان زنانہ جلسہ جس کی اطلاع دنوں پہلے اخبارات میں مشتہر ہو گئی تھی اور جس کی شرکت کے واسطے دور دور سے معزز خواتین تشریف لائی تھیں آج منعقد ہونا ہے چونکہ خواتین کی تعداد توقع سے زیادہ ہو گئی اس واسطے جو مقام جلسہ کیواسطے تجویز کیا گیا تھا وہ بدلنا پڑا اور اسی وقت ایک دوسری عمارت جو انگورہ سے دو میل فاصلہ پر تھی جلسہ کے واسطے تجویز ہوئی۔ اس جلسہ میں چونکہ مردوں کے بیٹھنے کی مطلق گنجائش نہ تھی۔ اس لئے اُسی وقت اعلان کر دیا گیا کہ مرد شریک نہ ہوں۔ صدارت کے واسطے غازی اعظم کو منتخب کیا گیا۔ غریب مردوں کی شرکت اُڑا دی گئی۔ توفیقہ زوجہ خانم صدر جلسہ تجویز ہوئیں۔ سب سے پہلے فدائے ملت فاطمہ سعدیہ نے ایک پُر مغز اور مؤثر تقریر میں حاضرین جلسہ کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا۔ اور اُس کے بعد مختلف خواتین کی تقریریں حُب وطن اور جوش مذہب کے متعلق ہوئیں عین جس وقت جلسہ ہو رہا اور ترکی خواتین اپنی ترقی اور کامیابی کی تجویزوں میں مستغرق تھیں۔ غازی اعظم کی طرف سے ایک قاصد آیا اور اُس نے ایک پرچہ خالدہ ادیب خانم صدر جلسہ کے ہاتھ میں دیا خانم

نے یہ پرچہ جلسہ میں پڑھا جسکے الفاظ یہ تھے۔

"مسلم خواتین کا یہ جلسہ جو اپنے پاک مذہب اور پیارے وطن کی حمایت میں قرار پایا ہے حق رکھتا ہے کہ ہر عورت اس کی کامیابی کی متمنی ہو۔ اس اصول کے تحت ہیں میں ایک عورت ہونے کی حیثیت سے اپنی دلی آرزوئیں اور خواہشیں جو اس جلسہ کی کامیابی سے متعلق ہیں نہایت صداقت سے پیش کرتی ہوں"۔

(کون کونسٹ)

خالدہ ادیب خانم نے یہ پرچہ با آواز بلند پڑھا اور کہا ملکہ کون کونسٹ جو شاہ قسطنطین کی حقیقی بھانجی ہے اور اس وقت تمام یورپ میں اپنے حسن و قابلیت کے اعتبار سے ممتاز ہے۔ ان الفاظ میں ہمارے غازی اعظم کو جن کے صدر ہونے کی خبر دی گئی تھی اپنی مبارکباد پیش کرتی ہے۔ خوشی کی بات ہے کہ جہاں یورپ میں ترکوں کے جانی دشمن اور خون کے پیاسے موجود ہیں۔ وہاں ایسی سچی اور صادق عورتیں بھی موجود ہیں۔ جو ہمارے مقصد سے اپنی ہمدردی رکھتی ہیں۔ ملکہ کون کونسٹ معمولی عورت نہیں بہت بڑے پایہ کی شہزادی ہے۔ اور یہ وہ خاتون ہے جس کے آگے آج یورپ کی بڑی سے بڑی طاقتیں سرنگوں ہیں۔

میری محترم بہنوں ٹرکی کی بربادی آپ سب نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لی۔ ہمارے سب مقبوضات ایک ایک کرکے ہمارے ہاتھ سے نکل گئے۔ اور آپ نے اگر آنکھوں سے نہیں دیکھا تو کانوں سے ضرور سن لیا۔ کہ کس بیدردی اور سفاکی سے دشمن نے ہمارے گھروں میں قتل عام کیا۔ ذرا اس حالت کا اندازہ کیجئے کلیجہ کانپے گا۔ بدن تھرائیگا اور دل کے ٹکڑے اڑ جائیں گے۔ کہ ماؤں کی آنکھوں کے سامنے اُن کے پیارے بچے سنگینوں کی نوکوں پر اٹھائے گئے۔ بیویوں نے اپنی آنکھوں سے شوہروں کی لاشیں دیکھیں۔ گھر خاک سیاہ ہوئے اور وہ وقت آگیا کہ روئے زمین پر اُن کی پناہ

کے واسطے آسمان کے سوا کوئی سایہ نہ رہا۔ میرا کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ جب میں خیال کرتی ہوں کہ ان بیگناہ ہستیوں کی جو عورت کی صورت میں اپنی زندگی بسر کر رہی تھیں۔ ظالموں نے عصمت دری کی تم کو معلوم ہے آج وہ غیرتمند بیویاں کہاں ہیں انہوں نے اپنے چہرے پھر اس قابل نہ سمجھے کہ وہ وطن اور عزیزوں کو دکھا سکتیں۔ شعلوں نے اُن کی پردہ پوشی کی اور دریا کی لہریں اُن باحمیت بیویوں کو آغوش میں لئے ہوئے ہیں۔

اس قیامت خیز ظلم پر جس سے زیادہ مردود کوئی انسانی فعل نہیں ہو سکتا یورپ نے ہماری فریادوں پر کان نہ دھرا اور ڈھائے ہم پر ستم ٹوٹے اور ہر قسم کا ستم ہر قسم کا ظلم اور ہر قسم کا غضب جو کسی مذہب اور ملت میں آج تک جائز نہ تھا۔ ہمارے واسطے روا رکھا گیا۔ ہمارے مظالم کی آواز جو عرش کا کنگرہ ہلانے والی تھی اتحادیوں کے ایوان میں جس وقت پہنچی تو کرزن اور لائڈ جارج نے زور سے قہقہہ مارا کیا ہم کو یہ سوال کرنے کا حق حاصل ہے کہ اگر یہی کیفیت برطانیہ پر گذرتی اور اس قسم کی فریادیں دوسروں کے کان میں پہنچتیں اور ایسے قہقہے لگتے۔ تو اتحادی اُسے جائز سمجھتے۔ اور کہہ دیتے کہ لڑائی میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ ہمارے کلیجے اتحادیوں نے بھون دیئے۔ اور ہمارے ساتھ جو سلوک خود کیا اور دوسروں کو ترغیب دی کہ کریں۔ وہ اس دُنیا میں اپنی نظیر نہیں رکھتا اور نہ اُمید ہے کہ اس کا مثل ہو۔ مگر میری معزز بہنوں میں یہ سوال کرتی ہوں کہ ایسا کیوں ہوا؟ آپ کے پاس اس کا جواب سوا اس کے کچھ نہیں کہ یہ صرف اس لئے ہوا اور ہونا چاہیئے تھا۔ ہوا۔ جائز ہوا۔ درست ہوا۔ کہ ہم نے اپنے پاک مذہب کے احکام کو پس پشت ڈال دیا۔ ہمارے بہت سے وہ بچے پیدا ہوئے جو اسلام کے بدنام کرنے والے تھے۔ ہم اُن بچوں کی ماں بہنوں نے ملک سے غداری کی اور چند سکوں کے لالچ میں ملت فروش ہو گئے۔ یہ غلط نہیں ہے۔ دور نہ جاؤ اس وقت بھی دارا دشریہ پاشا کی واردات میرے دعوٰی کی کافی شہادت ہوگی۔ خدارا ذرا اپنی نظریں بلند کرو۔ تم کیا

ہو تم نے دنیا میں کیا کیا کام کئے۔ اور آج تاریخ تمہارے ناموں کو کس طرح مخاطب کر رہی ہے۔ میری محترم بہنوں تم خولہ ہو۔ تم فاطمہ ہو۔ تم عائشہ ہو۔ تم وہ ہو کہ جو کام مرد نہ کر سکتے تھے تم نے کئے۔ جہاں مردوں کے پر جلتے وہاں تم پہنچیں اور جن میدانوں میں دشمن کے تیر و تفنگ کی بارش ہو رہی تھی۔ وہاں تم نے اپنے سینے سپر کئے۔

تم نے یورپ کا اثر جو زہر کی طرح سرایت کرتا ہے قبول کیا۔ تمہارے ہوٹل تمہارے قہوہ خانے شراب کی بوتلوں سے معمور ہوئے۔ اور تمہاری نازک اندام بچیاں جو اپنی عصمت پر قربان ہونے والیاں تھیں علی الاعلان اور کھلے خزانے غیر مردوں سے گفتگو اور تفریح کو فخر سمجھنے لگیں۔

میرا یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ وہ مساجد جن میں تل دھرنے کی جگہ نہ رہتی تھی۔ جہاں مؤذن کی صدائے اللہ اکبر کشش مقناطیسی کا اثر رکھتی تھی۔ تمہاری آنکھوں کے سامنے ویران ہوئیں تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ تمہارے بچے عین اس وقت جب خدا کے گھروں سے صدائے توحید بلند ہوئی۔ شراب اور جوئے میں مصروف ہوئے مگر تمہارے کان پر جوں نہ چلی۔

بہنوں! تم نے دیکھ لیا کہ زنانہ مدارس جن پر تمہاری زندگیوں کا انحصار تھا۔ جہاں سے ایک سے ایک بہتر اور برتر ہستیاں پیدا ہوتی تھیں۔ تاراج ہو گئے لیکن مجھے معاف کرنا اگر میں کہوں کہ تمہارے دل پر چوٹ نہ لگی۔

میں اس وقت یہ کہنے کا حق رکھتی ہوں اور مجھے یقین ہے کہ میری سب بہنیں اس کہنے میں میری ہمنوا ہونگی کہ یہ تمام مصیبت ہماری لامذہبی نے ڈھائی۔ تعلیم نسوان جو اسلام کا جزو لاینفک تھی ہم سے غارت ہوئی اور جس قوم نے میدان جنگ کی دیویاں پیدا کی تھیں۔ اس کی عورتیں تلوار کی جھنکار اور کرچ کی چمک سے تھرانے لگیں۔

کبھی کسی مسلمان کو بحیثیت مسلمان کے اس واقعہ سے انکار ہو سکتا ہے۔ کہ

رُوس کی لڑائیوں میں عورتوں نے مردوں کے برابر حصّہ لیا۔ وہ میدانِ جنگ میں مقابلہ کے واسطے آئیں۔ اُنہوں نے ضرار جیسے بہادر کو چشم زدن میں ٹھیک بنا دیا حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زخم کی مرہم پٹی کیا میدانِ جنگ میں جناب سیدہ نے نہیں کی؟ کیا قادسیہ کے خونریز معرکوں میں عورتوں نے کام نہیں کیا؟ کیا مسلم عورتوں نے میدانِ جنگ میں مردوں کے دل اپنی تقریروں سے نہیں بڑھائے؟ یہ ایسے واقعات ہیں جن کا بطلان ناممکن ہے۔ مگر آج مجھ کو یہ کہتے ہوئے شرم آتی ہے اور اگر غیر مسلم دنیا مجھ کو جھوٹا سمجھے تو حق بجانب ہے۔ یہ آسمان زمین کا فرق کسی قوم میں کبھی نہیں ہوا۔ مسلم خاتونوں کی حالت میں جو تغیر ہوا ہے۔ یہ ایک جنبا ہے کیا کیفیت کہ عورتیں مردوں کے دوش بدوش کام کریں۔ یا یہ حالت کہ میدانِ جنگ تو در کنار علمی مجالس میں اس کا پتہ نہ ہو۔ یہ ہی وجہ ہے کہ اُن کی گود سے ایسے بچے پیدا ہوئے جو فخرِ قوم ہونے کی بجائے ننگِ قوم ہوئے۔

میری معزز بہنوں! تم کو معلوم ہے یا سلام کے واسطے کیسا نازک وقت ہے چاروں طرف سے دشمن نے تم کو نرغہ میں لے لیا۔ ایک نہیں ہر طاقت ہماری دشمن ہے۔ اور کوشش کر رہی ہے کہ ہم صفحۂ دُنیا سے نیست و نابود ہو جائیں۔ یہ وہ وقت ہے کہ ہر مسلمان ہر وہ شخص جو کلمہ توحید کا معترف ہے جان و مال سے دشمن کے مقابلہ کو اُٹھے اور دُنیا کو دکھا اور بتا دے کہ اسلام کیا چیز ہے۔ میں نے پہلے بھی کہا ہے اور اب پھر کہتی ہوں کہ ہم میں جب تک مذہب کی حقیقی روح نہ ہوگی ہم ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ذرا میری معزز بہنوں اس وقت کی نزاکت پر نظر ڈالو۔ اور غور کرو کہ یہ کیسا وقت ہے اسلام کے واسطے پاؤں تلے کی چیونٹی بھی دشمن ہے۔ مردوں نے اپنا فرض پورا کیا انہوں نے ملت پر اپنی جانیں اور مال قربان کر دیے۔ اور انگورہ کو دشمن کے ناپاک قدموں سے بچایا۔ بروصہ۔ سکاریہ پر انہوں نے جو ہمت و شجاعت دکھائی اُسی کا نتیجہ ہے کہ آج یورپ ترکوں کی [illegible]

مان گیا۔ مگر ہم بھی تو اُسی رسول عربی کے کلمہ گو ہیں جس پر آج ہمارے مرد نثار ہو رہے ہیں۔ اور یہ ہمارے جان نثار مردوں ہی کا طفیل ہے کہ ہم عزت و آبرو سے اپنے ملک میں بیٹھے اس وقت حکومت کر رہے ہیں بہنو! مجھے یہ کہنے کی اجازت دو۔ کہ ہمارے مرد ہمارے واسطے کیا کیا کر رہے ہیں۔ وہ ہمارے واسطے فکر معاش کریں کھیتی باڑی کریں زمین جوتیں۔ ہل چلائیں۔ ملازمت کریں۔ تجارت کریں اور جب فکر معاش سے فارغ ہوں۔ تو دریا سے کوئیں سے تالاب سے پانی کی مشکیں ہمارے اور ہمارے بچوں کے واسطے کندھوں پر ڈھو ڈھو کر لائیں۔ میلے کپڑوں کو دریا پر لے جا کر دھوئیں اور پھر ان سب کاموں کو کرنے کے بعد ملک کا انتظام کریں۔ کہ امن امان قائم رہے اور ان تمام مصیبتوں سے فراغت پا کر دشمن کا مقابلہ کریں۔ اور ہم ان تمام کاموں کے مقابلہ میں ہیں! نہ کہ جب ہمارے سامنے جنس آ گئی تو اُٹھ کر تھوڑا سا کھانا پکا دیا۔ کیا اس محنت و مشقت کے مقابلہ میں جو مردوں نے انجام دی ہمارا یہ کام کوئی وقعت رکھتا ہے۔ مجھے اب یہ کہنے میں تامل نہیں کہ ترکوں کی اس پستی کی وجہ عورتیں اور صرف عورتیں ہیں۔ محترم بہنو! کیا آپ کو معلوم ہے۔ جنگ یورپ میں عیسائی عورتوں نے کیا کیا۔ انہوں نے مردوں سے کم خدمات انجام نہیں دیں۔ مرد میدان جنگ میں گئے تو سامان حرب عورتوں نے تیار کیا۔ ذرا قریب کے کارخانہ پر نظر ڈالو۔ اس وقت جب جنگ یورپ ہو رہی تھی تمام عورتیں ہی عورتیں بھری تھیں جنگی ہسپتالوں میں مرد نہ تھے صرف عورتیں اپنے زخمیوں کی مرہم پٹی کر رہی تھیں۔ دفتروں میں تار کے محکموں میں غرض انہوں نے پوری طاقت سے مردوں کا ہاتھ بٹایا۔ یہ اسی کا نتیجہ تھا کس کا کس کا کہ اس لڑائی میں مرد اور عورت دونوں دشمن کے مقابلہ پر رہے تھے۔ کہ بالآخر اتحادیوں کو فتح ہوئی لیکن ترک آج تنہا ہے۔ عورت بیکار ہو گئی۔ وہ صرف اس واسطے ہے کہ پکی پکائی اُسکے سامنے آ جائے۔ اور وہ کھا لے اور دن بھر ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھی رہے سوتی رہے

یا سوچتی رہے غرض اک قوم اس طرح نصف بیکار ہو گئی قوم مراد ہے مرد اور عورت سے اگر کسی جگہ کی آبادی دس ہزار ہے تو اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ وہ دس ہزار مرد ہیں ان میں پانچ ہزار عورتیں بھی ہیں۔ مگر جب عورت بیکار ہو گئی تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ آبادی کا فقط نصف حصہ کام کا ہے یعنی پانچ ہزار کام کے اور پانچ ہزار بیکار ہیں۔ جہاں اور ممالک کی بات جانتی ہوں۔ وہاں مجھے ہندوستان کی بابت بھی معلوم ہے۔ اور وہاں حقیقت یہ ہے کہ مردوں نے عورتوں کو بالکل بیکار دیا۔ اور نہایت لغو تاویلیں گھڑ کر پردہ شرعی اتنا سخت کر دیا۔ کہ وہ گھر کی چاردیواری کے سوا اور کسی جگہ جانے آنے سے بھی محروم کر دی گئی ہیں۔ مگر میں یہ سوال کرتی ہوں اور کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ مجھے حق ہے کہ کیا پردہ شرعی قرن اولیٰ میں نہ تھا۔ کیا یہ پردہ شرعی رسول اللہ کے بعد نازل ہوا۔ اور اگر نہیں تو اُس وقت پردہ کی کیا کیفیت تھی۔

کیوں محترم بہنوں! کیسی خوش نصیب ہیں وہ قومیں جس میں مرد اور عورت دونوں مل کر اس دُنیا کی ہر آفت کو دُور کرنے میں مصروف ہیں۔ کیسی خوش نصیب ہونگی وہ بہنیں جو دشمن کے مقابلہ میں بر سرِ پیکار ہونگی۔ اور مردوں کا ہاتھ بٹا رہی ہونگی۔ آپ سوچتی ہونگی کہ ہم مردوں کو کیا مدد دیں۔ آپ ہر قسم کی مدد دے سکتی ہیں۔ آپ اُن کے بوجھ ڈھو سکتی ہیں۔ آپ اُن کے واسطے ہسپتال بنا سکتی ہیں۔ آپ اُن کے واسطے سب کچھ کر سکتی ہیں۔ بشرطیکہ کرنا چاہیں۔

میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے کہ جنگ یورپ کے زمانہ میں عیسائی عورتوں نے بلا کسی معاوضہ بلا اُجرت کے اپنے اُن مردوں کے واسطے جو میدان جنگ میں کام کر رہے تھے اپنی نیند حرام کر دی۔ ساری ساری رات کام کیا اور صرف چاء کی ایک پیالی پر صبح کر دی۔ کیا وہ بھی ہماری ہی طرح نازک اندام نہیں ہیں۔ میں دعوٰی سے کہتی ہوں کہ نازک عورت یقیناً انگریزی اور فرانسیسی عورت سے ناتنومند ہے۔ کیا یہ ہمارے

واسطے شرم کی جگہ نہیں کہ کمزور عورتیں اپنے مردوں کا اسی طرح ہاتھ بٹائیں۔ اور طاقت ور عورتیں عیش و عشرت میں ایسی مصروف ہوں کہ اُن کے گھروں پر دشمنوں کا قبضہ ہو جائے اور وہ سوا رونے پیٹنے کے اور کچھ نہ کر سکیں۔

میری محترم بہنوں! کمر ہمت باندھو وطن اور مذہب پر قربان ہو جاؤ اور ان بہادر مردوں کی خدمت اپنا فرض سمجھو۔ جو اس وقت اپنی جانیں تمہاری عصمت پر قربان کر رہے ہیں۔

(۳۰)

سفاریہ سے بالکل متصل ہی ایک ایسے مقام پر جہاں دریا کی لہریں اپنی ہستی دکھا دکھا کر آناً فاناً فنا ہو رہی تھیں۔ صبح صادق کا سہانا وقت تھا اور سوا ہوا کے فراٹوں اور دریا کی روانی کے ہر سمت سناٹا چھایا ہوا تھا۔ غازی اعظم نے نماز فجر ادا کرنے کے بعد ہر چہار طرف نظر ڈالی اور اس خیال سے کہ آج یہ تمام سرزمین دشمن کے قبضہ سے پاک ہے۔ معبود حقیقی کا شکر ادا کیا۔ اور آگے بڑھا۔ ہوا ٹھنڈی تھی اور جھونکے فرحت بخش۔ غازی کمال اسی طرح خراماں خراماں چلا جا رہا تھا کہ اُس نے سامنے سے ایک آدمی آتا ہوا دیکھا۔ یہ آدمی جوں جوں قریب آتا جاتا تھا۔ غازی اعظم کی حیرت بڑھتی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ یہ شخص قریب آیا تو معلوم ہوا کہ وہ مرد نہیں عورت ہے۔ اور عورت بھی معمولی نہیں ملکہ کون کونسٹ قسطنطین کی حقیقی بھانجی۔ ابھی غازی اعظم نے کچھ نہ کہا تھا۔ کہ ملکہ سامنے آ کر قدمبوس ہوئی۔ غازی کمال نے اُس کا سر قدموں سے اٹھا کر کہا

ملکہ! میں ان مہربانیوں کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔

ملکہ۔ میں تو کوئی مہربانی نہیں کر رہی۔

غازی اعظم۔ میں اُس رات کو بھی حیران رہا۔

ملکہ۔ حیرانی کی کیا بات تھی؟

غازی - اس لئے کہ اُس وقت بھی شکریہ ادا کرنے سے مجبور تھا -
ملکہ - شکریہ کی ضرورت نہ تھی -
غازی - آپ جو کرم ہم پر کر رہی ہیں - وہ شکریہ کا مستحق نہیں ہے ؟
ملکہ - میں کچھ نہیں کر رہی -
غازی - پھر یہہ کیا ہے ؟
ملکہ - جس کے آپ مستحق ہیں -
غازی - میں کیا دُنیا کی کوئی ہستی میرے عقیدہ میں اس کی مستحق نہیں -
ملکہ - کیوں ؟
غازی - اس لئے کہ سجدہ کا مستحق صرف خدا ہے -
ملکہ - میں سجدہ نہیں کر رہی -
غازی - قدمبوسی بھی ایک قسم کا سجدہ ہے -
ملکہ - میری نیت یہہ نہ تھی -
غازی - بس تو آپ بیگناہ ہیں -
ملکہ - میں آپ کی خدمت کا اعتراف کر رہی ہوں -
غازی - مَیں پھر حیرت میں ہوں -
ملکہ - کیوں ؟
غازی - میری کوشش آپ کے خلاف ہے -
ملکہ - میں نہیں سمجھی -
غازی - میں مُسلمان ہوں -
ملکہ - اور مَیں -
غازی - آپ عیسائی ہیں -

ملکہ۔ آپ مجھ کو انسان سمجھتے ہیں؟

غازی۔ ضرور۔

ملکہ۔ اور آپ خود؟

غازی۔ خود بھی انسان ہوں۔

ملکہ۔ بس انسانیت شرف ہے مذہب نہ سہی۔

غازی۔ میں اب تک نہ سمجھ سکا کہ آپ کو مجھ سے کیا اور کیوں ہمدردی ہے؟

ملکہ۔ میں آپ کے کمال کی معترف ہوں۔

غازی۔ آپ کی خواہش کیا ہے؟

ملکہ۔ آپ کی کنیز ہوں۔

غازی۔ مجھے پھر کہنا پڑا کہ میں مسلمان ہوں۔

ملکہ۔ مسلمان کوئی اور نہیں ہو سکتا۔

غازی۔ ہر شخص ہو سکتا ہے۔

ملکہ۔ پھر مجھے بھی مسلمان سمجھئے۔

غازی۔ آپ کے اسلام قبول کرنے کی وجہ۔

ملکہ۔ مصطفیٰ کمال۔

غازی۔ میں متحیر ہوں۔

ملکہ۔ میں سچی ہوں۔

غازی۔ میری حیرت رفع نہیں ہوئی۔

ملکہ۔ میرا ہر لفظ صحیح ہے۔

غازی۔ وجہ سمجھنے سے قاصر ہوں۔

ملکہ۔ غور کیجئے۔

غازی۔آپ ہی طے کر دیجئے۔
ملکہ۔نہیں۔بس۔رخصت۔سلام۔
غازی۔فی امان اللہ۔

(۳۱)

تھیوڈوکس۔تھریس اور سمرنا کی اگرچپہ چپہ زمین بھی ہمارے ہاتھ سے نکل گئی۔تو ہماری زندگی دُنیا میں فضول ہے ہم کو پھر اپنی قوم اپنے بادشاہ اپنے ہمچشموں کو نہیں یورپ کو مُنہ دکھانے کی جگہ نہیں۔اتحادیوں نے ہم کو مُنہ مانگی مدد دی ہے۔اور اب بھی جس قدر مدد کی ضرورت ہے۔وہ دینے سے باہر نہیں۔یہ تو ظاہر ہے کہ ترکوں کا سامان حرب۔اُن کی فوج ہم سے زیادہ ہرگز نہیں ہوسکتی۔بلکہ ہمارے برابر بھی نہیں ہم اُن مقامات پر قابض ہیں۔اب ہمارا یہاں سے نکلنا اور اس زمین کا چھوڑنا کیا معنی کھلی ہوئی بات ہے کہ ہم ترکوں کے حملہ کی تاب نہیں لاسکے۔اس سے زیادہ شرم کی بات ہمارے واسطے اور کیا ہو گی۔کیا تم لوگ سمجھتے ہو۔کہ پھر بھی ہمارے منہ اس قابل ہیں کہ ہم کسی کو دکھاسکیں۔نہیں نہیں۔ہرگز نہیں۔

منگلوس۔ہمارا کام صرف کوشش کرنا ہے۔فتح شکست واقعات پر منحصر ہے اگرچہ ہیں بھی ہماری فوج نے اپنی شجاعت میں کمی نہیں کی۔مگر اس کا کیا علاج کہ ترک ٹڈیوں کی طرح زمین سے اُٹڈتے چلے آرہے تھے۔اور وہ چشم زدن میں سر پر آپہنچے۔اگر لڑائی لڑائی کی طرح ہوتی تو کیا کہہ سکتا ہے کہ نقشۂ جنگ میں کوئی خامی تھی مگر جب وہ نقشہ وغیرہ کی خاک پرواہ نہ کریں۔اور بے جگر ہو کر سر ہی پر آدھمکیں تو انسان کیا کرسکتا ہے۔

تھیوڈوکس۔کیسی کمزور بات کہتے ہو جو انسان وہ ہیں وہ تم ہو تم ٹڈیوں کی طرح کیوں نہ نکلے اور جس طرح وہ تمہارے سر پر آپہنچے تم نے نقشہ کو خاک میں ملا کر کوشش

کیوں نہ کی کہ تم اُن کے سر پر پہنچتے۔ اور جس طرح وہ جانیں قربان کرتے ہوئے بے جگر ہو کر لڑ رہے تھے تم بے جگر ہو کر کیوں نہ لڑے؟

منگلوس۔ مجھے تو آج بھی اندیشہ ہے کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ ترکوں کا کچھ ایسا رُعب ہماری فوج پر چھایا ہے کہ اُن کی ہمتیں ختم ہو گئیں۔

تھیوڈوکس۔ افسوس صد افسوس منگلوس! یہ فقرے کس منہ سے نکل رہے ہیں۔ منگلوس کے؟ اور کس وقت نکل رہے ہیں؟ میدانِ جنگ میں؟ کب؟ جب دشمن سر پر آموجود ہوا۔ دریا میں ڈوب مرو۔

منگلوس۔ اس بے حمیتی میں میں تنہا نہیں ہوں۔ فوج آپ کے سامنے ہے خود کمان کیجئے۔ اور دیکھئے کہ ترک بلائے بے درماں ہیں۔

تھیوڈوکس۔ منگلوس! تم کو کیا ہو گیا ہے؟ تم میرے سامنے ایسی باتیں کرتے ہو۔ نہ معلوم کیا کہہ رہے ہو سوچو کس سے گفتگو کر رہے ہو؟ جس دشمن نے تمہاری عزت و آبرو برباد کر دی جس قوم نے تمہاری اس دنیا میں ناک کاٹ دی تم کہتے ہو وہ بلائے بیدرماں ہیں ترک منگلوس ترک۔ ترک خرگوش سے زیادہ ڈرپوک ہیں۔ وہ فنِ جنگ سے قطعی ناآشنا ہیں۔ صرف لٹیرے ہیں ڈاکو ہیں میں نے اُن کو ہر معرکہ میں شکست دی اور اُن کی شجاعت سے خوب اچھی طرح واقف ہوں۔ وہ صرف کمزور پر شیر ہیں۔ مگر شیر کے سامنے بکری سے زیادہ نہیں۔

منگلوس۔ میں اس رائے سے اتفاق کرتا ہوں۔ اور بصد ادب عرض کرتا ہوں کہ اس رائے کا تجربہ بہت آسانی سے ہو سکتا ہے۔ میں تسلیم کر لیتا ہوں کہ ترک خرگوش ہیں۔ مجھے اتفاق ہے کہ ترک بکری ہیں لیکن میرے اتفاق اور آپ کی رائے سے کیا ہوتا ہے۔ حقیقت حقیقت ہی ہے۔ میں عرض کر چکا ہوں اور پھر عرض کرتا ہوں۔ کہ آپ ایک جری جنرل کی حیثیت سے میدان میں آئے ہیں۔ فوج آپ کے پاس

موجود ہے۔ سامان حرب کافی سے زیادہ ہے۔ مجھے بھی آپ کی رائے کا تجربہ ہو جائیگا

تھیوڈوکس۔ تم کیسی گفتگو کر رہے ہو۔

منگلوس۔ کیا غلطی ہوئی۔

تھیوڈوکس۔ یہ تجربہ کا وقت ہے؟

منگلوس۔ پھر کاہے کا وقت ہے؟

تھیوڈوکس۔ لڑائی کا۔

منگلوس۔ لڑائی کا نتیجہ معلوم۔

تھیوڈوکس۔ کیا؟

منگلوس۔ ہماری شکست!

(۳۲)

اب تک تو یہ ہی رنج اور صدمہ تھا کہ یونان نے میدان جنگ میں بھیڑ اور بکریوں کی طرح ہزیمت اٹھائی۔ اور جس قدر توقعات اُن سے تھیں سب پر پانی پھر گیا۔ فوج ضائع ہوئی روپیہ برباد ہُوا۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہوئی کہ گو ہم زبان سے نہ نہیں اور لاکھ چھپائیں مگر اصلیت کب تک اور کہاں تک چھپ سکتی ہے۔ دُنیا اچھی طرح جانتی ہے کہ اس وقت ترکوں کے مقابلہ میں یونان نہیں اتحادی ہیں۔ جن کی پوری کمک اور ہر مدد اُن کے ساتھ ہے۔ ایسی حالت میں یہ شکست یونان کی نہیں اتحادیوں کی ہے۔ اس کا جو کچھ ملال ہم کو ہوتا یا ہے۔ ہمارے ہی دل جانتے ہیں لیکن ابھی سمرنا اور تھریس باقی ہیں۔ ممکن ہے اس بدنامی کی تلافی ہو جائے۔ کیونکہ جبرنل تھیوڈوکس وہاں موجود ہے۔ اور اُس کی ذات سے بہت کچھ امید ہے۔ مگر خیر یہ تو جو ہُوا سو ہُوا۔ اور جو ہونا ہوگا وہ ہو جائیگا۔ مگر ملکہ کون کولسٹ کی بابت کیا خبر گرم ہے؟ کرزن

یہ واقعہ ہے کہ یونان کی ہزیمت نے یورپ کے اس سرے سے لے کر اُس

سرے تک افسردگی پیدا کردی کہ ہر متنفس بجائے خود نہ صرف متاثر ہے بلکہ سخت پریشان اور حد سے زیادہ رنجیدہ ہے۔ کسی کو شبہ بھی نہ تھا کہ یونان اس بری طرح دُم دبا کر پیچھے بھاگیگا۔ اور یہ چند بھیڑیئے جو اس وقت کمالیوں کے نام سے مشہور ہیں فتح پائینگے۔ مجھے آپ کی رائے سے پورا اتفاق ہے۔ کہ شکست یونان کی نہیں اتحادیوں کی ہے۔ اور میں خود متحیر ہوں کہ کمبخت یونانیوں پر ایسی کیا بجلی گری۔ کہ باوجود ایسے عظیم الشان لشکر اور اس قدر سامان حرب کے دُم پیچھے ہٹتے آپ کے کہنے کے موافق ابھی سمرنا اور تھریس کے نتائج باقی ہیں۔ ممکن ہے کوئی صورت ایسی پیدا ہو۔ جو یہ کلنک کا ٹیکا مٹے اور یورپ کے زخمی دلوں پر مرہم رکھدی جائے۔ مگر ملکہ کون کوسٹ کی بابت جو سنا گیا ہے اگر یہ درست ہے تو ہم سب کی آبرو برباد ہو جائیگی اور ہم اس قابل نہ رہیں گے کہ دنیا میں زندہ رہ سکیں۔ (مسیو برانڈ)

جو بات اس وقت تک یونان پر نہ آئی وہ آج آتی ہے۔ اور مجھے اس کے زبان سے نکالنے میں سخت افسوس اور قلق ہے۔ کہ جس وقت ہمارا قاصد ملکہ کون کوسٹ کے دربار سے واپس آیا اور شہزادہ کی حالت ردی ہوئی تو ہمارا دوسرا قاصد شاہ قسطنطین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور تمام واقعات بیان کرنیکے بعد انتہائی التجاؤں سے کام لیا۔ مگر جب ہم کو یقین کامل ہو گیا کہ یونان نے ہماری درخواست کو نہایت بے وقعتی سے پھینک دیا۔ تو ہمارا مصمم قصد ہو گیا تھا۔ کہ یونان پر حملہ کریں اور جب تک ہماری فوج ملکہ کون کوسٹ کے قصر عالی کی اینٹ سے اینٹ نہ بجادیں ہم دم نہ لیں۔ مگر ہماری خاموشی کی وجہ اور صبر کا سبب صرف فرانس و برطانیہ تھے کیونکہ ہم کو یقین تھا کہ دونوں طاقتیں اس معاملہ میں ہمارے برخلاف ہونگی۔ ہم نے اپنے سینہ پر صبر کا پتھر رکھا اور خاموش ہو گئے۔ یونان کی شکست اس میں شک نہیں تمام یورپ کے واسطے مر جانے کا مقام ہے۔ مگر آپ جُدا ہیں یا بھلا ہمارا دل یونان

کی طرف سے ایسا پکا ہُوا ہے۔ کہ ہم یونان کی شکست پر جہاں متاسف و رنجیدہ ہیں۔
وہاں ایک قسم کی خوشی بھی ہے۔ اور ہم سمجھ رہے ہیں کہ یونان اس سزا کا مستوجب تھا۔
واقعات نے جو صورت اختیار کی ہے۔ اُس سے اٹلی کو پورا الیقین ہو گیا ہے اور کوئی
ضرورت نہیں کہ میں آپ دونو کی طرح سے چھپا کر کہوں ملکہ کون کونسٹنٹ کا کمال پر عاشق
ہونا پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا اور تمام حالات ثابت کر رہے ہیں۔ کہ وہ اپنے حُسن کے زعم
میں یورپ کو دھتکار چکی اور اگر اسی پر بس کر لو تو بھی غنیمت سنا اُس نے یہ ستم کیا کہ تثلیث
کے جانی دشمن ایک ایسے مسلمان پر عاشق ہوئی جو ہمارے خون کا پیاسا ہے۔ مجھے
اچھی طرح معلوم ہے کہ وہ ہوائی جہاز میں انگورہ پہنچی۔ اور اُس نے وہیں نہیں سفارہ میں
بھی مکار کمال سے اظہار محبت کیا۔ ہم صرف سمرنا کا فیصلہ دیکھ رہے ہیں۔ یونان
اس میں کامیاب ہو یا ناکام سمرنا کے بعد اگر ملکہ کون کونسٹنٹ نے اٹلی کے سوال کا
معقول جواب نہ دیا۔ دیا کیا معنی اگر شہزادہ کو منظور نہ کیا اور کمال کے ساتھ عشق و محبت
میں مصروف ہوئی تو ہمارا پہلا کام یہ ہو گا کہ ہم یونان کو تباہ کر دیں۔ اگر ہمارا یہ فیصلہ غلط
ہے تو قسطنطین کا فرض ہے کہ وہ ملکہ کو ہمارے سپرد کرے۔ آئرلینڈ

اِن باتوں کا نتیجہ ہو گا کہ خود اتحادیوں میں لڑائی شروع ہو گی۔ اور جس وقت ہم
کمزور ہوئے تو ظاہر ہے کہ دشمن ہماری کمزوری سے پورا فائدہ اُٹھائیگا۔ اور آج جو
اندیشہ ہم کو تھریس اور سمرنا سے ہے۔ کل لندن اور پیرس سے ہو گا۔ اگر کون کونسٹنٹ
آبا و اجداد کی عزت و آبرو کو اس طرح برباد کرتی ہے۔ اور اپنے جلیل القدر شہزادوں کو
چھوڑ کر ان ڈاکوؤں کو پسند کرتی ہے تو اس کو فوراً بائیکاٹ کر دینا چاہئیے۔ اس کو
ایتھنز سے شہر بدر کرنا چاہئیے اور ایسا انتظام کرنا چاہئیے کہ وہ پھر یورپ میں قدم نہ
نہ دھر سکے۔ لیکن اس کے اس فعل سے اس نتیجہ پر پہنچنا دانشمندی نہیں۔ اٹلی جس
قدر کوشش ملکہ کے حاصل کرنے کی کریگی۔ اس سے زیادہ فرانس اور برطانیہ کر سکتا

ہے۔ اگر اٹلی کو اس میں کامیابی ہوئی اور اس طرح اُس نے ملکہ کو اپنے قبضہ میں کیا تو یہ دوسروں کے واسطے ایک مثال ہوگی اور بہت ممکن ہے برطانیہ اور فرانس ہی یہی تدبیریں اختیار کریں۔ جب ہم خود آزادی کے مدعی ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم ایک عورت کو اس کی مرضی کے خلاف اپنی طاقت سے اپنے قبضہ میں کرلیں۔ کون کوسٹنٹ کو اُس کے حال پر چھوڑ دینا چاہئے۔ (موسیو برانڈ)

آپ نے جو کچھ کہا وہ بہت درست ہے لیکن آزادی کے مدعی ہونے کا نتیجہ یہ نہیں ہوسکتا کہ ہم اس کے واسطے اپنے تمام حقوق اور فائدے بالائے طاق رکھدیں

(کرزن)

معزز و موقر دوست موسیو برانڈ کا خیال بہت کچھ اصلیت سے دُور ہے تعجب ہوتا ہے کہ یورپ کی ایک طاقت یہ گوارا کررہی ہے۔ اور ایسی طاقت جس کی رگوں میں تثلیث کا خون دوڑ رہا ہے۔ کہ ایک عیسائی مذہب کی پیرو ایک مسلمان کی ملکیت ہوجائے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ کون کوسٹنٹ تثلیث کو غلط سمجھ کر خداوند کے سایہ سے جدا ہوگی۔ اور توحید کے قبضہ میں پھنس کر حقیقی مذہب کو آگ لگائیگی۔ اور یہ وہ واقعہ ہوگا جو یورپ کی تاریخ میں پہلا ہی ہوگا۔ اور شاید پہلا ہی۔ اگر ہم اس وقت ایسے سنگین جرم پر خاموش رہتے ہیں۔ اور کون کوسٹنٹ کو آزاد چھوڑ دیتے ہیں۔ تو خود ہماری سلطنتوں میں مسلمان ایسے جراثیم پیدا کردینگے۔ اور اگر یہ روش شروع ہوگئی تو اس کا روکنا مشکل ہوگا اس لئے ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم ابھی سے اس کا انسداد کریں۔ اور ایسی سخت سزائیں دیں کہ آیندہ اس سرزمین پر ایسا فتنہ واقع نہ ہو۔ (آئرلینڈ)

اس کا نتیجہ جو کچھ ہوگا وہ ظاہر ہے۔ بالفرض اتحادی اس میں کامیاب ہوگئے تو میں اس ــ ۔۔۔۔ بدنامی کو جو اس کے بعد حاصل ہوگی چھوڑ دیتا ہوں مگر یہ سوال ضروری ہے کہ پھر کون کوسٹنٹ کس کی ملکیت ہوگی۔ (موسیو برانڈ)

اس تجویز کا محرک میں ہوں میرا حق سب سے زیادہ ہے۔ کیونکہ میں ہر قسم کی قربانی کو تیار رہوں۔ (آئرلینڈ)

یہ تو نادرست ہوگا۔ اگر اس کوشش میں اتحادی متفقہ طاقت یا متفقہ رائے سے شریک ہو کر کامیاب ہوئے تو سب کے حقوق مساوی ہوں گے۔ کسی کو کسی پر ترجیح نہ ہوگی۔ (کرزن)

جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اس کا فیصلہ ہو گیا اور آگے چل کر یہ گا کون کونسٹنٹ ایک ایسے فساد کا باعث ہوگی جو تمام یورپ کو تہ و بالا کر دے گا۔ میں خود ملکہ کا ہمنی آپ دونوں سے زیادہ ہوں اس لئے کہ شہزادہ روس کی زندگی کی اب کوئی امید نہیں۔ مگر میں جو کچھ فیصلہ کر رہا ہوں وہ دُور اندیشی پر مبنی ہے۔ اور میری رائے میں اس وقت بہترین رائے یہ ہوگی۔ کہ ملکہ کو اُس کی خوشی پر چھوڑ دینا چاہیئے۔ (موسیو برانڈ)

(۳۴)

غازی اعظم یہ ایک حقیر تحفہ ہے۔

غازی۔ ملکہ! یہ بے مثل تلوار ہے۔ جو آپ مجھ کو عنایت کر رہی ہیں۔

ملکہ۔ اس کی تہ میں کچھ اور بھی ہے۔

غازی۔ وہ کیا۔

ملکہ۔ آپ خود سمجھ سکتے ہیں۔

غازی۔ آپ کی عنایت۔

ملکہ۔ عنایت نہیں۔

غازی۔ پھر کیا؟

ملکہ۔ عنایت سے آگے بڑھئے۔

غازی۔ کرم؟

ملکہ - اِس کوچہ کو چھوڑ دیجئے -

غازی - پھر کدھر آؤں ؟

ملکہ - حقیقت کی طرف -

غازی - تو کیا بتاؤں -

ملکہ - اس کی تربیں کیا ہے ؟

غازی - محبت -

ملکہ - بیشک - بیشک - بیشک -

غازی - کرم - احسان - شکریہ -

ملکہ - یہ پیام فتح ہے -

غازی - خدا وہ دن جلد لائے -

ملکہ - آگیا -

غازی - الحمد للہ -

(۳۴)

میرے عزیز دوستو! یہ وہ وقت ہے کہ اس سے زیادہ نازک وقت تم نے عمر گذشتہ میں نہ دیکھا ہوگا - تمہارے برخلاف تمام عیسائی دنیا تیار اور کوشاں ہے - کہ اس سرزمین سے تم کو محروم کرے - جو تمہارا موروثی حق ہے - یہ لڑائی وہ لڑائی ہے جو حق و باطل کا فیصلہ کریگی - سچ جھوٹ کی قلعی کھولیگی - اور کذب و حقیقت کا تصفیہ کریگی - دشمن پوری طاقت سے تمہارے مقابلے کو آیا ہے - دو چار نہیں - بیسیوں ہوائی جہاز تمہاری دیکھ بھال میں مصروف ہیں - اور وہ مورچہ بندی کی گئی ہے جو کروسیڈ کی لڑائیاں یاد دلا دیگی - تمہارا بھروسہ اس وقت سوائے خدائے برتر و برحق کے کسی اور پر نہیں - تم اُس چیز کو لینے کے کوشاں ہو جو تمہاری ہے - اور وہ مانگ رہے ہیں ......

جہاں جہاں تمہاری نشانیاں موجود ہیں۔ یاد رکھو دنیوی طاقت تمہارے ساتھ نہیں مگر خدائی طاقت تمہارے ساتھ ہے۔ وہ مظلوموں کا سہارا ہے۔ اور یہ اُصول یاد رکھنا جس کا کوئی نہیں ہوتا ہے اُس کا وہ ہوتا ہے۔ مگر وہ کس وقت ہوتا ہے جب تم خود اپنے ہو جاؤ۔ وہ اُس کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد کرتے ہیں۔ وہ اُن کو طاقت دیتا ہے جو اپنے میں طاقت پیدا کرتے ہیں۔ اس وقت تمہاری شجاعت اور صداقت کا فیصلہ ہوگا اور جس بے جگری اور عالی ہمتی سے تم انگورہ اور بروصہ میں آگے بڑھے ہو اُس کی آج بھی ضرورت ہے تم یقین کر لو یہ تمام شون شاں یہ ساری طمطراق۔ یہ سب بس بس صرف اس وقت تک کا ہے جب تک تمہاری بہادر تلوار میان سے باہر نہیں آتی جب تم بجلی کی طرح اُن پر گرے مگر کونسی بجلی وہی بجلی وہی توحید کی بجلی۔ جو انگورہ اور بروصہ میں تھی۔ اس وقت یہ ایک دم کو بھی یہاں نہ ٹھیریں گے اور وہ مبارک وقت ہوگا کہ تم اس سرزمین پر قابض ہو گے۔ جو تم سے ہمیشہ کو چھوٹ گئی۔ اور جو تمہارے داخلہ کی اس لئے منتظر ہے کہ تمہاری صورتوں کو ترس گئی۔

میرے محترم سردارو! میں خوش ہوں کہ تم پوری طرح آراستہ ہو یونانی اسی ہمت میں رہے کہ تم پر حملہ کریں۔ وہ صرف مدافعت کریں گے۔ اور جس وقت تم نے اُن کی مدافعت کا خاتمہ کر دیا۔ اُن کے پاس ہزیمت کے سوا کچھ نہیں ہے۔

اب تم خدائے بزرگ کا نام لے کر آگے بڑھو۔ اور کلمہ توحید پڑھتے ہوئے داخل ہو

(۳۵)

ایک بہت ہی عجیب و غریب واقعہ جس نے جنگ سے زیادہ یورپ کو آجکل اپنی طرف متوجہ کر رکھا ہے ظہور میں آیا ہے ہم کو اُمید ہے ہمارے ناظرین اس واقعہ میں نہ صرف اپنی عقل لڑا کر کسی نتیجہ پر پہنچیں گے۔ بلکہ اگر ممکن ہو تو اصلی راز کا پتہ لگانے کی کوشش کرینگے۔

شاہ قسطنطین کی بھانجی ملکہ کون کو سٹنٹ جو حسن و جمال میں اس وقت اپنا نظیر نہیں رکھتی۔ اور جس نے طرابلس میں اٹلی سے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ شہزادہ سے اپنی شادی کریگی اور خود شہزادہ کو اس کامیابی پر نہ صرف مبارکباد دی تھی بلکہ معاملہ طے کر دیا تھا۔ اب جبکہ شہزادہ کی حالت زیادہ خراب ہوئی اور وہ ملکہ کے فراق کی تاب نہ لا سکا۔ تو اپنا قاصد تکمیل عہد کے واسطے ملکہ کی خدمت میں روانہ کیا۔ یہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ کیونکر اتفاق سے شہزادہ انگلستان بھی کسی جگہ اور کسی وقت ملکہ سے دوچار ہوا۔ اور اُس کے عشق کی طاقت نہ رکھنے کی وجہ سے پیام شادی دیدیا کہا جاتا ہے کہ اس شادی کا جواب بھی وہی تھا جو اٹلی کے شہزادہ کو دیا گیا۔

اٹلی کا قاصد ابھی پہنچنے نہ پایا تھا کہ ملکہ کسی موقعہ پر شہزادۂ فرانس سے ملی اور اسکے حسن کا تیر شہزادہ کے پار ہو گیا۔ سنتے ہیں کہ جب شہزادۂ فرانس نے شادی کی درخواست کی تو وہ بھی منظور ہو گئی۔

اب کہ یورپ کی زبردست سلطنتوں کے تینوں شہزادے ملکہ کے فراق میں تڑپ رہے ہیں۔ ملکہ کون کو سٹنٹ مصطفیٰ کمال پر فریفتہ ہو گئی۔ ہم کو یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وہ ۱۷ جولائی کو ہوائی جہاز کے ذریعہ سے انگورہ پہنچی۔ اور رومال محبت مصطفےٰ کے نذر میں پیش کیا واقعہ یہیں ختم نہیں ہوا بلکہ معتبر آنکھوں نے سفارہ پر ان دونوں کو نہ صرف باتیں کرتے ہوئے دیکھا بلکہ ملکہ کون کو سٹنٹ مصطفیٰ کمال کے قدموں کو بوسہ دیتی ہوئی دکھائی دی اس واقعہ نے فرانس، برطانیہ اور اٹلی کو سخت برافروختہ کر رکھا ہے۔ چونکہ اٹلی کا مصمم قصد ہے کہ وہ اس کا بدلہ لے اور وہ یونان کو اس کا ذمہ دار قرار دیتا ہے۔ اس لئے تیسری تاریخ کی دوپہر کو ایک خفیہ مجلس تینوں سلطنتوں کے وزرا کی اس معاملہ پر غور کرنے کے واسطے منعقد ہوئی۔ باوجود فرانس کی انتہائی کوشش کے اٹلی اب تک اپنے خیال پر جما ہوا ہے اور گو برطانیہ نے اٹلی کی کلی تائید نہیں کی مگر وہ فرانس کے اس خیال سے بھی متفق نہ

ہو سکا کہ کون کونسٹٹ اپنی مرضی کی مختار ہے کہا جاتا ہے کہ ملکہ آجکل موسم گرما بسر کرنیکے واسطے سوئیٹزرلینڈ گئی ہوئی ہے۔ اور یونان کی سرکاری اطلاع سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے لیکن احتمال ہے کہ یہ خبر غلط ہو اور ملکہ انگورہ یا بروصہ گئی ہوئی ہو اس لئے حکومت کی طرف سے ایک ہزار پونڈ کا انعام اس شخص کو دیا جائیگا جو اس کا پورا پتہ دے۔

اِس کے ساتھ ہی یونان کو اچھی طرح معلوم ہو جانا چاہئے کہ وہ اس حالت میں کہ تینوں طاقتوں کے پیام منظور ہو چکے ہیں ملکہ کی موجودگی کا ذمہ دار ہے اور اگر ملکہ یونان سے فرار ہو کر انگورہ چلی گئی یا مسلمانوں کے قبضہ میں پہنچی تو ہر سلطنت مجاز ہے کہ یونان کو اس کا مزہ چکھائے۔

مسٹر ہیورٹ جنہوں نے ۹ اگست کو آخری مرتبہ اُس وقت ملکہ کو دیکھا ہے جب بقول یونان کے وہ سوئٹزرلینڈ کی تیاری کر رہی تھی۔ بیان کرتے ہیں کہ میں ڈیڑھ گھنٹہ تک مسلسل ملکہ کے پاس بیٹھا رہا۔ اور اس تمام عرصہ میں گفتگو صرف ملکہ ہی کے مستقبل کے متعلق ہوئی لیکن اس کی گفتگو سے معلوم ہوتا تھا کہ مصطفیٰ کمال کے عشق کا تیر اس کو گھائل کر چکا۔ اور اُس کو اُس کے ذکر میں ایک خاص لُطف آتا تھا جس وقت اُس کی زبان سے کمال کا لفظ نکلتا تھا۔ تو اُس کے چہرے پر ایک روشنی نمودار ہو جاتی تھی۔

(اسٹینڈرڈ ہیرلڈ)

(۳۶)

نعیم بے۔ حالات آپ کے سامنے بھی ہیں۔

ڈیبیون۔ تو یہہ آفت کیا ہے۔

نعیم بے۔ ملکہ کا مسلمان ہونا۔

ڈیبیون۔ بالکل غلط۔

نعیم بے۔ مگر مسلمانوں کو پورا یقین ہے۔ بالخصوص جب سے سٹینڈرڈ نے شائع کیا ہے

ڈیبیون۔ سٹینڈرڈ جھوٹا ہے مسلمانوں کو اتنا آپے سے باہر نہ ہونا چاہئے۔

نعیم بے۔ آپکی خوشی مُرکتی نظر نہیں آتی۔ وہ ۔۔۔ ۔۔۔۔

ڈیبسون۔ آپ کچھ کہئے۔

نعیم بے۔ میں کیا کرسکتا ہوں اور اگر۔۔۔۔۔۔۔

ڈیبسون۔ اور اگر کیا؟

نعیم بے۔ کچھ نہیں۔

ڈیبسون۔ کچھ نہیں کیوں آپ مُنہ کھول کر بات کیجئے۔

نعیم بے۔ بات یہ ہے کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ڈیبسون۔ کہئے۔ کہئے!

نعیم بے۔ میں کچھ کہنا نہیں چاہتا۔

ڈیبسون۔ نہیں نہیں آپ کہئے۔

نعیم بے۔ کیا کہوں۔

ڈیبسون۔ آپ جو کہنا چاہتے ہیں۔

نعیم بے۔ کہنا بے سود ہے۔

ڈیبسون۔ نہیں بے سود نہیں ہے۔

نعیم بے۔ بہت اچھا۔

ڈیبسون۔ ہاں تو آپ کہئے۔

نعیم بے۔ بات یہ ہے تم نے اپنے مذہب اپنے وطن اپنی قوم سب سے بگاڑ لی اور سب کو اپنا دشمن بنا لیا کس لئے صرف اتحادیوں کے لئے صلحنامہ پر دستخط ہونے آسان نہ تھے۔ مگر ہم نے صرف آپ کی خاطر سب کچھ منظور کر لیا ہم کو قوم فروش ملت فروش مذہب فروش کے خطاب ملے۔ مگر ان تو قعات پر جو ہم کو آپ سے تھیں ہم نے سب کچھ منظور کیا اور آپ کا کام کر دیا یعنی صلحنامہ پر دستخط ہو گئے۔ جن دستخطوں کیواسطے

آپ اس قدر بیچین اور مضطرب تھے۔ آج آپ خود اس پر نظر ثانی کر رہے ہیں۔ اب فرمائیے
ہمارا حشر کیا ہوگا۔ ہم جس طرف نکل جاتے ہیں ہم پر لعنت پڑتی ہے۔ کوئی عزیز ہم سے
بات نہیں کرتا۔ کوئی دوست رشتہ دار ہم سے نہیں ملتا۔ ہم جس راستہ سے گذرتے ہیں
ہم پر آوازے کسے جاتے ہیں۔ ہم جدہر ہو کر جاتے ہیں ہماری طرف انگلیاں اٹھتی ہیں۔
ہمارے قریبی عزیز ہم سے بگڑ گئے۔ اور کوئی ہم سے بات نہیں کرتا۔ آپ جانتے
ہیں یہ درگت ہماری کیوں ہوئی۔ فقط آپ کی وجہ سے۔ مگر آپ بھی ہمارے نہ ہوئے
وہ صلحنامہ اب بیکار ہو گیا اس پر دوبارہ غور ہو رہا ہے۔ گویا ہم کو ذلیل کرنے کے
واسطے مرتب ہوا تھا۔ اور اس کا مقصد صرف یہہ تھا کہ ہم قوم کی نظروں میں ذلیل و
خوار ہو جائیں۔ اور ہمارے یگانے بے گانہ ہوں۔

ڈیسون۔ آپ کو کیا توقع تھی۔

نعیم بے۔ آپ ہمیشہ ہمارے ممنون رہیں گے۔ اور ہمارے نقصان کی تلافی کرینگے

ڈیسون۔ ہم نے کیا نہیں کیا؟

نعیم بے۔ آپ کیا کر رہے ہیں۔

ڈیسون۔ آپ کو وطن مل رہا ہے۔

نعیم بے۔ ہم سے حکومت کا وعدہ تھا۔ کہ ہم حکومت کا ایک فرد ہوں گے۔

ڈیسون۔ کہاں؟

نعیم بے قسطنطنیہ میں۔

ڈیسون۔ اگر ہماری حکومت ہوئی۔

نعیم بے۔ ہاں! اس وقت اگر مگر نہ تھا۔

ڈیسون۔ پھر کیا تھا۔

نعیم بے۔ قسطنطنیہ کی حکومت لینی تھی۔ اور اسی وجہ سے ہم کو جُرا بنوایا۔

ڈبسون - یہ کوشش بھی ناکام ہوئی -
نعیم بے - آپ کی کوشش ناکام ہوئی اور آپ اطمینان سے گھر چلے گئے - مگر ہمارا کیا بچا! ہم [illegible] سے [illegible] بن گئے - ہم کو قسطنطنیہ میں ایک لمحہ ٹھیرنا دوبھر ہوگیا - ہر متنفس ہماری جان کا دشمن ہوا - کوئی ٹھکانا ہمارے بیٹھنے کے واسطے نہ رہا - عزیزوں کی شرکت سے ہم محروم ہوئے اور اگر سچ پوچھئے تو محض اس دُنیا کی خاطر ہمارا دین بھی غارت ہوا -
ڈبسون - حکومت نے آپ سے جو وعدے کئے تھے - وہ سب پورے ہوئے اب بھی ہم اس کے واسطے تیار ہیں - کہ اگر آپ قسطنطنیہ میں رہنا نہ چاہیں تو جو مقام آپ پسند کریں وہاں آپ کو پہنچا دیں - جو وظیفہ آپ کو مل رہا ہے وہ وہاں بھی ملیگا آپ اپنے بال بچوں کو اپنے ساتھ رکھ سکتے ہیں لیکن آپ کو اس وقت اتحادیوں کی مدد کرنی چاہئے کیونکہ ترک بہت زیادتی کر رہے ہیں -
نعیم بے - جو ہمارے امکان میں ہے اُس سے ہم نے پہلے بھی دریغ نہیں کیا اور اب بھی حتی الوسع دریغ نہ کرینگے - مگر امر حقیقی یہ ہے - کہ ترکوں پر اب ہمارا اثر بالکل نہ رہا - اور ترک ہم کو اتحادیوں کا آدمی سمجھ رہے ہیں -
ڈبسون - آپ کو [illegible] کا [illegible]
نعیم بے - ہاں [illegible] چکا ہوں مگر آپ فرمائیے کہ کیا ہوا اور کیونکر ہوا -
ڈبسون - [illegible] آپ نے [illegible] بھی -
نعیم بے - نہیں [illegible] رہا ہوں -
ڈبسون - دیکھئے! حقیقت یہ ہے -

صوبہ دار امر سنگھ نے ایک دوکاندار احمد بک کے ہاں سے دو تولئے خریدے جب وہ قیمت دینے لگا تو اُس کی خواہش ہوئی کہ کچھ دام کم کر دیئے جائیں - چنانچہ اُس

نے اس خواہش کا اظہار کیا۔ دوکاندار بجائے اس کے کہ قیمت کم کرتا یا مال واپس لیتا دوکان سے نیچے اُتر آیا۔ اور صوبہ دار کے تھپڑ مارا۔ چونکہ صوبہ دار کے پاس خنجر موجود تھا۔ اُس نے غصّہ میں محض دھمکانے کے واسطے خنجر نکالا کہ چاروں طرف سے ترک آ موجود ہوئے اور اُسی خنجر سے اُس کا کام تمام کر دیا۔

نعیم بے - ہاں آپ کی رپورٹ سرکاری ہے اور بالکل غلط ہے اصلیت یہ ہے کہ:۔

صوبیدار نے تولئے قبضہ میں کئے اور صرف آٹھ فرانک آگے ڈال کر چلنے لگا۔ دوکاندار نے اُتر کر ہاتھ پکڑ لیا۔ اور تولئے مانگے۔ صوبیدار چونکہ فتح کے زعم میں تھا اور سمجھ رہا تھا کہ ہندوستان کی طرح ترک بھی مغلوب ہیں۔ اس لئے اس نے دوکاندار سے کہا بکو مت۔ ہم کو ہاتھ مت لگاؤ۔ یہ الفاظ ایسے نہ تھے کہ ایک پردیسی آدمی کی زبان سے ترک برداشت کر لیتا۔ اُس نے تھپڑ مارا۔ اس پر صوبیدار نے خنجر نکالا خنجر کی صورت دیکھتے ہی ترک لپٹ گیا۔ لوگوں نے صرف تماشہ دیکھا اور کوئی نہیں آیا۔ صرف احمد بک نے اُس کے ہاتھ سے خنجر لیکر کام تمام کر دیا۔

ڈیبسون - یہ بھی زیادتی ہے۔

نعیم بے - مطلق نہیں۔

ڈیبسون - کیوں؟

نعیم بے - یہ قسطنطنیہ ہے اور ترک اس کے لئے تیار نہیں کہ دوسری قوم اُن پر اتنی زیادتی کرے۔

ڈیبسون - احمد بک کو گرفتار کرو۔

نعیم بے - نہیں ہو سکتا۔

ڈیبسون - نتیجہ نہایت خطرناک ہوگا۔ اتحادی فوج کے ایک فرد کا خون ضائع نہیں ہو سکتا۔ ہم اس کا بدلہ لینگے اور سختی سے لینگے۔ اگر یہ درست ہے کہ کسی اور نے مدد

نہیں دی اور سوا احمد بک کے اس کے قتل میں کوئی اور شریک نہیں تھا۔ تو ہم احمد بک کو ضرور اُس کی سزا دینگے ۔

نعیم بے ۔ آپ کو خوب اچھی طرح معلوم ہے کہ کمالی فتوحات نے ترکوں کے بجھے ہوئے چراغ کی بتی اکسا دی ۔ اور جس وقت سے سٹینڈرڈ میں ملکہ کون کوسٹنٹ کا حال شائع ہُوا ہے ۔ اُس وقت سے تو یہ حال ہُوا ہے کہ گھر گھر گھی کے چراغ جل رہے ہیں ۔

ڈیبسون ۔ یہہ سب صحیح مگر صوبیدار کا خون رنگ لائیگا اور یہ خالی جانیوالا نہیں ۔

نعیم بے ۔ آپ بھڑوں کے چھتے پر ہاتھ نہ ڈالئے ۔ ترک بھرے بیٹھے ہیں آپ سمجھتے ہیں کہ وہ مسلح نہیں ۔ مگر اُن کے بچّہ بچّہ کے پاس ہتھیار موجود ہیں ۔ اگر آپ نے اس وقت ذرہ بھر بھی سختی سے کام لیا تو قسطنطنیہ میں غدر یقینی ہے ۔ اور میری یہہ بات یاد رکھئے کہ ترک اتحادیوں سے لڑنے پر بس نہ کرینگے ۔ بلکہ چُن چُن کر ایک ایک عورت اور بچّہ کو قتل کر دینگے ۔

ڈیبسون ۔ تو کیا آپ کی رائے میں ہماری فوج عورتوں سے بھی بدتر ہے ۔ ترک یہ سب کچھ کرینگے اور ہم اُن کو کرنے دینگے ۔

نعیم بے ۔ آپ جو کچھ اس کا تدارک کریں گے وہ اور زیادہ خطرناک ہوگا ۔

ڈیبسون ۔ لیکن یہ نہیں ہوسکتا کہ اتحادیوں کے اقتدار کو نقصان پہنچ جائے ۔

نعیم بے ۔ آخر آپ کیا چاہتے ہیں ۔

ڈیبسون ۔ احمد بک کی گرفتاری ۔ ہم اس کو بعد میں رہا کر دیں گے ۔

نعیم بے ۔ اگر آپ اس کا وعدہ کرتے ہیں ۔ اور آپ کا یہی اصرار ہے ۔ تو یہ بھی ہو جائے گا ۔

ڈیبسون ۔ ہاں ہاں شکریہ ۔

نعیم بے ۔ اچھا اجازت دیجئے ۔ ڈیبسون ۔ سلام ۔

(۳۷)

گوزیلاس - میرے پاس غیرت دلانے کے جو الفاظ تھے وہ سب ختم ہو گئے. سامانِ حرب کی جس قدر ضرورت تھی اُس سے دُگنا فراہم کر دیا۔ فوج جس قدر کافی ہو سکتی تھی اُس سے ڈیوڑھی موجود ہے۔ اس حالت میں ہماری پیشقدمی تو رہی درکنار ہم لمحہ بہ لمحہ پیچھے ہٹ رہے ہیں۔ آخر یہ کیا مصیبت ہے۔

سٹربلو - ہمارا پیچھے ہٹنا بہت بڑی بڑی مصلحتوں پر مبنی تھا۔ اس کے معنی شکست یا ہزیمت کے نہیں ہیں۔ آخر ترک بھی تو مصلحتاً انگورہ تک پیچھے ہٹ گئے تھے۔ بالآخر جیسی اُنہوں نے مدافعت کی وہ ظاہر ہے۔ اس سے بہتر مدافعت ہماری ہوگی۔

گوزیلاس - میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی میرا خیال تھا کہ تم اس محاذ سے آگے بڑھکر اوسگ پر مقابلہ کروگے مگر اوسگ پر دشمن کا قبضہ ہو گیا۔ اور اب میں سُن رہا ہوں کہ وہ آگے بڑھے چلے آرہے ہیں۔ ایک اور مصیبت نازل ہو رہی ہے۔ وہ یہ کہ پیرس کانفرنس میں قبضہ سمرنا کا سوال اُٹھا ہے اور اتحادی کچھ متزلزل ہو رہے ہیں۔

سٹربلو - تو اتحادیوں کا مطلب یہ ہے کہ ہم سمرنا خالی کر دیں۔

گوزیلاس - ہاں۔ اندیشہ ہے۔

سٹربلو - یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ سمرنا کا چھوڑنا ہماری موت کا سوال ہے۔ ہم کو سب کچھ منظور ہے مگر ہم ہرگز ہرگز سمرنا نہ چھوڑینگے۔ اور اگر اتحادی اپنی کانفرنس میں طے بھی کر دیں تو ہم کو منظور نہیں۔ اور نہ ہم اس پر عملدرآمد کرینگے۔ ہمارے پاس تلوار ہے۔ اور تلوار ہی اُس کا فیصلہ کریگی۔ کہ سمرنا پر قبضہ کرنیکا کون زیادہ مستحق ہے۔

گوزیلاس - بیشک ہماری ہمت اتنی ہی بلند ہونی چاہیے۔ اتحادی صرف اُس وقت تک ہمارے برخلاف ہو سکتے ہیں جس وقت تک ترک فتح پا رہے ہیں۔ اور ہم نے اُن کو شکست دیدی اور سمرنا کی حدود میں اُن کو نہ پھٹکنے دیا۔ تو اتحادی ہرگز یہ نہیں کر سکتے

کہ ہم کو سمرنا چھوڑنے پر مجبور کریں۔

مسٹر بلویس۔ سب سے بڑی ضرورت اس وقت یہ ہے کہ ہم ترکوں سے اس طرح نبرد آزما ہوں کہ وہ سمرنا میں پھٹکنے نہ پائیں۔

گونریاس۔ پیرس کانفرنس کا انعقاد اس وقت تک بالکل بے موقعہ اور خلاف مصلحت ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے اتحادی ترکوں سے ڈر گئے۔ یہ تمام حیرانی ہمارے پیچھے ہٹنے سے ہوئی تم کہتے ہو اگر ترک پیچھے ہٹے تو کیا شکست ہو گئی جس طرح ترک پیچھے ہٹے اور انگورہ سے شیر کی طرح پلٹے اسی طرح ہم بھی مصلحتاً پیچھے ہٹ آئے اور اب اس طرح آگے بڑھیں گے کہ ترک بھی یاد رکھیں۔ مگر کانفرنس نے اگر سمرنا کے خلاف فیصلہ کیا جیسا کہ مجھے اتحادیوں کے تیور سے معلوم ہوتا ہے۔ تو سخت مصیبت ہوگی

مسٹر بلو۔ ان تمام خرابیوں کا علاج اس کے سوا کوئی اور نہیں ہے کہ اگر ہم ترکوں کو اس وقت ہٹا سکے اور اُن کی قوت کا خاتمہ کر دیا تو جو چاہینگے ہو جائیگا۔ اور اگر ہم کامیاب نہ ہو سکے تو ترک اور شیر ہونگے اور اُن کے شیر ہونے سے اتحادی مجبور ہوں گے کہ اُن کی شرائط منظور کریں جب اتحادی لڑائی سے اس قدر ڈر رہے ہیں۔ کہ وہ معاہدہ سیورے پر نظر ثانی کرنے کو تیار ہیں۔ تو ظاہر ہے کہ اگر ترک اور بڑھے تو وہ شاید ہم کو بالکل ہی دبا دیں۔

گونریاس۔ اتحادیوں کی دُوراندیشی بھی ایک خاص حد تک بجا اور ایک خاص لحاظ سے درست ہے۔ وہ ایک عظیم الشان جنگ سے ابھی فارغ ہوئے ہیں اور فوج کافی برباد ہو چکی ہے۔ روپیہ اُمید و توقع سے زیادہ صرف ہو چکا ہے اگر لڑائی اس وقت پھر شروع ہوئی تو ایک میں بھی لڑائی کی ہمت نہیں اور خیال نہیں یقین ہے کہ لڑائی معمولی نہیں ویسی ہی عظیم الشان ہو گی۔ اتحادی اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ بالشویک ترکوں کے ساتھ ہیں اور ترکوں کا یہ دم خم صرف بالشویکوں کے بھروسہ پر ہے۔ پس

ترکوں سے لڑنا گویا بالشویکوں سے لڑنا ہے۔ اور بالشویک اس موقعہ کے منتظر ہیں کہ کسی نہ کسی طرح کسی نہ کسی جگہ اتحادیوں سے لڑائی چھڑ جائے۔

سٹرپلو۔ اتحادی اسی وجہ سے پہلو بچا رہے ہیں۔ ورنہ ترکوں سے لڑنا اُن کے واسطے کچھ مشکل نہ تھا۔ ایک بات اور بھی ہے کہ اتحادیوں کے مقبوضات میں مسلمان آبادی بھی ہے۔ اور وہ بہت بپھری ہوئی ہے۔

گونزیلاس۔ نہیں یہ بات نہیں ہے اور یہ خیال غلط ہے۔ اتحادی ایسے نہیں ہیں کہ وہ اپنے مقبوضات کی آبادی کا لحاظ کریں صرف یورپ کی حالت نے اُن کو مجبور کر دیا ہے۔ کہ وہ اس وقت لڑنا نہیں چاہتے۔ اور ترکوں سے مصالحت ہو جانے کے خواہشمند ہیں۔ ورنہ اتحادی ترکوں کی جان کے دشمن ہیں۔ برطانیہ کے وزیر اعظم لائڈ جارج نے تو انتہائی کوشش کی تھی کہ کسی طرح ترکوں کا خاتمہ ہی ہو جائے۔

(۳۸)

میرے بے حیا و بے شرم یونانیوں! کیا تم اس روز کے واسطے زندہ رہے تھے۔ کہ صفحۂ دنیا پر اپنی ایسی یادگار چھوڑ جاؤ۔ جو ہمیشہ تمہاری لعنت کا باعث ہو۔ بیا اتیھنز سے یہ سمجھ کر آیا تھا کہ تم انگورہ فتح کرنے والے ہو۔ خیر اگر تم وہاں سے بھاگ گئے تو چنداں مضائقہ نہیں لیکن افیون قرا حصار علی شہر سکاریہ سب تمہارے قبضہ سے نکل گئے۔ اور تم زندہ ہو تم اس وقت کے لئے پیدا ہوئے تھے۔ کہ تمہارے بھائی دشمنوں کے قبضہ میں پھنسیں یونانیوں کی پوری جمعیت ترکوں کے ہاتھ مع سپہ سالار قید ہو اور تم سلو۔ آج کیا تم کہہ سکتے ہو کہ روئے زمین پر تم سے زیادہ بے حمیت اور بے غیرت قوم کوئی موجود ہے افسوس افسوس جس قوم کو ہم اتنا ذلیل اور ایسا کمینہ سمجھتے تھے وہ اس وقت دنیا بھر کی ہر قوم سے ممتاز نکلی۔ ہائے۔ افسوس۔ افسوس۔ ہائے افسوس یہ چند ڈاکو آج ایسے طاقتور ہو گئے کہ ہر سلطنت ان سے تھرا رہی ہے۔ اے کمبختو کہیں کبھی دنیا میں سنا ہے فوج مع سپہ سالار

تیمور بھیڑوں اور بکریوں کو کبھی نہیں سنا کہ گڈریئے سمیت مصیبت میں پھنس جائیں۔ میں خوش تھا اور اسی غرض سے اتحفہ چھوڑ کر یہاں آیا تھا کہ میرا شاہانہ داخلہ انگورہ میں نہایت کامیاب ہو گا۔ مجھے خبر نہ تھی کہ جان ہی کے لالے پڑ جائیں گے۔ میں اب یہاں ٹھیر کر کیا کروں کس توقع پر ٹھیروں اور کس امید پر رہوں۔ کیا اس واسطے کہ نامعلوم بلا قتور ترک کس وقت حملہ کر بیٹھیں تم جو باقی ہو گیدڑوں کی طرح بھاگ جاؤ اور میں بھی گرفتار ہو جاؤں غضب غضب ستم ستم شرم اے بے حیا فوج شرم کیا تمہارے واسطے دریا تھے کنوئیں نہ تھے کہ تم ڈوب مرتے اور اپنے منحوس چہرے ہم کو نہ دکھاتے کہاں ہے وہ کمبخت وینیزلاس جو مصطفےٰ کمال کو زندہ گرفتار کر کے لا رہا تھا۔ بڑی خوشی کا وقت ہو گا اگر وہ خود بھی ترکوں کے ہاتھ زندہ گرفتار ہو جائے۔ اب ہم اتحادیوں کو کیا منہ دکھائیں گے اے بے غیرتو میرے سینہ سے رہ رہ کر شعلے اٹھتے ہیں اب تم یہ کہہ رہے ہو کہ سمرنا پر ترکوں کو مزہ چکھائیں گے۔ افسوس بے غیرتو شرم کرو۔ میں بھاگتا ہوں مگر یاد رکھو اب اپنے سیاہ اور منحوس چہرے ایتھنز میں نہ لانا

(۳۹)

ملکہ! آپ کی یہ عنایت مجھ کو ممنون کر رہی ہے میں یہ تو ظاہر ہے کہ اس کا معاوضہ نہیں کر سکتا مگر اس لئے کہ میں مسلمان ہوں اور احسان کا معاوضہ میرا فرض ہے۔ ہر چند غور کرتا ہوں لیکن کوئی صورت سمجھ میں نہیں آتی۔ ایک ایسی حسین شہزادی کا جو آج دنیا میں اپنا مثل نہیں رکھتی اپنے ہم قوم اور ـ ــ ... والاشان شہزادوں کو چھوڑ کر مجھ جیسے ایک معمولی سپاہی کی یہ عزت افزائی کرنا انتہائی بندہ نوازی ہے۔

ملکہ۔ یہ تو شاید پچھلی گفتگو میں طے ہو چکا ہے کہ محبت میں احسان نہیں ہوتا اور آپ خود ہی یہ فیصلہ کر چکے ہیں۔ پھر آپ نے وہی پرانا سبق رٹنا شروع کر دیا۔

غازی۔ اگر مجھ پر اثر نہ ہوتا تو میں وقت مقررہ سے پہلے یہاں کیوں پہنچ جاتا راستہ میں کئی جگہ مجھ کو دشمن کا کھٹکا بھی ہوا۔ مگر آپ کی اس بھولی صورت پر وہ خوف قربان کر دیا۔

ملکہ۔ ہاں! میں شکریہ ادا کروں تو جائز ہے۔
غازی۔ میں بھی وہی کہہ دوں کہ محبت میں شکریہ کیسا؟
ملکہ۔ اُس روز کی گفتگو تو ناتمام رہ گئی۔
غازی۔ اب ختم کر لیجئے۔
ملکہ۔ فرمائیے۔
غازی۔ آپ کا کیا سوال تھا؟
ملکہ۔ آپ کو یاد ہوگا۔
غازی۔ ایک دفعہ اور فرما دیجئے۔
ملکہ۔ اسلام میں عورت کی قدر کیوں نہیں ہے؟
غازی۔ آپ کو یہ خیال کیونکر پیدا ہوا؟
ملکہ۔ میں دیکھتی بھی ہوں اور سنتی بھی۔
غازی۔ کیا دیکھا؟
ملکہ۔ دیکھتی ہوں کہ عورت پر ناجائز حکومت ہے۔
غازی۔ اور سنا کیا؟
ملکہ۔ سنا یہ کہ اسلام میں کئی بیویاں درست ہیں۔
غازی۔ ناجائز حکومت کی تصریح کیجئے۔
ملکہ۔ مرد کا برتاؤ حاکمانہ ہے۔ اُس کی گفتگو سے حکومت کی بُو آتی ہے۔
غازی۔ کہاں دیکھا؟
ملکہ۔ ہر جگہ۔
غازی۔ ایک خاص حد تک میں اس سے متفق ہوں۔
ملکہ۔ اس کی وجہ بھی ایک میری سمجھ میں آئی۔
غازی۔ وہ کیا۔
ملکہ۔ وہ شاید پسندیدہ نہیں ہو سکتی۔

غازی ۔ ایسا تو نہیں ہے ۔
ملکہ ۔ رواج نے علیحدگی معیوب قرار دی ہوگی ۔
غازی ۔ ہاں بعض ممالک میں یہہ درست ہے ۔
ملکہ ۔ وہی ہوگا جو میں کہہ رہی ہوں ۔
غازی ۔ اس کا ذمہ وار کون ہے ۔
ملکہ ۔ اسلام ۔ معاف کیجئے گا ۔
غازی ۔ نہیں ۔ ہرگز نہیں ۔
ملکہ ۔ پھر کون آپ یا میں ؟
غازی ۔ آپ کیوں ہوئیں ۔ میں ۔
ملکہ ۔ آپ ۔
غازی ۔ ہاں ۔
ملکہ ۔ کیا ؟
غازی ۔ میں یعنی ہم یعنی مسلمان ۔
ملکہ ۔ یہہ سمجھ میں نہیں آیا ۔
غازی ۔ اس کے ذمہ وار مسلمان ہیں ۔
ملکہ ۔ کسی جگہ کے یا دُنیا بھر کے ۔
غازی ۔ دُنیا بھر کے ۔
ملکہ ۔ یہہ مشکل سے باور ہوگا ۔
غازی ۔ میں یقین دلا دونگا ۔ آپ کو پردہ پر تو اعتراض نہیں ۔
ملکہ ۔ کچھ تھوڑا سا ہے ۔ میں پردہ کو بُرا نہیں سمجھتی مگر اس شدت سے نہیں ۔
غازی ۔ کس شدت سے ؟
ملکہ ۔ میں ہندوستان ہو آئی ہوں ۔
غازی ۔ وہاں کی حالت پر ۔

ملکہ۔ ہاں۔
غازی۔ اور کوئی اعتراض۔
ملکہ۔ نہیں۔
غازی۔ لیجئے خالدہ ادیب خانم آگئیں۔ یہہ جواب دینگی۔
ملکہ۔ ہاں کوئی بتائے مگر تشفی ہوجائے۔

غازی مصطفٰے کمال نے کون کوسٹٹ کی گفتگو خالدہ ادیب خانم کے سامنے دہ
تو خالدہ مسکرائیں اور کہا۔

محترم ملکہ! آپ کا یہہ خیال کہ اسلام نے عورت کی وقعت میں کمی کی درست نہیں اسلا
نے دنیا کے ہر مذہب سے زیادہ عورت کی وقعت کی ہے جس وقت دنیا کا ہر مذہب اور
قوم عورت پر طرح طرح کے مظالم توڑ رہی تھی۔ جب عورت کی حقیقت ایک جانور سے
زیادہ نہ تھی اُس وقت اسلام عورت کی حمایت کو اُٹھا اور اس درماندہ ہستی کو اپنے آغوش میں
لے کر معراج کمال پر پہنچا دیا۔ آج جو کیفیت آپ عام طور پر مسلمان عورت کی دیکھ رہی ہیں
یہ احکام مذہب سے ہزاروں کوس دور ہے جس طرح مسلمان مردوں نے مذہب کی تما
باتوں کو خیر باد کہکر اپنی حالت تباہ و برباد کرلی اسی طرح عورت کے معاملہ میں بھی وہ شیر ہو
اور تمام حقوق غصب کر لئے۔ عورت چونکہ کمزور اور متحمل واقع ہوئی ہے اسکی کمزوری اور تحمل
مرد نے فائدہ اٹھایا۔ تاہم جہاں جہاں تعلیم کے اثرات پہنچ چکے ہیں۔ وہاں نسبتاً حالت درست
گئی ہے لیکن جن ممالک میں خلع کا حق جو عورت کا جائز حق ہے ناجائز قرار دیدیا گیا ہے
وہاں حقیقتاً عورت کی حالت قابل رحم ہے مگر اسلام اسکا ذمہ دار نہیں ہے مسلمان مرد ہیں یا عو
ہے۔ کہ وہ اپنے حق کو نہیں سمجھتی۔ اور سب سے پہلے اپنے حق کو جو ضائع ہوچکا ہے
حاصل کرنا نہیں چاہتیں۔

میں آپ کو اپنے پیغمبر رسول خدا صلعم کے الفاظ سناتی ہوں۔ فرماتے ہیں کہ عورتوں کے معا
میں احتیاط کرنا کہ وہ تمہاری قید میں ہیں۔ میں آپ کو فیصلہ سناتی ہوں کہ جس طرح مردوں کا حق عورتوں
پر ہے اسی طرح عورتوں کا حق مردوں پر ہے۔ اِن احکام کی موجودگی میں یہ خیال کرنا کہ اسلام

عورت کی وقعت نہیں درست نہیں یہ جو کچھ ہو رہا ہے اس کے ذمہ دار مسلمان مرد ہیں۔ پردہ کے متعلق اسلام میں جس قدر پردہ ہے۔ اُس کو آپ خود پسند کر رہی ہیں۔ جو پردہ آپ نے ہندوستان میں دیکھا حاشا و کلا یہ اسلام کا پردہ نہیں ہے۔

ایک ہندوستان پر کیا موقوف ہے قریب قریب ہر جگہ عورت کی حالت زبوں ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ تعلیم کے انتظامات نہیں ہیں۔ اور جس قوم میں بہتر سے بہتر عورتیں پیدا ہو چکی ہیں۔ آج اُس میں بدتر سے بدتر پیدا ہو رہی ہیں۔ جب تک مسلمان عورتوں کی تعلیم کا کافی انتظام نہ ہوگا ہرگز ہرگز مسلمانوں کی حالت درست نہ ہوگی۔ اسلام نے جیسا کہ میں نے ابھی کہا عورت کی حمایت مذہب سے زیادہ کی اور اسلام کا عورت کے متعلق یہ کھلا ہوا فیصلہ ہے کہ عورتوں کی عزت وہی کرتے ہیں جو شریف ہیں اور انکی توہین وہی کرتے ہیں جو نامعقول ہیں۔

جس رنگ میں آپ آج روئے زمین کے مسلمانوں کو دیکھ رہی ہیں یہ اسلام نہیں ہے اسلام کچھ اور ہی چیز ہے جو مسلمانوں کے ساتھ ختم ہو گیا ہے اس وقت صرف اسلام کے بدنام کرنیوالے مسلمان باقی ہیں۔ اگر آپ ان احکام کا مقابلہ کریں جو ہر مذہب میں عورت کے واسطے مقرر ہیں۔ تو آپ ملاحظہ کرینگی کہ اسلام نے عورت کو بہت بڑی اور ممتاز جگہ دی ہے۔ مگر مرد چونکہ مذہب کھو بیٹھے ہیں وہ عورت کے حقوق غصب کرتے ہیں۔ کیوں کسر کرتا اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس وقت تمام دُنیا عورت کے سلسلہ میں اسلام پر حملہ کر رہی ہے۔ افسوس اس بات کا ہے کہ مسلمان اپنے کانوں سے یہ سب کچھ سُن رہے ہیں اور مطلق پرواہ نہیں کرتے۔ یہ ہی اُنکی خود غرضی کا کافی ثبوت ہے۔ اسلام جس نے آزادی کی رُوح پھونکی تھی اور جو حریت و مساوات میں بے مثل تھا جس نے خدا کے سوا ہر شئے کی پرستش حرام قرار دی تھی۔ آج اس میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ وہ آپ کے سامنے ہے۔ عورت واقعی اسلام میں اس قدر دب گئی ہے۔ کہ اگر اس پر شوہر کا بندہ ہونے کا دعویٰ کیا جائے تو ثابت ہونے میں کچھ دقت نہ ہوگی۔ میں اس کی وجہ بیان کر چکی ہوں۔ اور پھر کہتی ہوں کہ نہایت ہوشیاری اور دُور اندیشی سے مردوں نے اس معاملہ میں کام لیا ہے۔ کہ ان کو تعلیم سے محروم کر کے ان کے فرائض صرف خانہ داری پر محدود کر دیئے اُن کو خود نہیں معلوم کہ وہ مرد کی لونڈی نہیں بنائی گئیں۔ وہ قریب قریب برابر کے حقوق لائی ہیں۔ اور

جس طرح ایک شوہر طلاق کا حق رکھتا ہے اسی طرح ایک عورت بھی خلع کا حق رکھتی ہے۔
قرن اولی میں جس طرح خلع کا رواج تھا۔ اُس پر نظر ڈالئے تو معلوم ہو جائیگا کہ عورت کے حقوق کیا
ہیں۔ اور آج عورت کیا کر رہی ہے۔ اور اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔

ملکہ۔ میں خوش ہوں کہ میری تسلی ہو گئی۔ شکریہ۔

(۴۰)

مجھے ہِز مجسٹی ملکہ کون کو سٹنٹ کی طرف سے ہدایت ہوئی ہے کہ میں آپکے مضمون
مورخہ ۲ جولائی کی اشاعت کے سلسلہ میں جس کے بعض واقعات از سر تا پا غلط ہیں مفصلہ ذیل
تحریر ارسال کروں مجھے اُمید ہے کہ آپ اس تحریر کو جس قدر جلد ممکن ہو اپنے اخبار میں شائع فرما دینگے
"یہہ آزادی اور حریت کا دور ہے کوئی سلطنت یا طاقتور انسان یہ جائز حق نہیں رکھتا کہ کسی
اپنے سے کمزور کو اپنی قوت سے دبالے میرے سامنے اتحادی شہزادوں کی درخواستیں پیش ہوئیں
اور یہ درست ہے کہ اُنہوں نے کامیابی کی انتہائی کوشش کی مگر صرف اس لئے کہ وہ طاقتور ہیں
میں مجبور نہ تھی کہ اپنی مرضی کے خلاف اپنی زندگی تباہ و تاراج کر دیتی سٹینڈرڈ کا یہ بیان کہ
میں نے اُن کی درخواستیں قبول کیں اور اُن سے وعدہ کر لیا افسوس ہے اصلیت سے ہزاروں
کوس دُور ہے میں نے کسی حال میں کبھی کسی سے وعدہ نہیں لیا بلکہ ہاں میں خاموش ضرور رہی
اور اگر میری خاموشی رضامندی پر محمول کی گئی تو یہ اُن لوگوں کی غلطی ہے۔ جو ایسا سمجھے ہے
ہیں یا جنہوں نے سمجھا۔

اٹلی کا شہزادہ ضرور میرے ساتھ جہاز میں تھا۔ اور مجھے اقرار ہے کہ اُس نے اپنی محبت
کا جال میرے دل پر پہنچانے میں کوئی کسر نہ کی مگر میں اُس کی تدبیروں کو اچھی طرح سمجھ رہی تھی
اسی طرح میں نے فرانس اور برطانیہ کی سیاست کا بھی اچھی طرح مطالعہ کیا اور خوب سمجھا۔
لیکن کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے کبھی بھی کسی سے وعدہ کیا اور ہاں کی اب ایک یہ سوال پیدا
ہوتا ہے جس کو میرے اوپر بطور الزام کے لگایا جا رہا ہے۔ کہ میں ہوائی جہاز میں بیٹھ کر انگورہ گئی۔
اور سفارتیہ میں غازی اعظم سے گفتگو کی یہ تمام واقعات درست ہیں میرا انگورہ جانا اور
سفارتیہ میں غازی اعظم سے ملنا صحیح ہے لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یورپ اس کو قابل

اعتراض سمجھنے کی اپنے پاس کیا وجوہ رکھتا ہے۔ بالخصوص ایسی حالت میں کہ آج تمام عیسائی مشنری اپنے مذہب کی تبلیغ کر رہے ہیں میں اس وقت مسلمان نہیں ہوئی اور اپنے مذہب آبائی پر قائم ہوں۔ اس وقت میرا مذہب تثلیث ہے اور میں خداوند یسوع مسیح پر ایمان رکھتی ہوں مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ میں مطالعہ مذہب میں مصروف ہوں اور اگر اسلام نے میرا اطمینان کر دیا تو میں مسلمان ہونا باعث فخر سمجھونگی۔ اب رہا غازی اعظم مصطفےٰ کمال پاشا کی محبت کا سوال میں یہ اقرار کرتی ہوئی نہیں ہچکچاؤنگی کہ اس نے جو خدمات اپنے ملک و وطن کی انجام دیں وہ موجودہ دنیا میں بےمثیل ہیں۔ اور اگر میری طبیعت میں ذرہ بھر بھی کمزوری ہوتی تو میں یقین کر لیتی کہ کمال فرشتہ ہے۔ اُس نے جو کار نمایاں انجام دیئے وہ اتنی طاقت رکھتے ہیں کہ اس وقت مسلمان کیا کوئی انسان بھی انجام نہیں دے سکتا میں اس کی قدردان ہوں اور میرا ایمان ہے کہ کمال غیر معمولی انسان ہے سٹینڈرڈ نے یہ مضمون شائع کر کے ثابت کر دیا کہ عیسائی نہایت تنگ دل ہیں وہ اپنے مذہب کی اشاعت کا حق ضرور رکھتے ہیں لیکن وہ اس کو جائز نہیں سمجھتے کہ دوسرے مذہب کی اشاعت ہو۔ یا کوئی شخص کسی دوسرے مذہب کے فلسفہ پر ہی غور کرے تعجب ہے کہ سٹینڈرڈ نے یہ بالکل خیال نہیں کیا کہ یورپ جو آزادی کا دم بھر رہا ہے اس مضمون سے آزادی کا دم بھر دیگا۔ اور دنیا اچھی طرح سمجھ لیگی۔ کہ عیسائیوں کی آزادی کا دعویٰ ہاتھی کے دانت ہیں کھانے کے اور دکھانے کے اور یہ سٹینڈرڈ اسلامی دُنیا میں آئیگا اور مسلمان اس مضمون کو دیکھ کر سمجھ لیں گے۔ کہ آزادی کے لمبے چوڑے دعوے ڈھکوسلے ہیں۔

مجھے تعجب ہے کہ میرے متعلق انعام کا اعلان ہوا ہے میں جب اس کے واسطے خود تیار ہوں کہ جو سوال مجھ سے کیا جائے اُس کا جواب دونگی۔ تو اب تفتیش اور تلاش کیا معنی رکھتی ہے۔ میں جو کچھ کر رہی ہوں وہ علی الاعلان کر رہی ہوں اور جو کچھ کروں گی وہ بھی علی الاعلان کروں گی۔

میرے مستقبل کا فیصلہ جس پر عیسائیوں کی آنکھیں لگی ہوئی ہیں جہاں تک میں غور کرتی ہوں موجودہ خواہشوں کے خلاف ہوگا اور میں اعلان کر دیتی ہوں کہ ان تینوں شہزادوں کی درخواستیں

اُس وقت تک منظور نہیں ہو سکتیں جبتک وہ اپنی ہمت۔ استقلال۔ صداقت اور دیانت سے کمال کے ہم پلّہ نہ ہو جائیں۔ اور جہانتک میرا تجربہ ہے یہ ناممکن ہے۔

نامناسب نہ ہوگا اگر یہ بھی کہا جائے کہ اگر میرے مطالعہ مذہب سے عیسائیوں کو تکلیف ہو تو میں اس کیواسطے آمادہ ہوں کہ جس وقت کسی خاص ایسے نتیجہ پر پہنچوں جو ان کے خلاف ہو تو میں انکو موقعہ دینے کے واسطے تیار ہوں کہ وہ میرے شکوک رفع کر دیں۔

(۱۴)

سلطان وحیدالدین خاموش بیٹھا تھا کہ ایک چوبدار نے بصد ادب آکر عرض کیا کہ جنرل ہیرنگٹن باریابی کا خواستگار ہے۔

سلطان۔ اچھا بلاؤ۔

جنرل ہیرنگٹن۔ میں سب سے پہلے ادب سے قدمبوس ہوتا ہے۔

سلطان۔ سلام۔ میں اس کرم کا ممنون ہوں۔

جنرل۔ ضرورت ہے کہ آپ اس وقت اپنے اقتدار سے کام لیجئے۔

سلطان۔ وہ کیا۔

جنرل۔ آپ قسطنطنیہ میں امن قائم کیجئے۔ اور کمالیوں کو سمجھائیے کہ معاملہ کو طے کر دیں۔

سلطان۔ آپ خود کیوں نہیں انتظام کرتے۔

جنرل۔ میں کیا کر سکتا ہوں اور کمال پاشا پر میرا کیا اثر ہے۔

سلطان۔ آپ یونانیوں کو ہماری سرحدوں سے نکال دیجئے۔

جنرل۔ میں ایسا کیونکر کر سکتا ہوں۔

سلطان۔ تو کیا ترک اپنا گھر یونانیوں کے حوالہ کر دیں۔

جنرل۔ میں یہ بھی نہیں کہتا۔

سلطان۔ پھر کیا فرماتے ہیں۔

جنرل۔ میں صرف امن کا خواستگار ہوں۔

سلطان۔ تو اس کی کوشش کیجئے۔

جنرل۔ اسی میں آپ کی مدد کی ضرورت ہے۔
سلطان۔ یونان پر زور ڈالئے۔
جنرل۔ یہ ہی ہو رہا ہے۔
سلطان۔ یونان کیا کسر چھوڑ رہا ہے۔
جنرل۔ کمالی بھی کچھ رعایت نہیں کر رہے۔
سلطان۔ وہ کیوں کریں۔
جنرل۔ اس لئے کہ امن قائم ہو۔
سلطان۔ وہ اپنا اقتدار زائل نہ کریں گے۔
جنرل۔ آپ سعی کیجئے۔
سلطان۔ میں اُن کے اقتدار پر اثر نہیں ڈال سکتا۔
جنرل۔ خواہ لڑائی جاری رہے۔
سلطان۔ رہے۔ ضرور رہے۔
جنرل۔ ممکن ہے نتیجہ آپ کے موافق ہو۔
سلطان۔ بے عزتی کی زندگی سے عزت کی موت بہتر ہے۔
جنرل۔ اس سے میں بھی متفق ہوں مگر امن ہر حال میں اچھا ہے۔
سلطان۔ یہ آپ کے اور یونانیوں کے اختیار میں ہے۔
جنرل۔ ہم یونانیوں کو دبانے کے لئے تیار ہیں۔
سلطان۔ اُن کو اس سرزمین سے نکال دیجئے۔
جنرل۔ یہ بہت مشکل ہے۔
سلطان۔ تھریس اور سمرنا خالی کیجئے۔
جنرل۔ اتحاد باہم غلط ہو گا۔
سلطان۔ آپ نہ کریں گے۔ تلوار کریگی۔
جنرل۔ افسوس۔ افسوس۔

شاہ قسطنطین والی یونان کی خدمت میں یہ متفقہ یادداشت اتحادیوں کی طرف سے اس غرض سے بھیجی جاتی ہے۔ کہ وہ جس قدر جلد ممکن ہو اس پر عملدرآمد کریں۔ اور ہم کو مطلع کریں۔ کہ بادشاہ نے اس سلسلہ میں کیا کارروائی کی اور انہوں نے ایسے طریقہ اختیار کئے جو اتحادیوں کو مطمئن کر سکتے ہیں۔ ایسے نازک وقت میں کہ یونان کو ترکوں سے نبرد آزما ہونا اور اپنی قسمت کا فیصلہ سمرنا اور تھریس میں کرنا ہے۔ ملکہ کوین کونسٹنٹ کی اس تحریر نے جو سٹینڈرڈ میں شائع ہوئی ایک ایسی آگ بھڑکا دی ہے جس کا فرو ہونا بہت مشکل سے ممکن ہے۔ ملکہ کے بیان سے اچھی طرح واضح ہوتا ہے کہ وہ نہ صرف اتحادی شہزادوں کو اور انکی خواہشوں کو ٹھکرا رہی ہے۔ بلکہ آغوش تثلیث سے نکلکر اسلام کے قلعہ میں داخل ہوئی ہے اگر یہ قیامت خیز احتمال وقوع پذیر ہو گیا تو اس لئے اور صرف اس لئے کہ ملکہ اتحادیوں کے جانی دشمن مسلمانوں کے قبضہ میں جا رہی ہے۔ اتحادیوں کیواسطے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ وہ اپنی جانیں قربان کر دیں۔ اور وہ وقت ہرگز نہ آنے دیں کہ ملکہ کمال کے قبضہ میں پہنچے۔ اتحادیوں نے بارہ مذہبی پیشوا اس کام کیلئے مقرر کر دیئے ہیں۔ کہ وہ تثلیث کے متعلق ملکہ کے شکوک رفع کریں لیکن یہ کوشش اگر ناکام ہوئی اور ملکہ کا رجحان بدستور موجود رہا تو اس کی تمام ذمہ داری یونان پر ہوگی۔ یونان کا فرض ہے کہ وہ اس ناہنجار ملکہ کو جو اسطرح اتحادیوں کی ناک کاٹنے پر آمادہ ہے فوراً زندہ درگور کرے اور اگر یونان اسکا انتظام کرنیسے قاصر ہے تو اتحادیوں کو اجازت دے کہ وہ اپنے طور پر جو کچھ انتظام کر سکتے ہیں کریں اور اس ارتداد کی نوبت نہ آنے دیں۔ مگر سلطنت یونان نے اس نوٹ کیطرف حسب توقع توجہ نہ کی اور ملکہ کوین کونسٹنٹ یونان سے نکلکر دشمن کے پاس چلی گئی تو یونان کو پوری طرح یقین کر لینا چاہئے۔ کہ اس سے پہلے کہ یونان ترکوں سے نبرد آزما ہو کر سمرنا اور تھریس کا فیصلہ کرے اتحادی حملہ ایتھنز کی اینٹ سے اینٹ بجا دیگا۔ اس قاصد کو جو یہ متفقہ نوٹ لیکر روانہ ہوتا ہے صرف ۲۴ گھنٹہ آپکے پاس ٹھہرنے کی اجازت ہے۔ اور امید ہے کہ آپ جس قدر جلد ممکن ہوگا اتحادیوں کے اس مطالبہ کو پورا کر دینگے۔

شاہ قسطنطین جو پہلے ہی آپے سے باہر ہو رہا تھا اس نوٹ کے پہنچتے ہی آگ بگولا ہو گیا اور قاصد کو وہیں ٹھہرایا اور نوٹ ہاتھ میں لے سیدھا ملکہ کے کمرہ میں آیا۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ

غازی مصطفی کمال پاشا کی تصویر اسکے ہاتھ میں ہے۔ اور وہ اسقدر منہمک ہے کہ سر پہ بادشاہ جا کھڑا ہوا
اور اسکو خبر نہ ہوئی اس واقعہ نے بادشاہ کا غصہ اور تیز کیا اور اُس نے پوچھا کون کونسٹنٹ یہ کس کی تصویر ہے
اسطرح بے اطلاع بادشاہ کا آجانا کون کونسٹنٹ کو بہت ناگوار ہوا اور چاہتی تھی کہ کچھ کہے مگر خاموش رہی
اور کہنے لگی یہ مسلمانوں کے سپہ سالار غازی مصطفی کمال کی ہے۔
بادشاہ۔ جو کچھ ہو رہا ہے وہ تو نے سب سن لیا سٹینڈرڈ میں زیر مضمون سب نے دیکھا اور میری نظر سے
گذرا مجھکو پہلے ہی اندیشہ تھا کہ دیکھئے یہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ وہی ہوا اور یہ اتحادیوں کا
متفقہ نوٹ ہے اسکے بعد قسطنطین نے صرف پڑھکر سنایا اور کہا اب تو کیا کہتی ہے ؟
ملکہ۔ یہ اتحادیوں کی کھلی ہوئی بے ایمانی ہے انکو کیا حق ہے کہ وہ کسی کے دل پر زبردستی قبضہ کریں
اور ایک شخص کو جو بوجود کامل کوشش اور غور و خوض کے تبدیل مذہب کرے اپنی طاقت سے روکیں۔
اتنا سنتے ہی قسطنطین کا چہرہ غصہ سے سرخ ہوگیا۔ اُس نے مڑکر ملکہ کا ہاتھ پکڑلیا اور کہا کیا تو
مسلمان ہوتی ہے ؟
ملکہ۔ ابھی تو نہیں۔
بادشاہ۔ تو کیا کسی ....
ملکہ۔ ہاں اگر اسلام کی صداقت ثابت ہوگئی۔
بادشاہ۔ تو میں تجھ کو اب زندہ نہ چھوڑونگا۔
ملکہ۔ یہ آپ کو اختیار ہے۔
اب قسطنطین کی حالت اور خراب ہوئی۔ وہ تھر تھر کانپنے لگا۔ اُس نے ملکہ کا ہاتھ مروڑا
اور کہا کمبخت ناہنجار کیا بک رہی ہے ؟
ملکہ۔ اظہار حقیقت ہے میں ایک ایسے مذہب میں رہنا چاہتی ہوں جس کی صداقت کی میرا
دل گواہی دے رہا ہے۔ اور میں اُس کی متلاشی ہوں۔
بادشاہ۔ تثلیث سے تو مطمئن نہیں ہے۔
ملکہ۔ اس دل کو اطمینان نہیں۔
بادشاہ۔ پھر کس بات کا ہے ؟

ملکہ۔ بحث مذہب کی ہے کہ کونسا مذہب سچا ہے۔
بادشاہ۔ او کمبخت ہوش میں آ۔
ملکہ۔ ہوش میں ہوں۔
بادشاہ۔ تاراج کرونگا۔
ملکہ۔ خوشی سے۔
بادشاہ۔ قتل کرونگا۔
ملکہ۔ کیا مضائقہ ہے؟
بادشاہ۔ اسلام پر لعنت بھیج۔
ملکہ۔ اور تثلیث پر کیا کروں۔
بادشاہ۔ سینہ سے لگا۔
ملکہ۔ اگر حقانیت ہے۔
بادشاہ نے ملکہ کی گردن پکڑ لی اور کہا اگر کہا۔
ملکہ۔ بحث طلب ہے۔
بادشاہ۔ گستاخ۔ سزا پائیگی۔
ملکہ۔ تیار ہوں۔
بادشاہ۔ پھر غور کر۔
ملکہ۔ خوب کیا۔

اس کے بعد قسطنطین نے حکم دیا کہ فوج کا ایک دستہ ملکہ کو اپنی حراست میں لے لے

(۴۳)

ہاں مجھے معلوم ہے کہ اتحادیوں میں سے کسی ایک کی جمعیت یونان کی مدد کو آئی ہے افسوس اس امر کا ہے کہ یہ لوگ زبان سے کچھ کہتے ہیں اور کرتے کچھ ہیں اگر انکو مقابلہ کرنا ہے تو کھلم کھلا سامنے آئیں اور دیکھیں کہ کیا ہوتا ہے۔ یہ کیا کہ زبان سے تو ہمارے ہوا خواہ اور دوست اور اندرونی طور پر ہمارے دشمن۔

خفی پاشا۔ مگر غازی اعظم ہم کو مطلق پرواہ نہیں ہے۔ گذشتہ معرکہ میں مَیں نے خود غور سے دیکھا مقتولین اتحادی تھی اور یقیناً یونانی نہ تھے۔ جب وہ آپکو مد دے رہے ہیں۔ اور شروع سے آپ کی فتح کے کوشاں ہیں تو پھر شکایت کیا۔ وہ ایک دفعہ نہیں ہزار دفعہ اور ایک چیز سے نہیں ہر چیز سے مدد دیں۔ مگر ترکوں کی شجاعت ان بزدلوں میں کہاں سے پیدا کر دیں گے۔

پاشا۔ مجھے ایک ضروری بات عرض کرنی ہے۔ اور وہ یہ کہ ہمارے جس قدر قیدی یونانین کے پاس موجود ہیں اُنکی حالت نہایت زار و نزار ہے اور معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ اُن میں سے بعض مظالم کی تاب نہ لا کر مر بھی گئے لیکن ہمارے پاس جو قیدی ہیں وہ دودھ کی فرمائش کر رہے ہیں۔

غازی اعظم۔ یہ قیدی اُس وقت تک دشمن تھے جبتک آزاد تھے لیکن اب جبکہ وہ ہماری قید میں ہیں تو دشمن نہیں مہمان ہیں۔ اور اُنکی خاطر مدارات تمہارا فرض ہے۔ اُنکی جائز خواہش کی جہاں تک ممکن ہو تعمیل کرنی چاہئے۔ اور اُنکے افسروں کو خوش رکھنے کی کوشش کرو۔

خفی پاشا۔ تعجب یہ ہے کہ بعض نو عمر لڑکے ہیں اور بعض ضعیف العمر بلکہ ایسے ضعیف کہ اُنکی صورت دیکھکر رحم آتا ہے۔ ایک شخص تو ایسا بیمار ہے کہ شاید مشکل ہی سے جانبر ہو۔

پاشا۔ بچوں اور بڈھوں کا اور زیادہ لحاظ کرو۔ اور جہاں تک ممکن ہو کسی کو تکلیف نہ پہنچے

خفی پاشا۔ دشمنوں کی کمینہ حرکات کا خیال نہ کرنا۔ اپنے مقدس مذہب کی روایات کو ہاتھ سے نہ دینا۔

خفی پاشا۔ غازی اعظم انشاءاللہ ایسا ہی ہوگا۔ اور کوئی بات قابل اعتراض نہ ہوگی۔

غازی اعظم۔ اعتراض کا مطلق لحاظ نہ کرنا۔ ہمارے اعتراضات کا یورپ پر کیا اثر ہوا اور ہوتا ہے جو ہم اُس کے اعتراض سے ڈریں۔ مگر لحاظ اپنے احکام کا رکھنا ہے۔ تم کو معلوم ہوگا مشہور اسلامی سپہ سالار خالد بن ولید نے اسلام کے مقام پر ایک بڈھے راہب کی گالیاں سنیں اور تیوری پر بل نہ آیا۔ صرف اس لئے کہ اسلام کے احکام میں یہ شامل تھا۔ کہ بڈھوں کا احترام کرنا۔ ہمارا کام جہاں دنیا کو اس وقت اپنی ہمت و شجاعت دکھانا ہے وہاں اپنے مذہب کی حقانیت بھی ثابت کر دینی ہے۔ یہ قیدی ہمیشہ نہ رہینگے مگر ضرورت یہ ہے کہ جس وقت رہا ہو کر جائیں تو اسلام کا کلمہ پڑھتے ہوئے جائیں۔

خفی پاشا۔ ہم تو انشاءاللہ اپنی طرف سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرینگے مگر یہ وہ روش

لوگ ہیں کہ کبھی ممنون اسلام نہ ہونگے۔

غازی اعظم۔ ہم جو کچھ ان کے ساتھ کر رہے ہیں یا کرینگے وہ اس توقع پر نہیں کہ یہ ہمارے احسانات کا اعتراف کریں۔ ہم اپنا فرض ادا کر رہے ہیں۔ اور اسلام نے جو حکم دیا اسکی تعمیل۔ اگر یہ آج ہمارے احسان کو تسلیم نہ کریں تو ہم کو اس کی پرواہ نہیں۔ کیونکہ ہم ان سے یہ توقع ہی نہیں رکھتے۔ مگر وہ وقت آئے گا اور ضرور آئے گا۔ کہ ان ہی سپہ رد لوگوں کی زبانیں کسی نہ کسی وقت اور کسی نہ کسی موقعہ پر مذہب اسلام کی حقانیت کا اقرار کریں گی۔

حقی پاشا۔ بہت خوب! زندہ باش غازی مصطفےٰ کمال۔

(۴۴)

میں آج اتحادیوں کی قید میں ہوں تم لوگ یہ سمجھ کر خوش ہو مگر تم کو معلوم نہیں کہ تم میرے دل کو قید نہیں کر سکتے۔ میں جو اعلان کر چکی ہوں اس کو پورا کرونگی۔

پرنس۔ اس وقت کہ یہاں میرے اور تمہارے سوا کوئی نہیں ہے میں اے ملکہ عالم بصد ادب عرض کرتا ہوں کہ خدا کا واسطہ میری حالت پر رحم کیجئے۔ اور مجھے غلامی میں قبول کیجئے۔ اور اگر میری یہ التجا شرف قبولیت نہیں حاصل کر سکتی تو یہ خنجر لیجئے اور میرا کام تمام کر دیجئے

ملکہ۔ مجھے آپ کے قتل سے کیا واسطہ۔ مگر آپ کا یہ خیال کہ مجھ کو قید کر کے بالجبر میرے دل پر قبضہ ہوگا۔ بالکل لغو ہے۔

پرنس۔ اے ملکہ آج اس صورت سے زیادہ حسین دنیا میں نہیں۔ ہائے ایسی بے مثل صورت پر ایسی پتھر دل۔ اے ملکہ رحم کر میں شوہر نہیں پرستار اور مالک نہیں غلام رہونگا۔

ملکہ۔ آپ کو حق نہیں کہ اس خواہش پر مجبور کریں۔ بار بار اصرار سے کیا حاصل ہے۔ آپ مجھ کو اُن حضرات کی خدمت میں لے چلئے جو میری تقدیر کا فیصلہ کرنے جمع ہوئے ہیں مگر اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ میں اپنا فیصلہ خود کرونگی۔ اور کوئی نہیں کر سکتا۔

پرنس۔ اس میں شک نہیں کہ دولت طاقتوں سے کمزور ہے مگر میں یقین دلاتا ہوں کہ اطاعت اور خدمت میں دونوں سے سبقت لے جائیگی۔ میں سوچتا ہوں کہ محض آپ کے کرم سے ایک انسانی زندگی تباہی و بربادی سے بچتی ہے خدا کا واسطہ ملکہ رحم۔

ملکہ۔ میں اس سوال کا جواب اور اس التجا پر غور کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہوں یہ کیفیت جو آپ کی ہے اکثر کی ہے۔ اس لئے آخر مجھے بتائیے تو سہی کہ آپ کو کیا حق ہے۔ کہ آپ مجھے مجبور کر رہے ہیں۔

پرنس۔ میں مجبور نہیں کر رہا ہوں تو منت و سماجت سے ایک درخواست پیش کرتا ہوں۔

ملکہ۔ اس کو تو میں طے کر چکی مجھے ان حضرات کی خدمت میں لے چلئے جو میری قسمت کا فیصلہ کرنے کیلئے جمع ہوئے ہیں

پرنس۔ وہاں جانے سے کیا حاصل ہوگا۔ یہیں معاملہ طے کیجئے۔

ملکہ۔ فضول باتوں میں اپنا اور میرا وقت ضائع نہ کیجئے۔ میں جو کچھ کہنا تھا وہ کہہ چکی۔ اب آپ بے سود کوشش کرتے ہیں۔ چلئے مجھے پارلیمنٹ میں لے چلئے میں وہاں معاملہ طے کروں گی۔

پرنس۔ آپ گھبرائیے نہیں ہم آپ کے نازک قدموں کو تکلیف دینا نہیں چاہتے۔ انتھا وری پارلیمنٹ یہیں حاضر ہوتی ہے۔

ملکہ یا جنگ یورپ نے جو آگ روئے زمین پر مشتعل کی وہ تو کبھی نہ کسی طرح فرو ہوگی لیکن آپ نے جو آگ بھڑکا دی ہے۔ وہ کسی طرح بجھتی نظر نہیں آتی۔ آپ غضب کر رہی ہیں بھلا خیال تو کیجئے کیا آپ کے اپنے ہاں شہزادوں کی کمی ہے۔ ایک سے ایک بہتر اور برتر آدمی آپ کی محبت کا شیدائی ہے۔ ہر سلطنت آپ کی نظر توجہ کی منتظر ہے۔ مگر آپ ان سب کو چھوڑ کر ایسی جگہ نظر ڈال رہی ہیں۔ جو ہم سب کی ناک کاٹ دے۔ بھلا تاریخ میں اس سے زیادہ قیامت خیز واقعہ کیا ہوگا کہ اس وقت جب ترک اور یونان کی لڑائی ہو رہی تھی اور فریقین اپنی عزت آبرو اپنے وطن اور جانیں اپنے مذہب پر قربان کر رہے تھے۔ یونان کی ملکہ مسلمان ہوئی اور اپنی عصمت مسلمانوں کے حوالہ کی۔ آپ خود غور کیجئے۔ اور ہمارے خاطر نہیں صرف تثلیث کی خاطر اپنا قصد اس وقت تک کے واسطے ملتوی کر دیجئے۔ جبتک اس لڑائی کا فیصلہ ہو گو آپ اس وقت قیدی ہیں۔ مگر یہ محض دور اندیشی ہے۔ آپ کا ادنیٰ اشارہ پاتے ہی یہ قید خانہ آپ کے واسطے جنت بن جائیگا۔ ملکہ محترم ہم کو خود افسوس نہیں قلق ہے۔ کہ ہمارے ہاتھوں آپ کے نازک جسم کو یہ تکلیف اٹھانی پڑ رہی ہے۔ اگر ان تینوں شہزادوں میں کسی کی خدمات آپ کو پسندیدہ نہیں ہیں۔ تو ہم میں سے کسی کو یہ

حق حاصل نہیں ہے کہ آپ کو مجبور کرے۔ ہم بمنت یہ التجا ضرور کریں گے کہ آپ صرف اس قدر وعدہ کر لیجئے کہ جو قصد آپ نے ظاہر کیا ہے وہ اُس وقت تک کے واسطے ملتوی کیجئے جب تک لڑائی کا فیصلہ ہو۔ آپ آزاد ہیں اور یورپ میں جس مقام پر رہنا چاہیں بود و باش اختیار کریں۔ ہاں لڑائی کے فیصلہ کے بعد آپ کو اپنی مرضی کا اختیار ہے۔

(کرزن)

محترم ملکہ! آپ ہم سے زیادہ غیرت و احساس قومی رکھتی ہیں۔ میں آپ کی خدمت میں صرف اس قدر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو کچھ آپ کے ساتھ کیا گیا محض بدرجہ مجبوری تھا ورنہ کس کی طبیعت یہ گوارا کر سکتی تھی کہ آپ قصر شاہی کو چھوڑ کر اس تنگ و تاریک قیدخانہ میں آئیں۔ مگر ہم کو کیا کریں۔ جو کچھ آپ کرنا چاہتی ہیں اگر وہ ہو گیا تو دُنیا میں ہم کو مُنہ دکھانے کی جگہ نہیں۔ آپ کو ہم یہ نہیں کہتے اور ہرگز نہیں کہتے کہ ان تینوں سلطنتوں کے کسی شہزادہ کا پیغام منظور کریں۔ آپ کو اختیار ہے کہ آپ جس طرح چاہیں اُن کو جواب دیں۔ لیکن اب ہماری عزت و آبرو اور اگر سچ پوچھیے تو تثلیث کی لاج آپ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ خداوند یسوع مسیح پر رحم کیجئے اور اُس وقت تک اس سرزمین سے باہر نہ جائیے۔ جبتک یونانی لڑائی کا فیصلہ نہ ہو جائے ہم آپ سے وعدہ کرتے ہیں۔ کہ اگر آپ نے ہماری التجائیں قبول کریں۔ تو ہم ہر طرح آپ کے ساتھ ہیں اور پھر ہم میں سے کسی سلطنت کی مجال نہیں ہے کہ آپ کی خواہش کے خلاف آپ کو شادی پر مجبور کرے (موسیو برانڈ)

میرے پرنس نے جو کچھ عرض کرنا تھا وہ عرض کیا اگر وہ منظور خاطر ہو تو اٹلی کا ہر ذرہ بلکہ عالم آپ کے ہر قدم کو سر آنکھوں پر رکھے گا۔ اگر وہ قابل منظوری نہ ہو تو میں بھی ہرگز یہ حق نہیں رکھتا کہ آپ کو اس درخواست کے منظور کرنے پر مجبور کروں۔ البتہ نہایت ادب سے التماس کروں گا کہ اے مہ جبین ملکہ خدا کے واسطے ہماری آبرو کو آپ دشمن سے بچائیے اور تثلیث کے ماتھے پر کلنگ کا ٹیکہ نہ لگنے دیجئے۔ غضب ہے کہ یونان ظالم ترکوں سے لڑ رہا ہو اُس کے سامنے تثلیث کے سوا کچھ نہ ہو۔ اور خود یونان کی شہزادی آزادانہ دیبا کا نہ مصطفےٰ کمال کے پہلو میں جا کر بیٹھے۔ ہم کو اب بھی اگر سچ پوچھو تو دنیا میں منہ دکھانے کی جگہ

نہ رہی۔ اور اگر خدانخواستہ یہ احتمال پورا ہو گیا تو ہماری ناکیں کٹ گئیں۔ ہماری عزتیں خاک میں مل گئیں۔ اور ہماری آبرو برباد ہوئی۔

ملکہ۔ آپ حضرات کو جو کچھ فرمانا تھا وہ فرمایا یا اور کچھ فرمائیے گا۔

اتحادی۔ ہاں کہہ چکے۔

ملکہ۔ میں نے سُن لیا۔

اتحادی۔ جواب کی ضرورت ہے۔

ملکہ۔ میں اپنے قصد پر قائم ہوں۔

اتحادی۔ یعنی مسلمان ہونے پر۔

ملکہ۔ اس قصد کا اظہار تو نہیں کیا۔

اتحادی۔ مصطفٰے کمال سے شادی کرنے پر۔

ملکہ۔ یہ بھی ابھی نہیں کیا۔

اتحادی۔ پھر کیا کیا۔

ملکہ۔ اخبار پڑھ لیجیے۔

اتحادی۔ اتنی فرصت نہیں ہے۔

ملکہ۔ بس تو رخصت ہو جائیے۔

اتحادی۔ ناکام۔

ملکہ۔ قطعی۔

اتحادی۔ یہ قید بُری ہے۔

ملکہ۔ بہت اچھی ہے۔

اتحادی۔ کیوں۔

ملکہ۔ میرا ضمیر مشکل ہے۔

اتحادی۔ پھر غور کیجیے۔

ملکہ۔ بے سود ہے۔

اتحادی - ضرورت ہے -
ملکہ - مطلق نہیں -
اتحادی - تباہی کا سامنا ہوگا -
ملکہ - خوشی سے -
اتحادی - جان عزیز ضائع ہو گی -
ملکہ - بہت خوشی سے -
اتحادی - کمال دنیا کی بدترین ہستی ہے -
ملکہ - واقعات برخلاف ہیں -
اتحادی - کیا ہیں -
ملکہ - ثابت ہو رہے ہیں اور کر چکے کہ موجودہ دُنیا کی بہترین ہستی ہے -
اتحادی - شرم کر - ملکہ شرم کر -
ملکہ - صداقت میں شرم ظلم ہے -
اتحادی - یہ صداقت نہیں ہے -
ملکہ - یقیناً ہے -
اتحادی - ہم اگر تو نے ضد دلائی تو چشم زدن میں اُس کا خاتمہ کر دیں گے -
ملکہ - ناممکن ہے -
اتحادی - ضد نہ دلا -
ملکہ - سچی بات کہے جاؤں گی -
اتحادی - ہم یونان کے ساتھ ہیں -
ملکہ - وہ سب کو کافی ہے -
اتحادی - زبان روک -
ملکہ - ہرگز نہیں -
اتحادی - اچھی بات ہے -

جنرل تھیوڈوکس اور منگلوس دونوں جنرل میدان جنگ میں خود آ گئے۔ اور وہ قیامت خیز آتش باری کی کہ آسمان وزمین دونوں تھرا گئے مسلسل ومتواتر آٹھ گھنٹہ تک توپیں گولے برسائے اور اس طرح کہ زمین تیرہ وتار ہو گئی۔ دو بجے کے قریب پورا یقین کرنے کے بعد کہ ترک سمرنا سے ہزاروں کوس دور بھاگ گئے بشرطیکہ کچھ باقی ہوں ورنہ تمام تباہ ہو گئے ہوں گے۔ جنرل تھیوڈوکس نے کہا اگر انگورہ پر اسی طرح آتشباری ہوتی تو محال تھا کہ ترک زندہ رہتے۔ یہ وہ نقشہ ہے جس نے طرابلس میں جہاں شیخ سنوسی کی تازہ دم افواج ہزاروں کی تعداد میں جمع ہوئی اور جہاد کے نام سے پکاری گئی۔ دھوم مچادی اور ہم صرف چھ گھنٹہ میں طرابلس پر قابض ہو گئے مگر یہ سامنے فوج کیوں کھڑی کی ہے۔

گیبولاس۔ وہاں تو کوئی فوج نہیں ہے۔

ابھی گیبولاس کا جواب ختم بھی نہ ہوا تھا۔ کہ ایک سپاہی دوڑا ہوا آیا اور کہا غضب ہو گیا۔ ہم جس مقام کو خالی سمجھے ہوئے تھے۔ وہ ترکوں سے لبریز تھا۔ وہ دیکھئے قتل عام کرتے ہوئے آ رہے ہیں۔

تھیوڈوکس۔ فوراً توپوں کو تیار کرو اور گولہ باری شروع کر دو۔

گیبولاس۔ گولہ باری کیسی وہ دیکھئے دشمن کے ہوائی جہاز سر پر آ پہنچے اور لیجئے اب انہوں نے گولہ باری شروع کر دی۔ اوہ اوہ غضب ہو گیا۔ عقب کی تمام فوج اُن کی اوپر آ گئی۔

تھیوڈوکس۔ اوہ اوہ ستم ہو گیا۔

گیبولاس۔ لیجئے وہ فوج پیچھے ہٹی۔

تھیوڈوکس۔ اب کیا سکتی ہے ہٹنا پڑیگا۔ ترک آن پڑے۔ اوہ وہ سب قتل ہو رہے ہیں۔ بگل دو کہ پیچھے ہٹیں۔

گیبولاس۔ اب ہٹ بھی نہیں سکتے سب گرفتار ہوں گے۔

تھیوڈوکس۔ ہونے دو ہتھیار ڈالدینے چاہئیں۔
ہولاس۔ پیچھے ہٹو۔ پیچھے ہٹو۔ پیچھے ہٹو۔

(۷۶)

میں صرف اتنا کہنے آیا ہوں کہ اتحادیوں نے جو سلوک آپ کے ساتھ کیا وہ ہرگز
س پر خوش نہیں ہیں۔ اور جس طرح آپ قید میں ہر قسم کی تکلیف اُٹھا رہی ہیں۔ اسی
طرح وہ بھی ہر لحہ اس فعل پر متاسف ہیں۔ اور میں ان تینوں کی طرف سے آپ کو یہ پیغام
دینے آیا ہوں۔ کہ اگر آپ اب بھی اپنی ضد سے باز آجائیں تو اتحادی آپ کے اعزاز
احترام کو تیار ہیں۔
ملکہ۔ میں جو کچھ اعلان کر چکی ہوں اور جو کچھ میری زبان سے نکل چکا ہے۔ وہ اٹل ہے
س میں کسی قسم کا تغیر نہ ہوگا۔ اس قید کی حالت میں مجھ کو تثلیث پر غور کرنے کا اچھی طرح
وقعہ ملا۔ مگر افسوس کہ جس قدر میں نے اس کے قریب پہونچنے کوشش کی اتنی ہی
دور جا رہی ہوں۔
پیامبر۔ خدارا ملکۂ محترم ایسے الفاظ زبان مبارک سے نہ نکالئے آپ حکومت کی مالک
یں اور رہیں گی۔ آپ کے قبضۂ قدرت میں ہزارہا مخلوق ہوگی۔ آپ اپنی رعیت کی
طرف دیکھئے۔ جن کی جانیں اس وقت اسلام کے خلاف لڑ رہی ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں
جنہوں نے اپنے گھر بار تک مسلمانوں کے خلاف قربان کر دیئے۔
ملکہ۔ آپ بھی اتحادیوں کی طرح نہایت کمزور اور لایعنی گفتگو کر رہے ہیں مجھ کو تثلیث
سے عداوت ہے اور اسلام سے محبت۔ میں صرف یہ چاہتی ہوں کہ حقانیت کی تلاش
کروں۔ میرے دل میں جو قوت اسلام سے پیدا کی گئی ہے اس لئے کہ میں نے اسی ما
ں دودھ پیا جو توحید کی دشمن تھی۔ ایسے باپ کی گود میں پلی جو مسلمانوں کے خون کا پیاسا
تھا۔ اس کے اثرات اب تک موجود ہیں۔ مگر میں لرز جاتی ہوں جب یہ خیال آتا ہے کہ
محض اس لئے کسی مذہب پر قائم رہنا کہ وہ آبائی ہے انتہائی غلطی ہے۔
پیامبر۔ ملکۂ محترم! میں اب اس تہیہ پر پہنچا ہوں کہ آپ کو راہ راست پر لانے کی کوشش

بیکار ہے۔
ملکہ۔ بیشک! میں کسی کے سمجھانے سے ہرگز ہرگز اپنے خیالات سے باز نہ آؤنگی خواہ وہ کچھ ہی ہوں۔
پیامبر۔ اب ملکۂ عالم آپ قتل کے واسطے تیار ہو جائیے۔ یہ تلوار آبدار آپ کی گردن تن سے جدا کرنے آئی ہے۔
ملکہ۔ اوہ اوہ تم کون ہو۔ تم کہتے تھے، میں پیامبر ہوں؟
پیامبر۔ میں پیامبر ہوں۔ مگر مجھے حکم ہے کہ اگر آپ راہ راست پر نہ آئیں تو قتل کر دوں اور آپ کا سر اتحادیوں کے سامنے پیش کروں۔ یہ صرف اتحادیوں ہی کا فتویٰ نہیں۔ خود آپ کی اپنی سلطنت یونان کا بھی یہی فیصلہ ہے۔
ملکہ۔ میں نہایت خوشی سے قتل کے واسطے تیار ہوں۔
پیامبر۔ آپ دوزانو ہو جائیے۔

(۴۷)

مرحبا مرحبا بہادرانِ اسلام تم نے اپنی تیغ آبدار کے وہ جوہر دکھائے کہ یونانی دنگ رہ گئے۔ اور اتحادیوں کا رنگ فق ہوا۔ وہ سمجھے ہوئے تھے کہ ان اژدہا توپوں کی آتش باری نے ترکوں کا خاتمہ کر دیا۔ مگر یہ خبر نہ تھی کہ عنقریب پردۂ غیب سے کچھ اور ظہور میں آنے والا ہے۔ اُن کا نقشہ بگڑ گیا۔ حالت خراب ہو گئی۔ اور اب جو بچے کھچے باقی رہ گئے ہیں۔ وہ بھی دم توڑ رہے ہیں۔ معلوم ہو گیا کہ قسطنطین ناشاد و ناکام ایتھنز چلا گیا۔ اور اس نے تھیوڈوکس کو میدان میں بھیجا۔ یہ کل کا معرکہ جو میری جان نثار قوم تو نے کل سر کیا۔ تھیوڈوکس کی سپہ سالاری میں تھا مرحبا مرحبا مگر شجاعانِ اسلام! ابھی ایک بات اور کہنی چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ ہم مسلمان ہیں اور ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ قادر ذوالجلال اتنی قدرت رکھتا ہے۔ کہ ایک دم میں جو چاہے کرے۔ "وتعز من تشاء و تذل من تشاء" جس کو چاہے عزت دے جس کو چاہے ذلت دے۔ ہم ابھی پورے مطمئن نہیں ہوئے۔ ہم کو اسکی اعانت کی ہر وقت

ضرورت ہے۔ اور ہم کو اس کی عنایت کا ہر وقت ملتجی رہنا چاہئے۔ ابھی ہم کو ایک مہم اور باقی ہے اور وہ آج کا مبارک روز ہے۔ یہ آفتاب جو آج طلوع ہؤا ہے کون کہہ سکتا ہے کہ کیا دیکھنے کے واسطے نکلا ہے۔ ممکن ہے خدانخواستہ تمہاری ہزیمت ہے اور اُمید ہے انشاء اللہ تمہاری فتح دیکھے گا۔ اپنی فتح پر نازاں مت ہو۔ ابھی جو کام کرنا ہے وہ نہیں ہؤا مجھ کو معلوم ہؤا ہے کہ کل ہی پوری کمک یونان کی مدد کو پہنچی ہے۔ اُنہوں نے سمرنا کے متصل اپنا خط جنگ قائم کیا ہے۔ اور وہ اب اس قدر خوش ہیں۔ . . . . . کہ اُن کو رات کاٹنی مشکل ہے۔

میں ہمیشہ کہتا ہوں اور آج پھر اعادہ کرتا ہوں۔ کہ ہم جس مدد پر نازاں ہیں اور ہم کو جس مدد اور اعانت کی ضرورت ہے۔ وہ انسانی نہیں خدائی مدد ہے۔ وہی ہمارا بیڑا پار کرے گا۔ اور اس وقت اسلام کی شرم رکھے گا۔ اُسی سے لو لگاؤ۔ وہ تمہارے ساتھ ہے اب تم لوگ اے میرے عزیزو اور بہادرو نماز فجر سے فارغ ہو چکے ہو تلواریں تمہاری میانوں میں ہیں میدان جنگ سامنے اور دشمن پیش نظر کلمۂ توحید پڑھتے ہوئے آگے بڑھو اور اُس وقت تک نہ رکنا۔ جب تک سمرنا کی زمین تمہارے قدم نہ چوم لے۔ تمہارے سامنے فتح سے زیادہ قیمتی چیز شہادت ہے۔ اگر یہ بھی میسر ہوئی تو زہے نصیب بسم اللہ کرو اور خدائے برتر و برحق سے دعا مانگ کر حملہ کرو۔

(۴۸)

یہ کچھ کم تعجب کی بات نہیں ہے۔ کہ وہ لوگ جو چاروں طرف آزادی کے گیت گاتے ہیں اور خود اپنے مذہب کی اشاعت میں کسی طرح کمی نہیں کرتے اس موقعہ پر جب ملکہ کون کوسٹنٹ اسلام کی طرف مائل ہوئی ہے طاقت سے کام لیتے ہیں ہم نے تعجب اور کامل تعجب سے سنا کہ ملکہ کون کوسٹنٹ اس جرم میں کہ وہ غازی اعظم سے ملی اور اُس کے کمال کا اعتراف کیا اس جرم میں اور صرف اس جرم میں کہ وہ اسلام کی طرف رجوع ہے۔ فرانس کے حکم سے قید کردی گئی۔ اور اٹلی کے مظالم اس بُری طرح سے ٹوٹ رہے ہیں کہ سننے والے دنگ رہ جاتے ہیں ہم کو پورے طور پر معلوم ہؤا ہے کہ اٹلی کی حکومت نے

یونان کو اطلاع دی ہے کہ اگر ملکہ کون کوسٹنٹ مسلمان ہوئی یا یونان سے نکل گئی تو وہ ترکوں کی لڑائی کے نتیجہ کا انتظار نہ کریگی اور فوراً حملہ کریگی اور اندیشہ ہے کہ اینٹ سے اینٹ بجا دی جائیگی۔ چنانچہ یونان نے اس نوٹ سے متاثر ہو کر ملکہ کون کوسٹنٹ کو اتحادیوں کی خدمت میں بھیج دیا او اب وہ اٹلی کے سنگین پہرہ میں قید ہے۔

۲۸ تاریخ کی صبح کو شہزادہ اٹلی نے اپنی انتہائی کوشش میں ناکام ہونے کے بعد ایک پیغامبر کے ذریعہ یہ کہلا کر بھیجا کہ اگر ملکہ تینوں شہزادوں کی درخواست منظور نہیں کرتی تو کم از کم اپنا اسلام اگر وہ اس کو پسند کرے اس وقت تک پوشیدہ رکھے۔ جب تک ترکوں اور یونانیوں کی لڑائی کا تصفیہ ہو۔

ملکہ کون کوسٹنٹ نے اس تجویز کے منظور کرنے سے انکار کر دیا۔ اور اس کے بعد شہزادہ اٹلی کے پیامبر نے موت کا حکم سُنا دیا۔

افسوس ہے کہ اس وقت جبکہ یہ عالی مرتبت ملکہ اپنی ضد پر پوری طرح قائم تھی اور اُس نے اٹلی کو بُری طرح دھتکارا جلاد نے ۲۹ تاریخ کی دوپہر کو قیدخانہ میں ملکہ کا سر تن سے جدا کر دیا۔

ابھی جسم کے دفن اور سر کے انجام کے متعلق کوئی اطلاع نہیں ملی۔

ابن عیسیٰ (سٹینڈرڈ)

(۴۹)

ملکہ! اب آپ بتا دیں؟

ملکہ - نہایت خوشی سے۔

جلاد - میں پھر عرض کرتا ہوں کہ غور کیجئے۔

ملکہ - کہہ چکی مطلق ضرورت نہیں۔

جلاد - میرے ہاتھ خون میں نہ رنگوائیے۔

ملکہ - فضول گفتگو مت کرو۔

جلاد - آپ خداوند سے آخری دعا کیجئے۔

ملکہ۔ تم کو اصرار کی ضرورت نہیں۔

جلاد۔ پھر کہتا ہوں غور کیجئے۔

ملکہ۔ مطلق ضرورت نہیں۔

جلاد۔ یہ دیکھئے تلوار اُٹھتی ہے۔

ملکہ۔ شوق سے۔

جلاد۔ آخری بات کہتا ہوں۔

ملکہ۔ کیا؟

جلاد۔ پھر غور کیجئے۔

ملکہ۔ مت بک۔

جلاد نے تلوار اُٹھائی مگر اس سے پہلے کہ اس کی تلوار ملکہ کے سر کو تن سے جدا کرے ایک غیبی تلوار جلاد کے سر پر پڑی جس نے اس کا سر تن سے جدا کر دیا اور وہ زمین میں تڑپنے لگا۔ جلاد کے تڑپتے ہی ملکہ جو خود قتل کے واسطے تیار تھی گھبرا کر اٹھی اور سامنے دیکھ کر ٹھٹکی۔ اور کہنے لگی۔

ہائیں۔ ہائیں مصطفیٰ کمال محسن۔

غازی۔ خاموش۔ خاموش۔

ملکہ۔ یہاں کہاں؟ یہاں تو چپہ چپہ پر دشمن ہیں۔

غازی۔ کچھ اندیشہ نہیں۔ میں اٹلی کے بھیس میں ہوں۔

ملکہ۔ خدا نگہبان ہے۔

غازی۔ ہاں وہی سب سے بہتر نگہبان ہو سکتا ہے۔

ملکہ۔ کس طرح آنا ہوا۔

غازی۔ خوب!

ملکہ۔ یعنی کس ذریعہ سے؟

غازی۔ سرنگ سے۔

ملکہ۔ کہاں ہے؟

غازی۔ یہ قدموں کے نیچے۔

ملکہ۔ کمال۔ کمال۔ کمال۔

غازی۔ اچھا خدا حافظ

ملکہ۔ نہیں۔

غازی۔ کیوں؟

ملکہ۔ میں بھی چلوں گی۔

غازی۔ بسم اللہ۔

ملکہ۔ سرنگ میں اُتروں۔

غازی۔ یہ کپڑے اُتار دو۔

ملکہ۔ پہنوں کیا؟

غازی۔ جلاد کے۔

ملکہ۔ اچھا۔

کمال اور ملکہ دونو اس کے بعد سرنگ میں داخل ہو گئے۔

(۱۵۰)

"قیدی ملکہ غائب"

حکومت اور ارکین حکومت سب اس واقعہ سے دنگ ہیں کہ ۲۹ تاریخ کی دوپہر کے بعد جب پیامبر اس غرض سے ملکہ کون کوسٹٹ کی خدمت میں اُتلی کا یہ حکم لیکر پہنچا۔ کہ اگر ملکہ اس شرط کو منظور نہ کرے کہ یونان و ترکی کی لڑائی تک بالکل خاموش رہے۔ تو اسکو قتل کر دینا چاہئیے۔ تو ملکہ نے پیامبر کی اس شرط کو نامنظور کر دیا۔ اور جب پیامبر نے ملکہ کو قتل کا حکم سنایا۔ اور دونو ہونے کو کہا تو ملکہ قتل کے واسطے تیار ہو کر بیٹھ گئی۔ مگر نہ معلوم کیا اتفاق ہوا۔ کہ شام کے وقت پیامبر کا انتظار کرنے کے بعد جب دوسرے لوگ قید خانہ

میں داخل ہوئے تو جلاد کی گردن تن سے جدا تھی اور ملکہ وہاں سے غائب تھی البتہ ملکہ کا
لباس وہاں پڑا ہوا تھا اور وہ جلاد کے لباس میں غائب ہوئی۔

بہت سخت محنت کے بعد تفتیش سے یہ پتہ چلا ہے کہ قید خانہ میں ایک سرنگ ہے اور وہ
اندر ہی اندر اتنی دور چلی گئی کہ سمندر کا پانی نظر آنے لگا۔ افسوس ہے کہ سمندر کے بعد اس
سرنگ کا کچھ پتہ نہیں لگتا۔ مگر یہ ایسی حیرت طاری ہے جو کسی طرح رفع نہیں ہوتی۔

آج صبح کے تار سے جو ۵ بجکر ۲۰ منٹ پر روانہ ہوا جنرل ٹیبوڈوکس کا بیان ہے کہ شب
گذشتہ یونانی لشکر میں غیر معمولی خوشی منائی گئی اور ایسا جشن ہوا جس کو دیکھ کر ہم بھی دنگ رہ گئے
خیال تھا کہ یہ جشن کامیابی کا ہوگا۔ مگر تحقیقات سے معلوم ہوا کہ یہ جشن اور تمام خوشی ملکہ
کون کوسٹنٹ کے مسلمان ہونے کی ہے۔

آج صبح کو جب مسلمانوں کے لشکر سے اذان کی آواز آئی تو نہایت صدمہ کے ساتھ دیکھا
گیا کہ ملکہ کون کوسٹنٹ مصطفےٰ کمال کے ساتھ نماز پڑھ رہی تھی یعنی دونو علیحدہ علیحدہ
عقائد اسلام کے موافق خدا کی پرستش کر رہے تھے۔ (سنڈی ہیرالڈ)

(۵۱)

گرامی دوست غازی اعظم مصطفےٰ کمال پاشا! ملکہ کون کوسٹنٹ آپ کے قبضہ میں پہنچ گئی
لیکن ہم سب متحیر ہیں کہ وہ کس ذریعہ سے فرار ہوئی اور وہ کون باکمال شخص تھا جس نے
یہاں پہنچکر ہمارے جلاد کو قتل کیا۔ ہماری کوشش بیکار ہوئی اور اس وقت تک
پتہ نہ چلا اس لئے ہم ممنون ہوں گے اگر آپ واقعہ پر روشنی ڈالیں۔

(وزیر اعظم اٹلی)

آپ کے استفسار کے جواب میں التماس ہے کہ ملکہ کون کوسٹنٹ کے جلاد کو
ہمارے غازی اعظم نے قتل کیا۔ وہ خود ہی سرنگ کے ذریعہ سے وہاں پہنچے۔ اور
ملکہ محترمہ ان ہی کے ساتھ تشریف لائیں۔

(رشید پاشا)

اب تمام امیدیں ختم ہوگئیں اور سلطنت کے والی [illegible] امید نہیں لیکن اگر وہ

ہاتھ آجائے تو ایک منٹ کے واسطے بھی زندہ نہیں رہ سکتی۔ اُس کو مطلق احساس غیرت قومی نہ ہوُا۔ وہ ہمارے حقیقی دشمنوں کی دوست بنی۔ اور ہم کو خبر نہ تھی کہ ہم اپنے ہاتھوں ایک ایسا دشمن تیار کر رہے ہیں۔ جو ہماری عزت و آبرو سب پر پانی پھیر دیگا۔

(قسطنطین)

اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ کہ متفقہ طاقت سے سمرنا پر ترکوں کا سر کچل دینا چاہئے۔ اور افواج کو خاص طور پر ہدایت کرنی چاہئے کہ وہ کمال اور کون کو سٹنٹ دعہ لڑ کو زندہ گرفتار کریں۔ اور اتحادیوں کے سامنے پیش کریں۔

(وزیر اعظم اٹلی)

(۵۲)

انتہائی کوشش کے بعد بھی یونانی کامیاب نہ ہو سکے۔ دن کے تین بجے ہوں گے کہ اُن کا دایاں حصہ تمام برباد ہو گیا۔ اور اس کے فنا ہوتے ہی تمام فوج کے قدم اُکھڑ گئے اس موقعہ کو غنیمت سمجھ کر ترکوں نے اپنی تمام فوج کو وسعت دی اور جس قدر یونانی فوج موجود تھی۔ سب کو گھیرے میں لے لیا۔ کمانڈر انچیف نے ہر چند نکلنے کی کوشش کی مگر بے سود تھی۔ شام کے پانچ بجے یونانیوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ اور چھ بجے کے قریب جنرل نور الدین پاشا کا فاتحانہ داخلہ شروع ہوُا جس وقت کمانڈر انچیف ترکوں کی حراست میں جنرل نور الدین کے سامنے آیا تو جنرل تعظیم کو اُٹھا اور کہا مجھے غازی اعظم کا حکم ہے کہ میں آپ کو یہ پیغام پہنچا دوں اور آپ کی بیوی کو یہ تار دوں کہ آپ آج سے مسلمانوں کے مہمان ہیں۔ اور اس وقت کے بعد آپ اپنے تئیں قیدی نہ سمجھئے۔

کمانڈر میں غازی اعظم کے اس خلق کا دل سے ممنون ہوں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ترکوں کا خلق۔ اُن کی مروت جس کو اب تک ہم نے نہ سمجھا دنیا میں بے مثل ہے۔ ایسی جری اور خلیق قوم حق رکھتی ہے۔ کہ وہ جدھر رُخ کرے فتح و نصرت اُس کے قدم چومے براہ کرم میرا دلی شکریہ غازی ممدوح کی خدمت میں پہنچا دیجئے۔

سمرنا پر پورا قبضہ ہونے کے بعد جنرل نورالدین نے اعلان کیا کہ عساکر عثمانیہ کا داخلہ فاتحانہ ضرور ہے۔ مگر نہ ایسا فاتحانہ جیسا عیسائیوں کا ہوتا ہے فتح کے بعد سے ہر مذہب و ملت کی آبادی ہماری رعیت ہے۔ اور اس کی جان و مال کی حفاظت ہمارا فرض ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ظالموں اور سنگدلوں کی طرح ترک بھی فتح کے جوش میں کوئی ایسی حرکت کر بیٹھیں۔ جو احکام اسلام کے خلاف ہو۔ رعیت کی جان رعیت کے مال کی ذمہ داری انکی رات پر عورتیں خواہ وہ کسی مذہب کی ہوں۔ ان کی عصمت و عفت ہر حال میں قابل احترام ہے۔ کر

فاتح لشکر کو سب سے زیادہ یہ خیال رکھنا ہے۔ کہ اُن کے کسی فعل سے مفتوح کو تکلیف نہ پہنچے۔ جس جوش و خروش سے سمرنا نے آپ کی صدا پر لبیک کی اور اپنے آغوش میں لیا۔ اس انسانیت اور رحم سے آپ کو سمرنا کی آبادی پر نظر انصاف ڈالنی چاہئے۔ اور قرن اولیٰ کے کارنامے ہر وقت پیش نظر رکھنے چاہئیں۔

(دستخط جنرل نورالدین پاشا گورنر سمرنا)

(۵۳)

جس رحم و کرم سے مسلمانوں نے سمرنا میں کام لیا اُس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہاں کی تمام آبادی بلا تحقیق مذہب اُن کا کلمہ پڑھنے لگی۔ ہر طرف امن و امان کا دور دورہ ہوا اور ہر طرف اسلام کی ترقی کے نعرے سنائی دینے لگے۔

ایک متفقہ درخواست سمرنا کی آبادی کی طرف سے اس خواہش کی پیش کی گئی کہ ہم غازی اعظم کی صورت دیکھنی چاہتے ہیں اور ہماری دلی خواہش ہے کہ ہم اپنی آنکھیں اپنے فرمانروا کی زیارت سے روشن کریں۔

یہ درخواست جنرل نورالدین پاشا نے جس پر ہزارہا مردوں اور عورتوں کے دستخط تھے غازی اعظم کی خدمت میں روانہ کر دی۔ تاریخ مقرر ہوئی اور سمرنا میں غازی اعظم کی تشریف آوری کی تیاریاں ہونے لگیں۔

سمرنا اپنے فاتح کی آمد میں دلھن بنا تھا چپہ چپہ اور کونہ کونہ سے مبارک باد کی صدائیں

بزرگانِ عظام کے حالات کی کتابیں

سیرۃ حضرت امام حسینؑ آپکے حالات زندگی وشہادت وواقعاتِ کربلا کی مفصل ومبسوط تاریخ معہ آپ کے مزار مقدس ودیگر شہدائے معرکۂ کربلا کے مزارات کے فوٹو وتصاویر جو قریباً بیس ہیں۔ دو رنگوں میں چھپا ہوا سرورق ولایتی کپڑے کی جلد۔ مولانا عاشق حسین صاحب سیماب وارثی اکبرآبادی کے زورِ قلم کا نتیجہ حجم ۲۲۵ صفحہ۔ قیمت مجلد دو روپے آٹھ آنے (عہ) بلا جلد عہ

سیرۃ الکبرےٰ یعنی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی سوانحعمری نتیجہ فکر مولانا عاشق حسین صاحب سیماب وارثی اکبرآبادی۔ جن کی تالیفات زیادہ تعریف کی محتاج نہیں۔ آپ کے مزارِ پُر انوار کا فوٹو شروع میں شامل ہے۔ قابل دید کتاب ہے ایک بار ضرور منگوائیں۔ قیمت مجلد عہ بلا جلد عہ

سیرۃ حضرت بلال یہ اُس حبشی غلام کے حالات ہیں جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اثر صحبت سے اس درجہ تک پہنچا جس کے حصول میں لاکھوں بندگان خدا ناکام رہے۔ زمیندار کے اسسٹنٹ ایڈیٹر سید وجاہت حسین کے زور قلم کا نتیجہ ہے مولانا نے دیباچہ میں لکھا ہے۔ کہ اس کتاب کا ایک حرف بھی بجز وضو کے نہیں لکھا گیا۔ آپکے مزار مقدس کا فوٹو ساتھ شامل ہے قیمت مجلد عہ

پیارے نبی کے پیارے حالات مولفہ مولوی محمد فیروز الدین صاحب ڈسکوی یہ کتاب اب تک تین بار طبع ہو چکی ہے اس قدر آسان فہم۔ دلپسند اور مقبول ہوئی ہے۔ کہ جان سے زیادہ عزیز بچوں اور مستورات و حضرت صلعم کے حالات اور واقعات کا بتانا ہر ایک مسلمان کا مذہبی فرض ہے قیمت عہ

سیرۃ صدیقہ اس کتاب میں اس متبرک ہستی کے سوانح زندگی تحریر کئے گئے ہیں جس کو رسول خدا صلعم نے تمام دنیوی نعمتوں کے مقابلہ میں اپنی ذات جامع کمالات کے لئے انتخاب فرمایا تھا۔ یہ وہی ام المومنین عائشہ صدیقہ زوجۂ رسول مقبول صلعم ہیں جن کی برأت کا قرآن کریم ذمہ دار ہے۔ انہیں کی محبت کے واسطے

سردار دو عالم شفیع الامم نے اپنی پیاری دلبند خاتونِ جنت کو خاص طور پر ارشاد فرمایا تھا۔ کتاب کی عبارت اُردو لٹریچر کا انتہائی لطف دکھا رہی ہے۔ عبارت کی سلاست محاورات کی دلچسپی۔ لکھائی۔ چھپائی۔ کاغذ ہر ایک دلآویز ہے۔ واقعات کی تصویر اس طرح کھینچی گئی ہے۔ گویا پڑھنے والا پڑھتا نہیں۔ بلکہ آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔ اس کتاب کے تحریر کرتے وقت ایک خاص امر ملحوظ یہ رکھا گیا ہے کہ ملک کی مہذب خواتین یا جوان لڑکیاں اگر اسے پڑھیں تو انہیں ایک فقرہ بھی ایسا نہ ملے جو اُن کی تہذیب کے خلاف یا جذبات میں ہیجان پیدا کرنے والا ہو۔ غرضیکہ پیدایش سے وفات تک کے کل حالات نہایت عمدگی اور وضاحت سے درج کئے گئے ہیں۔ قیمت مجلد ۱۰/ بلاجلد ۶/

حیاتِ امام مالک } حنفی مسلمانوں میں چار طریقے جو چاروں اماموں سے چلے آتے ہیں۔ اُن میں سے ایک حضرت امام مالک ہیں جن کی حیات طیبہ قابلِ تقلید ہے۔ آپ مدت العمر مدینہ منورہ سے باہر نہیں گئے۔ اس شوق میں کہ اسی خاک پاک میں دفن ہونے کی سعادت نصیب ہو۔ شہر سے دو میل باہر جا کر آپ قضائے حاجت فرماتے تھے۔ ایسا ادب و شوق خدا ہر مسلمان کو عطا فرمائے۔ قیمت ۳/

حیاتِ سعدی } آج دُنیا میں کوئی اَن پڑھ آدمی بھی حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ کے نام اور کام سے ناواقف نہیں۔ اُن کی گلستاں اور بوستاں آپ کے لئے بقائے دوام کی عزت حاصل کر چکی ہیں۔ آپکے حالات ہر مرد و زن، بچے اور بوڑھے کے پڑھنے اور عمل کرنے کے قابل ہیں۔ قیمت ۸/

حیاتِ ابدی } حضرت رابعہ بصری ایک مشہور خدا پرست بی بی تھیں۔ حضرت حسن بصری کا زمانہ آپ نے دیکھا تھا۔ یہ ایسی صالح خاتون تھیں کہ بڑے بڑے خدا پرست ان کے درجہ کو نہیں پہنچے۔ اُن کے حالاتِ زندگی مستورات کے پڑھنے کے قابل ہیں۔ قیمت صرف چار آنے ۴/

حیاتِ داغ } ملک الشعرا استادِ جہاں۔ مرزا داغ دہلوی کے حالاتِ زندگی قابل دید ہے۔ ضرور منگوائیے۔ قیمت صرف چھ آنے .. ۶/

حیاتِ مُسلم } حضرت امام مسلم کی پاک زندگی حالات قیمت صرف تین ۳/

میر درد دہلوی ۲/

حیاتِ حالی ۶/

سیّد جمال الدین افغانی بطلِ حریت دُنیائے اسلام سید جمال الدین افغانی وہ بزرگ ہستی تھے جنہوں نے موجودہ ترک احرار پارٹی کا بیج بویا۔ آزادی کی روح پھونکی۔ غلامی کا جوا گردن سے نکال پھینکنے کا سبق دیا۔ ہر ایک سچے مسلمان کے لئے اس کتاب کا مطالعہ نہایت ضروری ہے قیمت ۵/

جوہر قدامت یوں تو علامہ محترم کی ہر تحریر کلیجہ کے پار ہو جاتی ہے۔ مگر بزم آخر کا ایک صفحہ بلکہ ایک سطر بھی ایسی نہیں جس کو پڑھ کر مسلمان اپنی داستان پارینہ سُن کر بیتاب نہ ہو جائیں۔ تو ہمارا ذمہ۔ ہچکیاں بندھ جاتی ہیں۔ دل تڑپتا ہے آنکھیں صحبتِ شب کا سماں پھر ڈھونڈتی ہیں۔ جو دم توڑ رہا ہے۔ جوہر قدامت دو بہنوں کی پُر لطف کہانی۔ دو لڑکیوں کی مفصل زندگی۔ اور دو عورتوں کی جگر خراش داستان ہے۔ عہ/

عروسِ کربلا مولانا راشد الخیری کی تمام کتابوں میں بلحاظ درد اثر کے ممتاز ہے کربلا کے تاریخی واقعات پہلے ہی سے کچھ کم درد انگیز نہیں۔ اُس مولانا نے قلم گوہر ریز سے وہ قیامت ڈھائی ہے مصر کے مشہور مصنف جرجی زیدان عیسائی نے جو معرکۂ کربلا کے حالات ناول کے پیرائے میں لکھے ہیں۔ اُس کا ترجمہ لکھنؤ کے کسی بزرگ نے کیا ہے۔ قابل دید ہے۔ قیمت .. عہ/

سمرنا کا چاند مولانا موصوف کی آخری اور بہترین تصنیف۔ سودیشی اشیاء کی ترویج۔ کھدر پوشی کی فضیلت۔ مصیبت زدگان سمرنا کی اعانت۔ ملک کی موجودہ کشمکش کے حالات۔ قابل دید ہیں۔ قیمت .. عہ/

صبحِ زندگی شامِ زندگی کا پہلا حصّہ جو ناپید ہو گئی تھی۔ اور شائقین اُس کی جستجو میں سرگرم تھے۔ چھپ کر تیار تھے۔ لڑکیوں کے لئے بہترین معلم۔ وردِ بیان کیف سامان زندگی یتیمہ کی پرورش پھوپھی کی نصیحتیں ہیں قیمت عہ/

شامِ زندگی صبح زندگی کا دوسرا حصّہ۔ جس کی تمام ہندوستان میں دھوم مچ گئی اور مقبولیّت کا یہ عالم رہا۔ کہ شام زندگی وردِ غم کا فسانہ اُردو علم ادب کی نشانی ہے۔ دہلی کی آواز ہے۔ ملک کے ہر گوشہ میں قبولیت کا درجہ رکھتی ہے قیمت عہ/

شبِ زندگی یہ صبح زندگی اور شام زندگی کا دلچسپ تیسرا حصّہ ہے۔ دیکھنے کے قابل ہے۔ ضرور منگوائیں قیمت ایک روپیہ .. .. عہ/

(۱۰) رحمت علی خانصاحب پریزیڈنٹ مسلم ایسوسی ایشن آف امریکہ (۱۱) ایک
خاتون معرفت ایڈیٹر صاحب صُوفی ؛ (۱۲) ملک محمدؐ اکرام صاحب زمیندار
بنڈی بہاؤالدین ؛ (۱۳) سفور خاں صاحب کیلی فورنیا امریکہ ؛ (۱۴) پسران
لک محمد الدین ایڈیٹر صوفی مشترک نام سے ؛ (۱۵) محمد عبد الستار صاحب جنرل
رچنٹ لداخ ؛ (۱۶) ڈاکٹر عبد الواحد صاحب پاپولر ڈسپنسری سری نگر کشمیر ؛
۱۷) باغ دین صاحب یو بایونائی ٹڈ اسٹیٹ امریکہ ؛ (۱۸) نور الدین صاحب
اڈرک امریکہ ؛ (۱۹) فوجدار خاں صاحب براڈرک امریکہ ؛ (۲۰) ملک محمد الدین صاحب
یٹر صوفی ؛ (۲۱) پیر بخش ولد فیض محمد صاحب براڈرک یونائی ٹڈ اسٹیٹ امریکہ ؛
۲۱) سردار محمدؐ عبد اسد خاں صاحب بہادر لوکل انسپکٹر آفیسر آف اکونٹس بصرہ ؛
۲۲) مولانا محمدؐ محی الدین صاحب ریٹائرڈ چیف جسٹس ہائی کورٹ دکن حال دہلی ؛
۲۱) ڈاکٹر عبد الرشید صاحب خلف الرشید جنگو میاں صاحب ایچ۔ ایم۔ بی۔ بلگام والہ۔ ہوبلی
ماردار ؛ (۲۵) نور محمدؐ عبد اللہ صاحب لکھنا سوئی میمن وارڈ اروڈ بمبئی ۳ ؛
۲) اہلیہ خانصاحب نصیر احمد خاں صاحب معرفت تحصیلدار صاحب موگہ ؛ (۲۷)
یق احمدؐ خانصاحب ایچ۔ پی۔ یو معرفت تحصیلدار صاحب موگہ ؛ (۲۸) مولوی
مین صاحب خوشنویس عادل گڑھ ضلع گوجرانوالہ (۲۹) منشی وہاب بیگ صاحب
روائزر جی۔ آئی۔ پی۔ ریلوے ؛